درس حدیث
محمد اظہر مدنی

امن وسکون کی اہمیت

عن عبدالله بن محصن رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من اصبح منکم آمنا فی سربه، معافا فی جسده، وعنده قوت یومه فکانما حیزت له الدنیا (رواہ الترمذی) عبداللہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ اپنے گھر بار میں امن وراحت سے ہے، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہے، اور شب وروز گزارنے کے لئے زندگی کے سامان ہیں تو یہ سمجھو کہ اس کو پوری دنیا کی نعمت جمع کردی گئی ہے۔

سب سے بڑا احترام انسانیت یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔ یہ کسی بھی معاشرہ کے پُرامن رہنے اور ہونے کی بنیاد ہے۔ جس معاشرہ سے اس طرح کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے تو پھر ایسے سماج میں خوف ودہشت کا بسیرا ہوجاتا ہے، جبکہ امن وسکون انسان کی زندگی کا اہم ترین حصہ ہے۔ گھر میں قیمتی سے قیمتی سامان ہو، اچھی تجارت ہو، دولت کی ریل پیل ہو، سماج میں حیثیت بلند ہو، چاروں طرف لوگ نام لینے والے ہوں لیکن اگر امن وسکون نہیں ہے تو یہ سب نعمتیں بالکل بے مزہ ہیں نہ گھر اچھا لگے گا نہ دولت اچھی لگے گی اور نہ عہدہ سب بے حیثیت معلوم ہوں گے۔

اسلام معاشرہ کے ہر ایک انسان سے یہی چاہتا ہے کہ اس کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، اس کی بات چیت سے دوسرا خوش ہوجائے، ملاقات ہو تو دوبارہ ملاقات کی دل میں تمنا پیدا ہو۔ ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **والله لا یومن، والله لا یومن، والله لا یومن، قیل: من یا رسول الله؟ قال: الذی لا یامن جاره بوائقه** (بخاری)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، پوچھا گیا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ وہ کون ہے جو مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ نہ رہے۔

اسلام میں امن وامان کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے ایسی دعائیں بھی سکھائی ہیں جن میں امن وامان، راحت اور ہر اعتبار سے خوش وخرم رہنے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور ہمارے اسلاف عظام رحمہ اللہ ایسی دعاؤں کا ورد کرتے تھے مثلاً۔ **اللهم انی أسألک العفو والعافیة فی الدنیا والآخرة، اللهم انی أسئلک العفو والعافیة فی دینی ودنیای واهلی ومالی اللهم استرعو راتی وامن روعاتی اللهم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذبعظمتک ان اغتال من تحتی.** یعنی اے اللہ! دنیا وآخرت میں تجھ سے عفو وامن وراحت کا طلب گار رہوں، اے اللہ میں تجھ سے دین ودنیا کے معاملہ میں عفو اور راحت کا خواہاں ہوں، اے اللہ تو میرے نقائص کو پوشیدہ رکھ اور میری گھبراہٹ اور الجھن کو امن سے بدل دے اور اے اللہ میرے سامنے سے، میرے پیچھے اور میرے دائیں اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میرے نیچے سے تیری عظمت کا واسطہ سے اس بات کے لئے پناہ مانگتا ہوں کہ میں نیچے سے اچک نہ لیا جاؤں۔

ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا **لا یحل لمسلم ان یروع مسلما** یعنی ایک مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **لا تفسدوا فی الارض** ''زمین میں فساد نہ پھیلاؤ'' فرمایا۔ **مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً** (المائدہ:۳۲) اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا تھا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو، یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کردیا۔''

مذکورہ بالا حدیثوں اور قرآن کی مذکورہ آیتوں اور دوسری آیتوں میں بھی معاشرہ میں امن وراحت اور سکون کو فروغ دینے کی تلقین کی گئی ہے اور ہر اس برائی اور اقدام سے احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے معاشرہ کا امن وسکون غارت ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو امن وآشتی کو فروغ دینے اور ایک دوسرے کو تکلیف دینے سے بچنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ **وصلی الله علیه وسلم**

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا ارشاد اللہ عبد الکریم سلفی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا عبد الحکیم خالد مدنی مولانا اقتدار زبیر عمری

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
بین المذاہب رواداری کا مفہوم ۱۲
امن کی اہمیت وضرورت اسلام کی نظر میں ۱۷
وطن کی محبت اور اسلام ۲۲
اسلام اور دیگر مذاہب کے ساتھ حسن سلوک اور تعامل ۲۴
اسلام اور قومی یکجہتی ۳۰
انسانی اقدار اور ہندومت کی تعلیمات ۳۳
سکھ مت اور احترام انسانیت ۳۵
دہلی چلو (نظم) ۳۸
چلو کہ انتظار ہے (نظم) ۳۹
ترانہ اہل حدیث ۴۰
کانفرنس کے نام پیغامات ۴۱
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۱۰۳
جماعتی خبریں ۱۰۶

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ـــــــ ۱۵۰ روپے
فی شمارہ ـــــــ ۷ روپے
پاکستان ـــــــ ۵۰۰ روپے
بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۲۴ اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jandahlanjumen@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

عرض احوال

”مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا“ (الاحزاب:۲۳)

ہماری ہر قسم کی تعریف وتوصیف اور عبادت خالص کا مستحق وہ اللہ رب العالمین احکم الحاکمین ہے جس نے ہماری تخلیق کی، ہم پر اپنی نعمتوں کی بارش کی اور ہماری ہدایت وسعادت کے لیے انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری کیا، آسمانی کتابوں کو نازل کیا اور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا، جنھوں نے قرآن کریم کی تفسیر وتشریح اپنے قول وعمل سے کی اور گم گشتہ انسانیت کا رشتہ اللہ سے استوار کیا، انسانیت کو اس کا صحیح مقام بتایا، بنی نوع انسان پر ہونے والے ہر قسم کے مظالم ومفاسد اور تشدد وجارحیت کا خاتمہ کر کے انہیں محبت والفت، رحمت ورافت، اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ یہی وجہ ہے کہ آغاز کائنات سے لے کر اب تک تاریخ انسانیت میں جس شخصیت نے اپنی رحمت ومہربانی اور ہمدردی وغم گساری سے پورے عالم کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ہستی نبی آخر الزماں رحمۃ للعالمین محمد ﷺ کی ہے۔ عرش والے آپ کی اس عظیم صفت کی گواہی دے رہے ہیں۔ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (الانبیاء:۱۰۸) آپ کی صفت رحمت کی جلوہ گری اور چھاپ زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ میں نظر آتی ہے۔ آپ سراپا رحمت ہیں، کائنات کی ہر شئی کے لیے رحمت ہیں۔ صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ کائنات کے ایک ایک ذرہ کے لیے، شجر وحجر کے لیے، نباتات وجمادات کے لیے، اپنے دوست کے لیے بھی اور اپنے خون کے پیاسوں کے لیے بھی۔ صحابہ کرام عرض کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ مشرکین پر بددعا کر دیجئے اور آپ فرما رہے ہیں ” انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمۃ“ (مسلم:۲۵۹۹) ”میں لعنت وملامت کرنے والا بنا کر نہیں بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔

اس پیغمبر اسلام کی پاکیزہ زندگی کا تو ہر ہر پہلو اور ہر ہر گوشہ ایسا ہے کہ اس

پر سیر حاصل گفتگو کرنے کو جی چاہتا ہے۔ آپ کی کتاب زندگی کا ہر ہر ورق ایسا ہے جو آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی زندگی کو ہر اعتبار سے ایسی جامعیت عطا کی ہے کہ آپ کی کتاب زندگی کے کسی بھی ورق کو کھول لیجئے، انسانیت کے وہ دروس اس میں ملیں گے کہ جس کی مثال نہ آپ کے پہلے کی تاریخ میں مل سکتی ہے اور نہ آپ کے بعد صبح قیامت تک۔

چہرہ کھلی کتاب ہے عنوان جو بھی دو
جس رخ سے بھی پڑھوگے اسے جان جاؤگے

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نشر واشاعت کے مرکز، نزول قرآن اور بعثت رسول کے لیے خطہ عرب کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ یہ عرب زمانہ جاہلیت میں بڑے وفادار تھے۔ ان کی تاریخ وروایت رہی ہے کہ ان کے اندر وفا کی خوشبو تھی وہ جھوٹے، خائن، منافق، غدار اور دھوکہ باز نہیں تھے۔ انتہائی نازک موقع پر بھی اپنی انسانیت وشرافت اور اپنی امانت کی حفاظت کرتے تھے۔ اس لیے آج انسانوں کا سب سے بڑا اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے پالنہار کا وفادار بنے۔ یہ وفاداری ایک عظیم صفت اور عمدہ کوالٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کی تعریف فرمائی جنہوں نے اپنے رب سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا، ہر حال میں خوشی ہو یا غم یا میدان جہاد وہ ڈٹے رہے۔ کچھ نے تو جام شہادت نوش کرلیا، صدق وصفا پر اپنی جان دیدی اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ میں لڑرہے ہیں کہ یا تو انہیں کامیابی ملے یا پھر شہادت۔ انہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو نہیں توڑا، اسے نہیں بدلا۔ ’’مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا‘‘ (الاحزاب:۲۳)

یہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب وہ نبی کے ساتھ جنگ کریں گے تو ثابت قدم رہیں گے، راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ انس بن نضر ایک صحابی ہیں جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوسکے، انہیں جنگ احد میں شرکت کا موقع ملا، کہا اللہ دیکھے گا میں کیسے لڑتا ہوں، سعد بن معاذ نے پوچھا کہاں؟ کہا مجھے احد کی طرف سے جنت کی خوشبو مل رہی ہے، اسّی سے زائد تیرو تلوار کے نشان تھے، ان کی صورت پہچانی نہیں جارہی تھی، پیاری بہن نے انگلی کا پور دیکھ کر پہچانا، کیسے وعدہ کے پکے اور بات کے سچے تھے۔

آج میاں بیوی کے درمیان طلاق کی کثرت ہورہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ شوہر کی بے وفائیاں اور عیاشیاں ہیں۔ ایک عورت جس نے اپنا حسن وجوانی تمہارے دہلیز پر دفن کردیا۔ اولاد بھی دی، تمہاری ساری نزاکتوں کو برداشت کیا، جب وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچی تو شوہر اسے دھمکیاں دے رہا ہے، میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔

رسول گرامی کی محبت و وفاداری کا کیا کہنا، عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے متعلق فرماتی ہیں’’ **ماغرت علی خدیجة وما ادرکتھا** ‘‘ کہ خدیجہ کو میں نے دیکھا نہیں لیکن میں نے ان سے زیادہ کسی دوسری بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا ان پر کیا ہے۔ ایک دن تو وہ ناراض ہوکر کہتی ہیں آپ ہر وقت، خدیجہ، خدیجہ کہتے رہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں تم نہیں جانتی جب لوگ مجھ پر پتھر برساتے تو خدیجہ چادر ڈالا کرتی، اس نے اپنا سارا مال نچھاور کردیا۔ خدیجہ سے مجھے بیٹیوں کی نعمت ملی ہے۔ آپ جب بکری ذبح کرتے تو خدیجہ کی سہلیوں کے پاس بھی بھیجتے۔

وفا کے پیکر اس نبی محترم نے اپنے دوست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرمایا۔’’ میرے اوپر جتنے لوگوں نے احسان کیے ہیں میں نے سب کے احسان کا بدلہ دے دیا صرف ابوبکر ہیں جن کا میرے اوپر سب سے زیادہ احسان ہے۔ ان کے احسان کا بدلہ میں نہیں اللہ دے گا۔ میرا خلیل تو میرا رب ہے البتہ ابوبکر کے ساتھ اسلامی اخوت ومحبت کا تعلق ہے۔ ان تمام دروازوں کو بند کردیا جائے جو مسجد میں کھلتے ہیں صرف ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایک وفادار انسان بنیں۔ ہماری وفاداریاں سب سے پہلے اپنے رب کے ساتھ ہوں۔ اپنے رسول کے ساتھ، قرآن ودین اسلام کے ساتھ، اپنے قریبی رشتے داروں، اعزہ واقرباء کے ساتھ ہوں پھر اپنے وطن عزیز اور اس میں بسنے والے تمام انسانوں کے ساتھ

ہونی چاہئیں۔ یہی ہمارے رسول کا پیغام ہے اور آپ کا اسوہ حسنہ و کاملہ بھی۔ یہ حضرت حذیفہ بن یمان ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے۔صحابہ کرام کے شوق شہادت کو دیکھ کر ان کا بھی دل مچلتا تھا۔صحابہ کو میدان بدر سے جنت کی خوشبو مل رہی تھی لیکن صرف اس بناء پر وہ شریک نہیں ہوئے کہ جب وہ مدینہ آ رہے تھے تو انہیں مشرکوں نے پکڑ لیا تھا اور ایک شرط پر چھوڑا تھا کہ جب ہم اللہ کے نبی سے جنگ کریں تو تمہیں شریک نہیں ہونا ہے۔اور جب انہوں نے نبی ﷺ سے اپنے اس عہد و پیمان کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ''میں وفادار نبی ہوں تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ہم اللہ سے مدد مانگ لیں گے''۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر جب یہ بات آئی کہ مکہ سے جو مدینہ آئے گا اسے واپس کر دیا جائے گا۔اور نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''ہم ہر اس شرط معاہدہ کو ماننے کے لیے تیار ہیں جس سے اللہ کے گھر کے ناموس اور اس کی عزت پر کوئی آنچ نہ آئے''۔اس بنیاد پر آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا۔ابو بصیر کو واپس کر دیا۔

مکی دور میں مطعم بن عدی نے آپ پر ایک احسان کیا تھا اور ایک نیکی کی تھی اور وہ نیکی یہ تھی کہ طائف سے واپسی پر جب آپ غار حراء پہنچے تو آپ نے ان سے پناہ مانگی، مطعم نے اپنے بیٹوں اور پوری قوم کو بلایا اور کہا کہ تم لوگ خانہ کعبہ کے چاروں طرف کھڑے ہو جاؤ، محمد کو میں نے پناہ دے رکھی ہے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

جب بدر کی جنگ میں قیدی پکڑے گئے اور ان کے معاملات سامنے آئے تو آپ کو اس کا احسان یاد آیا اور وفاداری دکھلاتے ہوئے آپ نے فرمایا ''مطعم نے مجھے پناہ دی تھی، اگر آج وہ زندہ ہوتے اور کہتے کہ آپ تمام قیدیوں کو رہا کر دیں تو میں اظہار وفا کرتے ہوئے سب کو آزاد کر دیتا''۔''**لو كان المطعم بن عدی حيا ثم كلمنی فی هولاء النتنی لتركتهم له**''(بخاری)

آپ نے اپنے محبوب چچا ابو طالب جنہوں نے ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا، شعب ابی طالب میں رہے، آپ کی خاطر ہر قسم کی مخالفتیں برداشت کیں، ان کے ساتھ آپ کی وفاداری و وفا اور محبت کی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔مرتے دم تک آپ کی کوشش رہی کہ چچا ایمان لے آئیں،''**یا عم قل لا اله الله احاج بها عند الله**......''(متفق علیہ) آپ ان کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہے جب تک آپ کو منع نہیں کر دیا گیا۔جہنم میں آپ کی شفاعت پر ان کو سب سے آسان و ہلکا عذاب دیا جائے گا اور وہ عذاب یہ ہوگا کہ ان کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے، جس کی شدت وحدت سے دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولہے پر رکھی ہانڈی۔

آج ہم اپنے جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں اور جس نبی کی ناموس کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان دینے کو تیار رہتے ہیں، آپ غور کریں کہ اس نبی محترم علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی شان رحمت کو اللہ کس انداز سے بیان کرتا ہے۔ ''لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِا لْمُؤْمِنِينَ رَءُ وفٌ رَّحِيمٌ''(التوبہ:۱۲۸)

اس نبی کی ساری کوششیں، ساری امیدیں، تمنائیں اور قربانیاں تمہارے بارے میں اور تمہاری ذات سے وابستہ ہیں۔وہ تمہارے ایمان و ہدایت کے بڑے حریص تھے۔میرے نبی میرے لیے سب سے زیادہ روئے ہے۔میرے نبی میری ہدایت کے لیے سب سے زیادہ بے قرار تھے وہ ہر وقت اس کوشش میں تھے کہ میری امت کو سب سے زیادہ خوشیاں کیسے ملیں اور اس سے تنگی و تکلیف کو کیسے دور کیا جائے؟ اس لیے کہ اس کی صفت رؤف و رحیم ہے۔

وہ نبی اپنے بچوں کے ساتھ اور بیگانوں کے بچوں کے ساتھ محبت و رحمت کا مظاہرہ فرماتے۔آپ نے بچوں کے ساتھ محبت کے حوالے سے اپنے اور غیر کی تفریق کو ختم کر دیا۔انہوں نے صحابہ کرام کی اولاد پر بھی نگاہ شفقت ڈالی، اپنے ایک زانو پر اگر حسن کو رکھا تو دوسرے پر اسامہ بن زید کو۔ آج مسلمان بچوں کے ساتھ کسی قدر ہم نرمی کا مظاہرہ کر لیتے ہیں اور مسکرا دیتے ہیں لیکن غیر مسلموں کے بچوں پر نظر پڑتے ہی ہماری سوچ، ہمارا موڈ اور ہمارا لہجہ بدل جاتا ہے۔

قربان جائیے اس رحمت دوجہاں پر کہ ایک یہودی کا لڑکا آپ کی خدمت

میں تھا وہ ایک دفعہ بیمار پڑ گیا۔ ہمارے نبی ﷺ خود تشریف لے گئے، اس کی عیادت فرمائی اور اس بچے کو اسلام کی دعوت دی، بچہ باپ کو دیکھنے لگا۔ باپ نے کہا ''اطع ابا القاسم '' وہ مسلمان ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: '' **الحمد لله الذی انقذه من النار** '' (بخاری) ''اللہ کی تعریف جس نے اس بچہ کو آگ میں جلنے سے بچالیا''۔

یہودی باپ نے اس نبی کی محبت اپنے بیٹے کے ساتھ دیکھی تو وہ پگھل گیا کہ ایسا انسان جو میرے بیٹے کی عیادت کے لیے میرے گھر آ گیا۔ اس لیے اس نے بیٹے کو اس نبی سرکار دو جہاں کی بات مان لینے کی اجازت دیدی۔ آپ ﷺ نے اپنے اس عمل سے ہمیں یہ پیغام دیا کہ سماج کے بچے کو محبت دو، بچے کو معاشرہ سے جو ملتا ہے جواں ہوکر وہ اپنی محبت و پیار کا صلہ دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے امیر و غریب کی نفسیات اور ان کے مابین تفریق کو بدل دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اصلی چیز انسان کا اعلیٰ کردار ہے۔ اگر کسی دولت مند کے پاس کردار کی، بلندی اخلاق کی، انسانیت کی دولت ہے تو آپ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور اگر یہ کردار کسی غریب کے پاس ہے تو اسے بھی آپ نے جنت کی بشارت دی۔ یہ بلال ہیں جو چلتے زمین پر ہیں لیکن چلنے کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔ اصل چیز کردار و عمل ہے۔ ایسا امیر غریب ہے جو صاحب کردار نہیں اور ایک کمزور صاحب کردار اکیلا سب پر بھاری ہوتا ہے۔ اس زمانے میں نماز، روزہ اور عمرہ آسان ہے لیکن خیال رہے کہ کبھی اپنے ذہن و دماغ میں قارون جیسا گھمنڈ پیدا نہ ہو، اپنے دلوں کو قساوت سے، بخل و شح سے بچالیں اور اپنے کردار کو سیرت نبوی کی خوشبو سے معطر کرلیں اور دلوں کو آئینہ کی طرح صاف رکھیں جس میں حسد و بغض نہ ہو بلکہ پوری انسانیت سے محبت و شفقت ہو۔ سماج کا کوئی فرد ہاسپٹل میں ہو، معذور ہو، فالج زدہ ہو، کسی پریشانی میں مبتلا ہو، اس کی عیادت کی جائے اور اس کے غم میں شریک ہوں۔ اگر محلّہ و پڑوس کا بیمار کراہ رہا ہے، غریب تڑپ رہا ہے اور اس کی ٹیس اپنے دل میں محسوس نہ کریں تو پھر اپنے ایمان کا جائزہ لیں۔

آپ کا اسلام آپ کو انسانیت سے محبت سکھاتا ہے، بوڑھے، بزرگ اور نیم پاگل کے ساتھ رحم دلی کا درس دیتا ہے اور ان کی دعاؤں سے اور خوشی و مسرت کے ان آنسوؤں سے جو ان کی آنکھوں میں چھلک رہے ہیں تمہاری زندگی میں باغ و بہار پیدا ہوجائے گی، روٹھی رونقیں لوٹ جائیں گی، برکتیں نازل ہوں گی اور اللہ کی رحمتوں کے سزاوار بنو گے۔

یہ دور بڑی آزمائشوں کا دور ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بڑے بڑے سازشی اور شیاطین باقاعدہ بیٹھ کر امت کے نوجوانوں کو، عورتوں کو، بیٹیوں، ماؤں اور بہنوں کو اور محمد کریم ﷺ کے ماننے والوں کو قرآن اور دین اسلام سے دور کرنے کی سازشیں کررہے ہیں۔ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کررہے ہیں اور ان کی عجیب وغریب تصویریں بنا کر ان کو خاکم بدہن ایک دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے، احادیث نبویہ کا مذاق اڑایا جارہا ہے، اس میں تشکیک پیدا کی جارہی ہے۔ اس کا انکار کیا جارہا ہے، صحابہ کرام کی شان میں تنقیص کی جارہی ہے، مقدسات کو پامال کیا جارہا ہے، عزتوں کو نیلام کیا جارہا ہے۔

ایسے حالات میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے مسلم نوجوانوں کو گمراہیوں سے نکالنے کے لیے کیا کیا؟ آپ نے قرآن کریم کے تقدس کی حفاظت اور پیغمبر اسلام کے رخ ناموس کے تحفظ کے لیے کون سے عملی اقدام کیے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی حفاظت کس انداز سے کی؟ آپ نے صدیق اکبر کی صداقت اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت، معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع اور تحفظ میں کونسا کردار ادا کیا؟ آج اسلام کی نشر و اشاعت، توحید کے تحفظ اور سنت کی ترویج کا اگر کوئی سب سے بڑا مرکز ہے تو وہ مدارس اسلامیہ ہیں۔ ان سے اپنے روابط قائم کریں، شرک و بدعات سے دامن بچانے کی اگر کوئی محفوظ جگہ ہے تو وہ ہماری مسجدیں ہیں۔ ان سے جڑیں اور ان کو آباد کرنے کی فکر کریں اور علماء کرام، ائمہ کرام اور حفاظ کی قدر کریں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے اسلام کا کچھ بھرم باقی ہے۔ اپنی دینی جمعیات کی بقا و استحکام کی فکر کریں کیوں کہ یہی آپ کی پناہ گاہیں ہیں اور انہیں کے بابصیرت ذمہ داران آپ کے دینی و سیاسی اور عائلی مصالح کے تحفظ کے لیے سرگرداں و پریشان ہیں۔

جمعیت اہل حدیث کے جیالو!

آپ کی یہ تنظیم جو دراصل آپ کے اسلاف کرام کی امانت اور ان کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ یہ اس ملک کی سب سے قدیم تنظیم ہے، جس کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں ان مردان باصفا کے ہاتھوں رکھی گئی جو کتاب وسنت کے سچے علم بردار تھے، توحید کے لہلہاتے پودے تھے اور جنہوں نے شجر اسلام کی آبیاری اپنے خون جگر سے کی تھی۔ اورشرک وبدعت کواپنے سوز دروں، علمی تصنیفات اور مواعظ ومناظروں سے مٹا کر سماج ومعاشرہ کوسنت کا آئینہ دار بنادیا، وہ بڑے عبادت گزارشب زندہ داراورزہدوتقویٰ کے روشن مینار تھے۔ اس تنظیم نے پُر پیچ حالات ونامساعد ماحول میں بھی چراغ مصطفوی کوفروزاں رکھا، افراد ومعاشرہ کو وحدت کی لڑی میں پرونے اور ایک منظّم قوم کی حیثیت سے زندگی گذارنے کی بھرپور کوشش کی۔

اس ملک کے طول وعرض میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے نام سے مجلسیں سجائیں۔ اکابر علماء کے خطابات کا اہتمام کیا۔ رافضیت وقادیانیت اور دیگر داخلی فتنوں سے جماعت اہل حدیث کے جیالوں کو آگاہ کیا اور ان فتنوں کا قلع قمع کرنے کے لیے لٹریچر تیار کیا۔ اسی جماعت کے ایک گل سرسبد مولانا محمد حسین بٹالویؒ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قادیانیت کے خلاف مختلف مسالک کے بڑے علماء ومفتیان کے دوسو فتاویٰ کو جمع کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اسے پورے ملک میں تقسیم کرکے قادیانیت کے تابوت میں کیل ٹھوک دی جس سے ان کے بڑھتے قدم رک گئے۔ اور یوں تحریک ختم نبوت کا پہلا قافلہ کامیاب وکامراں رہا۔

اس زمانے میں عقد بیوگان کو بڑا معیوب سمجھا جاتا تھا اور اس رسم بد کی وجہ سے امت کی بیٹیاں جن کی جوانی میں نسیم شباب چل رہی تھیں کسمپرسی اور کرب واذیت کے ساتھ زندگی گذار رہی تھیں۔ ان کی زندگی بلکہ جوانی کے سہانے خواب چکنا چور ہورہے تھے۔ اس تنظیم سے وابستہ جماعت اہل حدیث کے سرخیل علماء کرام نے اس رسم کو صرف اپنی تقریروں سے نہیں بلکہ عملی طور پرخود بیوہ سے شادی کرکے اور اپنی بیوہ بہن اور بیٹی کی شادیاں رچا کر اس ملک میں سب سے پہلے اس رسم بد کا خاتمہ کیا ہے، وہ ہیں مولانا ولایت علی صادقپوری رحمہ اللہ اور حافظ ابومحمد ابراہیم آروی رحمہ اللہ۔

بعینہ آج جب اس تنظیم نے یہ محسوس کیا کہ انسان اپنی حیثیت فراموش کرچکا ہے، خون انسانی کی ارزانی ہے، بم وبارود کے دھماکے ہیں، لوگ معمولی معمولی باتوں بر باہم دست وگریباں ہوتے ہیں اور معاملہ سنگین صورت اختیار کرلیتا ہے۔ ہر جگہ تشدد وجارحیت کا بازار گرم ہے۔ انسانوں کا وقار واحترام ختم ہوتا جارہا ہے اور اس کی جگہ حیوانیت وقساوت بلکہ ابلیسیت لے چکی ہے۔ جس سے معاشرہ کا امن وامان، باہمی رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور آپسی پریم اور پیار خطرے کے نشان پار کرچکا ہے۔ نفسانیت وحسد کسی سماج ومعاشرہ اور ملک وقوم کی تعمیر وترقی، خوش حالی، سعادت ونیک نامی کی راہ میں سنگ گراں بن کر حائل ہورہے ہیں۔ عظمت پیوند خاک ہوتی جارہی ہے اور دنیا والے اسے اپنی ٹھوکروں سے تباہی وبربادی کے ساحل پر پہنچادینے کے فراق میں ہیں۔ تو ایسے میں اللہ پر بھروسہ کرکے اخوان واعیان سے مشورہ کرکے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ملک کے دارالسلطنت میں ۳۵ویں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے اور اس کا مرکزی عنوان ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' رکھا ہے، تاکہ دنیا کے سامنے سب سے پہلے یہ واضح ہوجائے کہ دین اسلام میں انسانی جان کی قدر وقیمت کیا ہے، انسانوں کے حقوق کیا ہیں اور ان حقوق کی پامالی پر کیسے خطرناک عواقب ونتائج ظاہر ہوتے ہیں؟ اسلام سے قبل حضرت انسان کی حالت زار کیا تھی؟ اور کیا جو دین انسانی جان ومال، عزت وآبرو، عقل ودین کا اتنا بڑا محافظ ہے اس کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ جارحیت کا دین ہے؟ اور اس کے ماننے والوں کی تاریخ سے بوئے خون آسکتی ہے؟ جس دین نے دہشت گردی کی ایسی سزا متعین کی ہے جس کی مثال دوسرے ادیان ومذاہب میں نہیں ملتی اور خود دوسرے ادیان کی تعلیمات کیا ہیں اور ان کے ماننے والے انسانیت پر ظلم وزیادتی روا رکھنے میں کیا اپنے مذاہب کے وفادار ہیں۔ خصوصاً مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے میں کیا وہ خود اپنی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں حق بجانب ہیں؟ سب اپنے اپنے آئینہ میں خود کو دیکھیں۔ کچھ تو حیا باقی ہے اہل مذہب کی آنکھوں میں۔ ساتھ ہی بہت سے

ادیان سماویہ یا دیگر مذاہب وفرق ہیں جن کی تعلیمات انسانیت کے احترام پر مبنی ہیں، دنیا کا کوئی مذہب کسی کا ناحق خون بہانے، یا گردن اڑا دینے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

اس لیے ایک بار دنیا کے سامنے احترام انسانیت، تکریم بنی آدم اور مقام اولاد آدم کو پیش کیا جائے، ان تمام چیزوں کا ذکر کیا جائے جو انسانی جان و مال اور اس کی عقل وشعور کو متاثر کرتی ہیں اور جن سے عائلی زندگی میں آگ لگتی اور امن وامان کے سورج کو گہن لگتا ہے۔

آج کی سسکتی انسانیت کو، دم توڑتی انسانیت کو اور پریشان حال اور مضطرب دنیا کو ایسے نسخہ کیمیا کی ضرورت ہے۔ جو اسے سعادت وخوشبختی سے ہمکنار کردے۔ نیز یہ کہ آج کے بدلتے حالات میں جب دین اسلام کیخلاف فتنے اٹھ رہے ہیں، تعلیمات اسلامی کو از کار رفتہ اور بوسیدہ وفرسودہ تعلیمات سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ قرآن جلائے جارہے ہیں اور اسے جہاد پر ابھارنے والی اور بھڑکانے والی کتاب بتایا جارہا ہے، نبی رحمت ﷺ کو نعوذ باللہ ایک دہشت گرد کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے۔ اور ہر قسم کی پستی اور انحطاط کی وجہ اسلام کو بتایا جارہا ہے۔

ایسے ماحول میں سلفیان ہند کے دلوں کی دھڑکن ''مرکزی جمعیت اہل حدیث'' کی، جماعت اہلحدیث کے ماہ ونجوم علماء ودعاۃ کی، توحید وسنت کے اساطین کی، ملک وملت اور انسانیت سے سچی محبت رکھنے والی ''خیر امت'' اور ''امت وسط'' کی اور ان تمام انصاف پسند انسانوں کی جن کے سینے میں محبت و انسانیت کے چراغ جلتے ہیں اور جو امن وامان کے خواہاں سبھوں کی یہ عظیم ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ ایک اسٹیج پر جمع ہوں اور دنیا کو محبت کا، مساوات کا، عدل و انصاف کا، انسانی ہمدردی وایثار کا اور پرامن بقائے باہم کا نغمہ سنائیں۔ تمام مذاہب اور ان کے روحانی و مذہبی رہنماؤں اور ان کی کتابوں اور بڑوں کے احترام کا اعلان کریں۔ ان کی عبادت گاہوں کے تحفظ کی تلقین کریں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا امتیاز یہ بھی ہے کہ من جملہ دیگر دعوتی، اصلاحی، تنظیمی، تعلیمی، تربیتی، رفاہی، علمی، قومی، ملی اور انسانی کارناموں کے آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس بھی بڑے اہتمام اور تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی رہی ہے اور موجودہ ذمہ داران نے ان عظیم الشان کانفرنسوں کے شانہ بشانہ اور پہلو بہ پہلو اور بہت سے کام انجام دیے ہیں جو یقیناً لائق قدر، باعث فخر اور قابل تقلید وتعریف ہیں اور ان کی افادیت اور معنویت کو جماعت کے ہمدردوں نے شدت اور شوق سے محسوس کیا ہے اور پوری جدیت، کدوکاوش اور بھرپور دلچسپی کے ساتھ اس میں اپنی توانائیاں صرف کی ہیں۔ اور ان مناسبات سے بہت سی مفید ومطلوب کتابوں کی طباعت، قدیم اوراق پریشاں اور وثائق وحقائق کی جمع وتدوین، از سر نو تصنیف اور ان کی نشر واشاعت کا کام انجام دیا ہے اور وقت کے حساس، اہم ترین اور مفید ترین موضوعات پر اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے آرگن پندرہ روزہ جریدہ ترجمان (اردو)، ماہنامہ اصلاح سماج (ہندی) اور ماہنامہ دی سمپل ٹروتھ (انگریزی) کے خصوصی نمبرات بھی طباعت و توزیع کے مرحلے سے گزارے ہیں، اس سے قبل کئی خصوصی نمبرات انتہائی نازک اور اہم موضوعات پر شائع ہوتے اور مقبول خاص وعام بھی ہوتے رہے ہیں۔ ان کانفرنسوں کی مناسبت سے مختلف زبانوں میں جو دعوت نامے تیار کئے جاتے ہیں ان میں بھرپور طور پر اسلام، جمعیت و جماعت اور کتاب وسنت کی تعلیمات کا تعارف ہوتا ہے اور اس مناسبت سے چند صفحات یا اوراق برننگ ٹاپک اور حساس موضوعات پر تیار کئے جاتے ہیں اور خط کے ساتھ تعارف اسلام کا فریضہ انجام پاتا ہے۔ مرکزی وزراء، گورنرس، وزرائے اعلیٰ، ممبران پارلیامنٹ اور تمام ملی، سیاسی، سماجی اور دیگر رہنما، جامعات کے شیوخ الجامعات اور دانشوران وزعماء اور لیڈران کو جو خطوط لکھے جاتے ہیں، وہ بذات خود ایک بڑی دعوت وتبلیغ، پروپیگنڈوں کی تردید، غلط فہمیوں کے ازالہ اور اسلام کی دعوت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور ایک طرح سے حجت تمام ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کے جو بیج بوئے جارہے ہیں، اسلامی تعلیمات کو جس طرح مسخ کرکے پیش کیا جارہا ہے اور نئی نسل اور دنیا والوں کے ذہن ودماغ کو مسموم کیا جارہا ہے، ان سب کا کچھ نہ کچھ ازالہ ومداوا ضرور ان خطوط اور اس کے ملحقات ولوازمات

سے ہوجاتا ہے، ملک ، ملت اور جماعت میں ایک تحریک پیدا ہوتی ہے،اجتماعیت کا مظاہرہ ہوتا ہے،علماء شوق وعمل کا خوگر بنتے ہیں،اعتدال کی راہ اپناتے ہیں، تشدد سے باز آتے ہیں،نوجوانوں میں توانائی آتی ہے، ان کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اوران مثبت کاموں میں لگ کرنئی نسل کی ذہن سازی و مردم سازی ہوجاتی ہے۔آج کتنے ہی عمر دراز،سن رسیدہ اور دل کبیدہ حضرات طرح طرح کی مایوسیوں کی دلدل سے نکل کر نئے نئے صبح وشام پیدا کرتے ہیں۔

کسی نے کہا ہے کہ

جو بادہ خوار پرانے تھے اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقاء دوام لا ساقی

اب انجمنوں، ان محفلوں اوران اجلاسوں خصوصاً بڑی اورآل انڈیا کانفرنسوں سے جہاں نوجوانوں کی رگوں میں خون دوڑ جاتا ہے اوروہ ولولۂ تازہ لے کراٹھتے ہیں اورنئی پود کی امنگوں اورحوصلوں کومہمیز لگتا ہے، وہیں ان سے نئی نسل تیار ہوجاتی ہے جوٹرینڈ اورتجربہ سے لیس ہوکرکل کے مردمیدان اور مستقل کے رجال بلکہ حقیقی اسوہ ومعیار بنتے ہیں، علماء وفضلاء اور دعاۃ ومبلغین ایک دوسرے سے ملتے ہیں، تبادلۂ خیال کرتے ہیں، تعلیم ودعوت کے تجربات شیئر کرتے ہیں،ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، باہم مل کرعلوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اورایک دوسرے کے متعاون ومعاون ہوکر ملک وملت اور جماعت کو فائدہ پہنچاتے اورتوجہ دلاتے ہیں،غلط افکار ونظریات اور وقتی ہیجانی کیفیات سے باہر نکلتے ہیں اور انتہائی جذباتی ، اشتعال انگیز اور ہوش وحواس کھودینے والے مظالم اورغفلت شعاری اور ہمت پست کردینے والے حالات کے درمیان بیچ کی راہ نکالتے ہیں کیونکہ ذرہ برابر دائیں بائیں اورآگے پیچھے جھکاؤ سے جس طرح ان کو باطل فرقے گمراہ کریں گے اسی طرح یہ پل صراط بھی انہیں جہنم میں گرادے گا۔اس لئے سنبھل کراورافراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کے راستہ پر چلنا ہے۔’’لا شطط ولا وكس‘‘۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس مناسبت سے جوسیمینار منعقد ہوتا ہے،اس کے موضوعات بڑے اہم ہوتے ہیں۔اس پر اہل علم دادتحقیق دیتے ہیں،محررین واصحاب لوح وقلم اپنی تحریر ونگارشات کے جوہر دکھاتے ہیں،علم و دراسہ کے دریا بہاتے ہیں اور جب کافی بحث وتمحیص اورنظرثانی کے بعد منصۂ شہود پرلانے کی سفارش ہوتی ہے تب طباعت اورنشرواشاعت کے مرحلے سے گزارکر چہاردانگ عالم میں پھیلا دیے جاتے ہیں اور کچھ اسی طرح کا کارنامہ ہمارے علماء واصحاب جماعت نے اس بار بھی انجام دیا ہے اورہم ان ہی کے ارسال کردہ مجموعۂ مقالات کی طباعت اورنشرواشاعت کی مناسبت سے بطور مقدمہ وپیش لفظ یا عرض ناشران سطورکو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔اس مرتبہ کا مجوزہ ومتعین عنوان جوکانفرنس کا بھی عنوان ہے’’احترام انسانیت اور مذاہب عالم‘‘ ہے۔اسی موضوع پر سیمینار بھی ہے اوران سطور کے لکھے جانے کا باعث بھی یہی ہے۔اخوان جماعت کا اندیشہ بجا تھا کہ اس عجلت میں مقالات و پیغامات کانفرنس سے پہلے اتنی بڑی تعداد میں حاصل نہیں ہوسکیں گے۔مگر ماشاء اللہ وقت محدود ومعین پر نہ سہی قدرے تاخیر سے ہی بہت سے مقالات اب تک موصول ہوچکے ہیں۔اس لئے حوصلہ ملا کہ بے سروسامانی کے عالم میں بھی علماء و مقالہ نگاران کے جذبات کے اعتراف میں انہیں جلد از جلد زیورطبع سے آراستہ کرکے’’ مالا يدرك كله لا يترك جله ‘‘ کےتحت شائع کردیا جائے۔نیز یہ حاجات وحالات کا تقاضا بھی ہے اورموضوع ومکان کی اہمیت اور ضرورت اوراس سے محبت اس پر مستزاد ہے۔اب تک کی روایت کے مطابق مجموعۂ مقالات پاکوڑ کانفرنس اور اسلام اور امن عالم،عظمت صحابہ اور اسلامی اعتدال کے موضوعات کے علاوہ ائمہ ودعاۃ پر بھی مقالات ترجمان وغیرہ کے پرچوں کی زینت بن کرآئندہ کے لئے محفوظ اورمقید ہوچکے اورقارئین کرام اس سے استفادہ کرچکے ہیں۔سیمینار سے پہلے طباعت کی وجہ سے ہرمسئلہ کی چھان بین نہ ہوسکی ہواورکوئی کمی زیادتی رہ گئی ہوتو ادارہ ومقالہ نگاران کومطلع کریں۔

موجودہ دور دورتعمیر وترقی ہے۔اس میں جہاں بے شمار ایجادات و اختراعات اورسہولیات اورآسانیاں فراہم ہوچکی ہیں وہیں احترام انسانیت اور مقام انسانیت میں کافی کمی اورگراوٹ آئی ہے۔ بلکہ انسانی عظمت ووقار خاک میں مل گیا ہے، ہرسطح پرانسان بے جان مشین بن چکا ہے اورامن وسکون ناپید

ہو چکا ہے، مادیت نے روحانیت کو لگتا ہے شکست دے دی ہے، حتی کہ خالص روحانیت اور ایمان واخلاق کے معلمین اور عام طور پر مسلمان بھی اس مادی یلغار کے شکار ہو چکے ہیں اور طوفان بلاخیز کی موجیں ہر در و دیوار کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جا چکی ہیں اور ان کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ اب دین و ایمان اور روحانیت کی بات بھی مادیت کی زبان میں کی جارہی ہے، خالص ایمان واسلام کے کام بھی مادیت کی چادر میں لپیٹ کر پیش کئے جارہے ہیں، بلکہ سب کی مادی توجیہ وتعریف ہی پر اکتفا کیا جارہا ہے اور اسی کی نظر سے دیکھنے کا انسان عادی ہو چکا ہے۔ خالص دینی علوم کو بھی اب مادیت کا عینک چڑھا کر دیکھنے کی خو عام ہو رہی ہے، زکوٰۃ کا مصرف غرباء وفقراء، مساکین اور آٹھوں قسم کے لوگ ہی ہوتے تھے اور آج بھی مصارف کی بھرمار ہے، مگر ہم اسی سے فیکٹری بنانے پر زور دیئے جارہے ہیں۔ مدارس اسلامیہ جو دین کے قلعے تھے اور ایمان و اسلام کے سپاہی پیدا کرتے تھے اب اول دن سے اس کو روزی روٹی سے جوڑنے کے نام پر پورے طور پر دنیاداری اور مادیت کا من بن چکا ہے۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے تو یہ حال اور مآل ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آسام مکمل برباد ہے، بنگال عالیہ سافلہ ہو چکا ہے، بہار بورڈ کے مدارس جن کا ہدایت ورہنمائی ورہبری شیوہ وغرض وہدف تھا ختم ہو چکے ہیں اور ان کی روشنی مدھم ہی نہیں مکمل طور پر بجھ رہی ہے اور وہ چراغ سحر بنے ہوئے ہیں اور یہ اتنا بڑا خسارہ ہے کہ جس کی تلافی ممکن نہیں۔ ہم بھی کتنے سادہ لوح ہیں کہ وقف ترمیمی بل سے متعلق اندیشے پالے ہوئے ہیں اور املاک واوقاف دینی کے بارے میں خوف زدہ ہیں اور بجا طور پر خوف زدہ ہیں اور ہمارے اندیشے بیجا نہیں ہیں، کھلی آنکھوں سے اس کے بے مصرف ہونے اور ضائع ہونے کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ مگر یہ کبھی احساس دامنگیر ہوا کہ جو مدارس اکثر اوقاف پر بنے ہوتے ہیں وہ پہلے سے ہی بہار بورڈ، یوپی بورڈ، آسام بورڈ، بنگال بورڈ وغیرہ وغیرہ کے نام پر بہت ساری جائدادیں اور مالہ ماعلیہ تو گویا پہلے ان کو اور ان کے مصرف کو کھوتے جارہے ہیں، بعض جگہوں میں کسی طرح بھرم قائم ہے ورنہ اکثر میں اب تصرفات بیجا ہو رہے ہیں اور اس سے زیادہ اس کے مصرف وملکیت کو اب کیا بٹہ لگے گا کہ اس کی روح تعلیم ختم ہو رہی ہے، طلبہ اب اسٹوڈنٹ ہو چکے ہیں، مدرسین اب مدرس رہے نہیں وہ معلم واتالیق اور مربی ہونے کے بجائے اب ٹیچر، پروفیسر بلکہ بیشتر فٹیچر ہوتے جارہے ہیں۔ الا ماشاءاللہ۔ سچ کہا ہے:

گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لاالہ الا اللہ

ملک میں یکساں سول کوڈ کی آندھیاں چل رہی ہیں، مغربی ممالک میں پہلے ہی انسان مادر پدر آزاد ہو چکا ہے۔ اب دنیا میں چند مسلم ممالک بھی اسلامی قوانین اور شریعت کے مکمل نفاذ کے روادار نہیں مگر اسلامی تہذیب وثقافت اور اس کی تعلیمات کی نشر واشاعت اور تعلیم وتدریس سے پہلے ہی سبکدوش ہو چکے ہیں سوائے معدودے چند کے، بلکہ تن تنہا سعودی عرب ایک ایسا ملک ہے جو تعلیما، قانونا، سلوکا اور دستورا نفاذ شریعت کو ضروری مانتا ہے۔ حتی کہ آج کے ناگفتہ بہ حالات، ہجوم مسائل، ازدحام مشکلات، تکالیف، اعداء واشرار اور اصدقاء نادان کی کثرت کے باوجود دین پر سختی اور قوت ایمانی سے ثابت قدم ہے، بلکہ اس کا منادہے۔ مانیں یا نہ مانیں پورے عالم میں ہی معنوی وروحانی یا مادی طور پر اپنی روشنی حتی المقدور بکھیر رہا ہے۔ دیگر عرب ممالک میں قطر، کویت، بحرین اور امارات میں حکومت کی سرپرستی میں وہاں کے آزاد اور حکومتی ادارے امید کی کرن ہیں اور واقعی حتی المقدور جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم ان کے مثالب بیان کر رہے ہیں اور ناکردہ گناہوں کی سزا ان کو دے رہے ہیں۔ علی الاقل اور کم از کم ہم اپنے اوپر کنٹرول نہ کرنے، آپسی دوری کو مزید بڑھانے اور ایکدوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے بجائے باہم ہمدرد بن کر مخلصانہ طور پر ایک دوسرے کے کام آتے اور ایک دوسرے کی مجبوری کو سمجھتے۔ ''سددوا وقاربوا یسروا ولا تعسروا'' کی تلقین وتاکید جب غیروں کے ساتھ روا رکھنے کی گئی ہے تو اپنوں کے ساتھ نرمی، اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کا کیا عالم ہونا چاہئے۔ جو ہم میں عقدی، فکری، منہجی، دینی اور اخلاقی مریض ہیں، اور ہم تندرستی ایمان واخلاق کے بلند اور اونچے مقام پر فائز ہیں تب بھی ہمیں ان مریضان روحانی کے ساتھ ساتھ بیمار جسمانی کی زیادہ نرمی اور حسن سلوک سے عیادت کرنی

چاہئے ۔لطف وکرم اور دل و جان سے خدمت کرنی چاہئے کہ وہ ان امراض خبیثہ اور برے امراض سے شفایاب ہوجائیں۔مریض وہ بھی جھنجلاتے ہوئے، درد سے تڑپتے ہوئے، زخموں اور گھاؤں کے بدبو سے بسے ہوئے کو جب کڑوا گھونٹ نہیں پلاسکتے تو عام مریض کو ڈانٹ پھٹکار اور سختی کی کڑواہٹ، زقوم اور ایلوے کی زہریلی وتختی ملاکر کیوں کر دوا کھلا سکتے ہیں اور علاج کا حق کیوں کرادا کرسکتے ہیں جو جتنا زیادہ مہلک مرض کا شکار ہے وہ تیمار دار اور معالج کی اتنی ہی زیادہ عنایات و الطاف کا مستحق ہے۔کم اور خراب ڈوز دینے سے کبھی بھی وہ شفایاب نہیں ہوسکے گا اور یہی معنی ہیں احکم الحاکمین اور علیم بذات الصدور کے ’’وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَاالسَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ‘‘(حم سجدہ:۳۴)’’اور نیک اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہوجائے گا جیسے دلی دوست‘‘ کا یہ ہرکس وناکس طبیب اور ڈاکٹر کے بس کی بات نہیں اور نہ اس کے مقدر میں لکھا ہے۔ یہ تو ان حاذقین، ماہرین اور انتہائی درجے کے اسپیشلٹ ڈاکٹروں اور بڑے حکماء وقت کا کام ہے جو بڑے صبر وہمت اور حوصلہ سے اس میدان میں ڈٹے رہتے ہیں۔اور جو بہت نصیبہ دار اور حق وانعام اور ایوارڈ اور گولڈ میڈل کے مستحق ہیں۔’’وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّاالَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَايُلَقّٰهَآ اِلَّاذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ‘‘(حم سجدہ: ۳۵)’’اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پاسکتا‘‘۔

اس خصوصی نمبر میں’’ احترام انسانیت اور مذاہب عالم‘‘ کے مرکزی موضوع کے تحت وقیع مقالات کے علاوہ متعدد اہم علمی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی، سماجی شخصیات، دھرم گروؤں اور دانشوران ملک وملت کے پیغامات شامل ہیں۔ یہ اس کانفرنس کی بڑی حصولیابیوں میں سے ایک ہے جسے نذر قارئین کرتے ہوئے بے حد خوشی ہورہی ہے۔

اس خصوصی شمارے کے تنوع کے پیش نظر توقع ہے کہ یہ عوام وخواص خصوصا طلبہ مدارس وعصری جامعات کے لیے یکسر مفید ثابت ہوگی۔ اور اس سے احترام انسانیت کے مفہوم اور تقاضے کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی اور دہلی ملک کے دل میں اس کے انعقاد ونشر واشاعت سے زیادہ افادہ عامہ ہوگا۔

دہشت گردی جو سب سے بڑا ناسور ہے، اس میں جمعیت کے اجتماعی فتویٰ کا بڑا اثر اور چرچہ رہا ہے اور اس کی افادیت مسلم ہے اور تشدد، غلو، انتہاء پسندی جو اسلام میں حرام ہے اور اعتدال ومیانہ روی جو اہم فرض اور ہر کام میں مطلوب ہے اسے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔داعش کے خلاف فتویٰ بھی اس شمارے کی زینت ہے۔گرچہ اس کی طباعت بار بار ہوچکی ہے مگر اب بھی اس کی افادیت عالم آشکارا ہے۔

اس موقع پر بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اللہ کے شکر وسپاس، فضل واحسان، انعام وہدایت کے بعد رات دن ایک کردینے والے اپنے تمام کارکنان، شب وروز صرف کردینے والے احباب وانصار، مقالہ نگاران، مقررین، واعظین، محسنین ومدعوئین وسامعین وحاضرین، منتظمین ورضا کاران، انتظامیہ، ایجنسیاں اور محترم اراکین شوریٰ، عاملہ، ارباب قلم، مصححین اور معاونین کا شکریہ ادانہ کریں۔جنہوں نے ہر موڑ پر اخلاص ودردمندی کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا، ہمارے ساتھ اپنا خون جگر جلایا۔زحمتیں اٹھائیں، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور جمعیت و جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی کا ثبوت دیا۔سفر جو نوع من السقر ہے اسے بار آور اور منظّم کیا، آداب سفر کا خیال رکھا اور اوراد وظائف کو حرز جان بنایا، سفر کے نشیب وفراز میں سنت کو زندہ کیا، دوسروں پر خوشگوار آثار چھوڑے، پورے سفر کو عبادت الٰہی اور خدمت خلق کا نمونہ بنایا اور ہر ہر پل کو کام میں لایا، کانفرنس اور پنڈال کو اللہ والوں، اس کے ذکر کرنے والوں اور حلقہ ایمان سجانے والوں کا نمونہ بنایا اور’’ **ویوثرون علی انفسھم**‘‘ کا عملی نمونہ پیش کیا۔اہل توحید اور ذمہ داران کا حوصلہ بڑھایا، ان کے حق میں اپنے رب سے مناجات فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا گن گایا اور انسانیت کا علم لہرایا اور اسے چہار دانگ عالم میں پھہرایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کانفرنس اور اجتماعی کوشش کو قبول فرمائے، اسے احترام انسانیت کے حوالے سے سنگ میل بنائے اور ہم سب کے لیے توشہ آخرت بنائے۔آمین۔وصلی اللہ علی النبی الکریم وسلم کثیرا کثیرا

☆☆☆

بین المذاہب رواداری کا مفہوم

مولانا خورشید عالم مدنی
پھلواری شریف۔ پٹنہ

آج اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ امن عالم کے لیے خطرہ ہیں، مسلمان کٹر پنتھی ہیں، دہشت گرد ہیں، شدّت پسند ہیں، فرسودہ خیالات کے حامل ہیں اور اسلام میں دیگر مذاہب کے لئے رواداری کا کوئی تصور نہیں ہے، اس لیے اگر مسلمانوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا اور دنیا پر ان کا تسلط قائم ہوا تو پھر اس کے انتہائی خطرناک، سنگین، عبرت ناک نتائج ظاہر ہوں گے۔ یہ اپنے مخالفین کے ناک میں دم اور اُن کا جینا دوبھر کر دیں گے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام رواداری، حکمت، سلامتی اور انسانیت نوازی کا مذہب ہے، اسی لیے اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کا ایک مکمّل ضابطہ حیات دیا ہے، جسے اللہ کے رسول نے عملی شکل میں اپنی امت کے سامنے پیش کیا اور جس پر آپ کے بعد صحابہ کرام، تابعین اور سارے لوگ عمل پیرا رہے اور قیامت تک آپ ہی کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کی جائے گی۔

اسلام امن وسلامتی کا سرچشمہ اور انسانوں کے درمیان محبّت ورواداری اور خیر سگالی کو فروغ دینے والا دین ہے۔

آیئے ہم دیکھیں کہ اسلام ہمیں کس انداز کی رواداری کی تعلیم دیتا ہے یعنی رواداری کا صحیح تصور کیا ہے؟

اسلام وہ دین ہے جو دوسرے مذاہب کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، پس وہ بغیر جانے سمجھے زیادتی کرتے ہوئے اللہ کو گالی دیں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر جماعت کی نگاہ میں ان کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس وہ انہیں ان کے اعمال کی خبر دے گا"۔ (الانعام: 108) چونکہ اس سے دل آزاری ہوتی ہے، انسان کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب اس کے دین و مذہب کے خلاف کوئی بات کہی جائے، اس وقت انسان کے جذبات اتنے شدید ہوجاتے ہیں کہ وہ جان لینے اور دینے پر تل جاتا ہے۔

اسی طرح اسلام جبر واکراہ سے روکتا ہے، کسی کو زور زبردستی اسلام میں داخل کرنے سے منع کرتا ہے لا اکراہ فی الدین دین میں کوئی زبردستی نہیں"۔ (البقرۃ: 256) اسلام نے جبر واکراہ کی راہ کو بند کر کے رواداری کی پابندی کرنے کا حکم اس وقت بھی دیا ہے، جب اسلام کے استیصال کے لئے کفر وشرک میدان میں اتر گئے ہوں اور اسلام بھی دوسری صف میں مقابلے کے لیے صف آرا ہو وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ ... اور اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجئے تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر اسے اس کے جائے امان تک پہنچا دیجئے، اس لیے کہ وہ (اسلام) کا کچھ علم نہیں رکھتے ہیں"۔ (التوبۃ: 6)

اسلام میں دیگر ادیان ومذاہب کے معابد کی حرمت وحیثیت وہی ہے جو اُن کی مساجد کی ہے، اسی لیے قرآن کریم میں مساجد کے ساتھ دیگر معابد کا ذکر کر کے اسلامی رواداری کا نمونہ قائم کیا گیا ہے الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو عیسائی راہبوں کی خانقاہیں، گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں اور وہ مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، سب کے سب منہدم کر دیے جاتے اور اللہ یقیناً ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ بیشک اللہ بڑی قوت والا، بڑا ہی زبردست ہے"۔ (الحج: 40)

اسلام کی رواداری یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے والدین کافر ہوں، تب بھی اُن کے ساتھ حسن سلوک وحسن کردار کا رویہ اختیار کیا جائے وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور اگر وہ دونوں تجھے اس پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک کسی ایسے کو بنائے جس کے معبود ہونے کا تجھے علم نہیں، تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا رہ اور اس شخص کی راہ اپنا جس نے اپنی توجہ میری طرف پھیر لی ہے پھر تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے، اس وقت میں تمہیں تمہارے کیے کی خبر دوں گا"۔ (لقمان: 15)

اسلام میں رواداری کی بنا پر ہی اس نے اپنے ماننے والوں کو عدل وانصاف، مساوات وبرابری کا حکم دیا اور کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے اس کے ساتھ بے انصافی اور وحشت وبربریت سے منع کیا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ

لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اے ایمان والو! اللہ کی رضا کے لئے عدل وانصاف کے ساتھ ڈٹ کر گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل وانصاف سے کام نہ لو۔ انصاف کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے"۔(المائدۃ:8) اسلام میدان دعوت وتبلیغ میں بھی حکمت ودانائی، رفق وملائمت، نرمی وملاطفت کی راہ اختیار کرنے کی تاکید کے ساتھ دل آزاری، سختی وتندی، ترش روئی، بدمزاجی سے منع کیا ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلایئے اور اُن کے ساتھ بحث ونقاش میں سب سے عمدہ اسلوب اختیار کیجیے۔ بیشک آپ کا رب ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے برگشتہ ہوگئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے"۔(النحل:125) وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ اور تم لوگ اہل کتاب سے بحث ومجادلہ صرف اس طریقے سے کرو جو سب سے عمدہ ہو سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا اور کہو کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کی گئی اور جو تم پر نازل کی گئی اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم نے اسی کے سامنے اپنے سر جھکا رکھے ہیں"۔(العنکبوت:46)

ساتھ ہی ایسے غیر مسلم جو مسلمانوں کے درپے آزار نہ ہوں، سازشی نہ ہوں، ان کے ساتھ احسان وخیر خواہی، ہمدردی ونفع رسانی اور مساوات کا حکم دیتا ہے لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اللہ تمہیں اُن لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا، جن لوگوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔(الممتحنۃ:8)

اس دین سماوی نے اہل کتاب کے ذبائح اور ان کی عورت سے نکاح کو جائز اور حلال قرار دیا ہے اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ آج تمہارے لئے اچھی چیزوں کو حلال کردیا گیا اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ اور مومن پاکدامن عورتیں اور ان کی پاکدامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (تمہارے لیے حلال کردی گئیں) بشرطیکہ تم عقد زواج کی نیت سے اُن کا مہر ادا کر چکے ہو۔ اعلانیہ زنا یا پوشیدہ طور پر آشنائی کی نیت نہ ہو اور جو ایمان لانے سے انکار کرے گا، اس کے اعمال ضائع ہوجائیں گے اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا"۔(المائدہ:5)

یہ وہ دین ہے جو میدان جنگ میں بھی اخلاقی قدروں کا توازن قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ''اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اُن لوگوں سے جو تم سے قتال کرتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔(البقرۃ:190)

یہ وہ دین ہے جس نے رواداری اور انسانیت نوازی کے نام پر مشترک اخلاقی اقدار کو فروغ دینے کے لیے تمام مذاہب کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنانے سے متعلق اہل کتاب کو مخاطب کرکے یہ پیغام دیا ہے قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ''آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک کلمہ پر جمع ہوجائیں جس میں ہم اور تم برابر ہیں، وہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے۔ پس اگر وہ اعراض کریں تو تم کہہ دو، گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں''۔(آل عمران:64)

واضح رہے کہ دین اسلام نے جس طرح رواداری کے حوالے سے گراں قدر ہدایات وتعلیمات سے اپنے متبعین کو نوازا ہے، اسی طرح اس نے اس رواداری و انسانیت نوازی کے کچھ اصول بھی مقرر کیے ہیں، حالت امن و جنگ کے قوانین بنائے ہیں، تصویر کے دونوں رخ کو پیش کیا ہے۔ اسلام کے اس دقیق فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور لفظ ''رواداری'' کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ رواداری کے نام پر ہم اسلام کے جادۂ مستقیم سے منحرف اور ایسے اعمال کے مرتکب نہ ہوجائیں، جو ہمیں نفاق عملی واعتقادی میں مبتلا کردے۔

اسلام نے اہل ایمان کو جہاں رواداری کی تعلیم دی ہے، وہیں یہ بھی بتایا ہے کہ مظلومین کو ان کا حق دلانا بھی ان کی ذمہ داری میں شامل ہونا چاہیے۔ چاہے ان مظلومین کا تعلق کسی بھی فرقے سے ہو وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے ہو، ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو نجات دلانے کے لیے، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے رہنے والے ظالم ہیں

اورتو اپنے پاس سے ہمارا کوئی حمایتی بھیج اور تُو اپنے پاس سے ہمارا کوئی مددگار بھیج"۔ (النساء:75)

تعلیم رواداری کے ساتھ اہل ایمان کو یہ اجازت دی ہے اور ترغیب بھی کہ شر پسندوں کے شر سے بچنے اور ان کے لقمہ تر سے محفوظ رہنے کے لیے جہاں تک طاقت ہو، زمان ومکان کے تقاضوں کے تحت اپنے دفاع کا سامان کریں۔ جہاں تک ممکن ہو رواداری اور انسانیت نوازی کا مظاہرہ کریں اور جب پانی سر سے اونچا ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں رواداری کی رٹ لگانے کے بجائے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنا دفاع کریں۔

سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رواداری کا تعلق معاشرتی معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ ہے، اس کا تعلق نظریات اور عقائد سے نہیں۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ معاشرتی معاملات میں حسن سلوک کو اختیار کریں اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات طیبہ میں بے دین اور مشرک کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں صابیوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں سبھی سے واسطہ پڑا، لیکن سیرت کے روشن صفحات گواہ ہیں کہ آپ نے ان تمام کے ساتھ شاندار حسن سلوک کے ذریعے تاریخ انسانی میں مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں رقم فرمائی ہیں۔ لیکن سلوک حسن اور اخلاق حسن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گمراہ افکار ونظریات پر تنقید کرنے میں کسی قسم کی لچک دکھائی جائے یا حق گوئی و بے باکی سے گریز کیا جائے یا اِنکار منکر و ازالہ منکر سے خاموشی اختیار کی جائے بلکہ ایسا رویہ مداہنت یا مصلحت پسندی پر مبنی ہوگا جو دین میں ممنوع ہے۔

بلکہ ایک داعی اسلام کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ گمراہ فرقوں کی حقیقت و اصلیت کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور پوری دردمندی دل وفکر مندی کے ساتھ ان فاسد نظریات و گمراہ کن عقائد سے ان کے تحفظ کی دعا بھی مانگے۔ چونکہ ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری اور خلق عظیم کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، جب حاکم یمامہ ثمامہ بن اثال نے اہل مکہ کے گندم اور اناج کو بند کر دیا تو ابو سفیان مکہ سے مدینہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کرانے آئے، چونکہ خود ان کا بیان ہے کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ رحم دل اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا پایا۔

چنانچہ آپ نے رواداری اور کمال حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جانی و مالی اور ایمانی دشمنوں کے لئے اناج کی ترسیل کا حکم نامہ جاری فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی رحمت سے کہا گیا کہ آپ اہل مکہ کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا انی لم أبعث لعانا، وانما بعثت رحمة یقیناً مجھے لعنت وملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔(مسلم:2599)

مذہبی رواداری کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو دیکھنا چاہیے۔ جس اُسوہ کامل نے ہر قسم کی تنگ نظری، تعصب اور انتہا پسندی کو مٹا کر دنیا میں بلا امتیاز رواداری کو فروغ دیا ہے۔

دوست ودشمن ہر ایک کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حسن سلوک کا برتاؤ کیا اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اعلیٰ انسانی سلوک کیا ہے، وہ رواداری میں انمول ضرب المثل کی حیثیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں چند مثالیں زیر نظر رکھیں۔

کافر کی مہمان نوازی: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک غیر مسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مہمان ہوا۔ آپ نے اسے بکری کا دودھ پیش کیا لیکن وہ سیر نہ ہوا، پھر دوسری بکری کا دودھ پیش کیا پھر بھی اس کو تسلّی نہیں ہوئی۔ اس پر تیسری، چوتھی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر کل صبح ہو کر وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری (دوہنے کا) حکم دیا، وہ دوہی گئی، وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر آپ نے دوسری کا حکم دیا تو وہ اس کا پورا دودھ نہ پی سکا، (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المؤمن يشرب في معى واحد، والكافر يشرب في سبعة أمعاء مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے جب کہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے"(الترمذی:1819 وصحیح الالبانی)

غیر مسلموں کی دعوت قبول کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ چنانچہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آپ کی دعوت کی، آپ نے اسے قبول کیا۔ اس نے آپ کی خدمت میں بکری کے بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا اور جب آپ نے ایک لقمہ تناول فرمایا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا، اسے مت کھاؤ، اس میں زہر ملا ہوا ہے۔(السنن الکبری للبیہقی:16432)

یہودیوں کے جنازے کی تعظیم میں کھڑے ہونا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازوں کے احترام میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری میں درج ہے کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے تھے تو ایک جنازہ گزرا، جسے دیکھ کر یہ لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ ایک نئے مسلمان نے تعجب کیا اور کہا: یہ تو ایک ذمی کا جنازہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا: (ہاں ہم جانتے ہیں) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے تو کسی نے کہا: یہ یہودی کا جنازہ تھا تو فرمایا: اليست نفسا ''کیا یہودی انسان نہیں ہوتے؟'' (بخاری:1312)

رواداری کسے کہتے ہیں؟ رواداری کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم شدّت پسندی اور مداہنت دونوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔ آج یہ دونوں انتہائیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں اور آج کا نوجوان اس کا شکار

ہے۔اس کا حل یہ ہے کہ شدّت کی جگہ پر اعتدال کا رویّہ عام کیا جائے تا کہ مختلف مسالک اور اصحاب علم وفن کے درمیان معاشرتی ربط وتعلق برقرار رہے اور اسلامی معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارا بن سکے۔عقائد ونظریات کے اختلاف کے باوجود حسنِ اختلاف کی ایک خوبصورت شکل یہ ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کی جائے، اچھے الفاظ سے مخاطب کیا جائے، غم وخوشی میں ایک دوسرے کے کام آیا جائے، دکھ درد میں شریک ہوا جائے، چغلی وغیبت سے بچا جائے، ہر ایک کی بھلا چاہا جائے اور نفرت کے بجائے محبت کو فروغ دیا جائے۔

اور مداہنت کا لغوی معنی نرمی کرنا ہے یعنی ناجائز اور گناہ والے کام کو دیکھنے، سننے اور اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود بھی اُسے نہ روکنا اور دینی امور ومعاملات میں کمزوری وکم ہمتی کا مظاہرہ کرنا، مداہنت کہلاتا ہے۔اسی طرح اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا مداہنت ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں میں فرق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدارات یعنی رواداری یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی برتی جائے، جاہل کو محبت کے ساتھ تعلیم دی جائے، فاسق کو برائی سے روکا جائے اور سوسائٹی میں منکر کی روک تھام احسن طریقے سے کی جائے۔اس لحاظ سے رواداری کا تعلق مسلمانوں کے اخلاق وآداب کے ساتھ ہے جب کہ مداہنت بالکل اس کے برعکس ہے، بلکہ حافظ صاحب نے یہاں تک لکھا ہے وظن بعضهم أن المدارة هي المداهنة فغلط لأن المداراة مندوب اليها والمداهنة محرمة بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مدارات یعنی رواداری کا مطلب مداہنت ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے،اس لیے کہ رواداری مستحب اور قابل تعریف امر ہے جب کہ مداہنت اختیار کرنا حرام ہے''۔ (فتح الباری:10/528)

خلاصہ یہ ہے کہ رواداری میں دوسروں کے لیے جائز نرمی کا رویّہ اپنانا ہوتا ہے اور مداہنت میں غیر شرعی نرمی کا رویّہ یعنی شرعی احکام سے جان چھڑانا ہوتا ہے جیسا کہ کفار اہل ایمان سے متعلق چاہتے تھے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ''وہ چاہتے ہیں کاش! تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں''۔(القلم:9)

رواداری کے تعلق سے اس حقیقت کو ذہن نشین کرلیں کہ رواداری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنی پہچان کھودے؟ نہیں بالکل نہیں۔مذہبی رواداری کے نام پر غیر مسلموں کا طریقہ اپنانا حرام ہے۔کسی باطل عقیدے اور مشرکانہ تہواروں کی تائید کرنا کفر ہے۔غیر مسلم کو اپنے مذہب پر چلنے کا پورا اختیار ہے لیکن مسلمان اگر ان کے عقیدے کی تائید کریں تو خود ان کا اسلام ہی باقی نہیں رہے گا۔

آج ہندوستان میں رواداری کا مفہوم بدل گیا ہے۔بعض مسلم سیاسی لیڈران اور خود ساختہ رہنما برادران وطن کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ افعال انجام دیتے ہیں جن کے کرنے سے ایک مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے،اسے وہ مذہبی رواداری کا نام دیتے ہیں۔یہ سراسر غلط ہی نہیں بلکہ شرک ہے۔

مذہبی رواداری کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اہل کفر کی مشابہت اختیار کریں اور نہ یہ ہے کہ ہم ان کے تیوہاروں میں حصہ لیں۔(اسلام اور مذہبی رواداری، زندگی نو، مارچ ۱۰۲)

مشہور ومعروف اسلامی اسکالر بڑے ہی خوبصورت انداز میں اس کے صحیح مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

رواداری کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں کے عقائد یا اعمال ہمارے نزدیک غلط ہیں، ان کو ہم برداشت کریں، ان کے جذبات کا لحاظ کرکے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو اور انہیں ان کے اعتقاد سے پھیرنے یا اُن کے عمل سے روکنے کے لئے زبردستی کا طریقہ اختیار نہ کریں۔اس قسم کا تحمل اور اس طریقے سے لوگوں کو اعتقاد وعمل کی آزادی دینا نہ صرف ایک مستحسن فعل ہے بلکہ مختلف الخیال جماعتوں میں امن وسلامتی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔لیکن اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح رواداری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔مصلحتاً سکوت اختیار کرنے اور عمداً جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔

صحیح رواداری وہ ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی ہے۔ہم سے کہا گیا ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ''اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، پس وہ بغیر جانے سمجھے زیادتی کرتے ہوئے اللہ کو گالی دیں گے۔ہم نے اسی طرح ہر جماعت کی نگاہ میں ان کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔پس وہ انہیں ان کے اعمال کی خبر دے گا'' (الانعام:108)

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ''اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں اور جب کسی ناپسندیدہ چیز سے ان کو سابقہ پڑتا ہے تو شریفوں کی طرح گزر جاتے ہیں''(الفرقان:72)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجئے اے کافرو! میں اُن بتوں کی عبادت نہیں کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو''(الکافرون:1-2)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ''دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں'' (البقرۃ:256) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ”آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے بلائیے اور اُن کے ساتھ بحث و نقاش میں سب سے عمدہ اسلوب اختیار کیجیے۔ بیشک آپ کا رب ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے برگشتہ ہو گئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے“(النحل:125)

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ”یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی وجہ سے دوہرا اجر دیا جائے گا۔ یہ لوگ نیکی کے ذریعے برائی کو دفع کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ ہم تمہیں سلام کہتے ہیں۔ ہم نادانوں کی دوستی نہیں چاہتے ہیں“ (القصص:54-55)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ”پس اے میرے نبی! آپ لوگوں کو اسی (دین توحید) کی طرف بلاتے رہیے اور خود بھی اسی پر قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کافروں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے اور آپ کہہ دیجیے کہ میں تو ان تمام کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کے مطابق فیصلہ کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے (اس لئے کہ حق واضح ہو چکا ہے) اللہ (قیامت کے دن) ہم سب کو جمع کرے گا اور سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے“(الشوری:15)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ: ایک حق پرست، صداقت پسند اور سلیم الطبع انسان جس مسلک کو سچ سمجھتا ہے اس پر سختی کے ساتھ قائم رہے گا، اپنے عقیدے کا صاف صاف اظہار و اعلان کر دے گا، دوسروں کو اس عقیدے کی طرف دعوت بھی دے گا مگر کسی کی دل آزاری نہ کرے گا، کسی سے بدکلامی نہ کرے گا، کسی کے معتقدات پر حملہ نہ کرے گا، کسی کی عبادات اور اعمال میں مزاحمت نہ کرے گا۔ باقی رہا حق کو حق جانتے ہوئے حق نہ کہنا یا باطل کو باطل سمجھتے ہوئے اسے حق کہہ دینا تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہو سکتا اور خصوصاً لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرنا تو نہایت مکروہ قسم کی خوشامد ہے، ایسی خوشامد نہ صرف اخلاقی حیثیت سے ذلیل ہے بلکہ اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوتی جس کے لیے انسان اپنے آپ کو اس پست منزل تک گراتا ہے۔

قرآن کا صاف اور سچا فیصلہ ہے ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم... اور یہود و نصاری ہرگز آپ سے راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی اتباع کرنے لگیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اصل ہدایت اللہ کی ہدایت ہے اور اگر آپ نے اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آ چکا ہے، ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی طرف سے آپ کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا“ (البقرۃ:120) (سید ابوالاعلیٰ مودودی، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، فروری ۲۰۱۲)

قارئین محترم! اس ملک میں ہندو مسلم تعلقات کی تاریخ اسی طرح کی رواداری اور انسان دوستی کا بہترین نمونہ رہی ہے۔ سب نے ایک دوسرے کا احترام کیا۔ مسلم بادشاہوں نے اپنی ہندو رعایا کے ساتھ رواداری اور عدل و انصاف کا وہ رویّہ اختیار کیا کہ جس سے ان کا دل جیت لیا۔ وہ اسلامی رواداری کے اس مفہوم سے واقف تھے کہ مذاہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی سے نفرت کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

ڈاکٹر تارا چند نے اپنی کتاب ”اسلام کا ہندوستانی تہذیب پر اثر“ میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”اسلام کی رواداری اور مساوات ہی کی برکت تھی کہ نیچی ذات کے غیر مسلم، اچھوت اور دیگر قومیں خاندان اسلام میں داخل ہوئے، مسلمان بنے اور سماج میں عزت پائی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایسے شریف (انسانوں) کی کمی نہیں تھی جو اپنے دین و مذہب کا پابند رہنے کے باوجود رواداری کے پیکر تھے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے، ایک دوسرے کے شریک رنج و راحت رہتے تھے اور ایک اچھے ہمسائے بلکہ اچھے خاندان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور جس پاکیزہ کردار و اثرات نے اس ملک کو محبت، شانتی، امن و امان، خیر و برکت سے بھر دیا تھا اور ہمارا ملک واقعی سونے کی چڑیا بن گیا تھا“۔

آج بھی ضرورت ہے کہ ہر ایک ہندوستانی آپس میں تعلقات، دوستی اور پیار کا رشتہ مضبوط کریں، وحدت آدم اور وحدت انسانیت کے تصور کو فروغ دیں، اپنی اپنی خامیوں کا جائزہ لیں، انہیں دور کریں۔ اور جو لوگ تعلقات بگاڑنے کی کوشش کریں، اُن کے خلاف مل کر سخت کارروائی کریں، انہیں لگام دیں تاکہ اسے منہ کی کھانی پڑے۔ اسی میں امن و امان ہے اور یہی اس ملک کی خوبصورتی ہے۔

انسانیت آج بھی زندہ ہے۔ آج بھی ایسے لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہے جن کے سینے میں دھڑکتا دل ہے، وہ کسی بھی حادثہ ارضی و سماوی کے وقت مسلمانوں کے کام آتے ہیں، ان کی جان و مال کی حفاظت کے لیے تیار رہتے ہیں، تنگی کے وقت دست تعاون بڑھاتے ہیں، بیماری سے کراہتے مسلمان پڑوسی کو اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ تک پہنچاتے ہیں، ایسے غیر مسلموں کے ساتھ دنیاوی امور میں سماجی رشتے قائم کرنا رواداری ہے اور اسے فروغ دینا چاہیے۔ واللہ ولی التوفیق

☆☆☆

مولانا عبید المتین مدنی، وارانسی

امن کی اہمیت وضرورت اسلام کی نظر میں

ایک انسان اس کرۂ ارضی پر اپنے مشاغل روز وشب کی ادائیگی کے لئے جن بنیادی ضرورتوں کا محتاج ہے ان میں امن وامان سرفہرست ہے۔ امن کے بغیر زندگی بے کیف ہے، اس کے بغیر تعلیم وترقی ممکن نہیں، امن کے بغیر کسب معاش اور تجارتی سرگرمیاں نہیں، امن کے بغیر دیرپا صحت وتندرستی نہیں، امن کے بغیر سکون قلب اور اطمینان نفس نہیں، امن کے بغیر عبادات ومعاملات کی انجام دہی ممکن نہیں، اسی لئے انسانی معاشرہ میں عموماً اور دین اسلام میں خصوصاً بقائے امن کو بہت اہمیت دی گئی ہے بلکہ اسے دین کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دیا گیا ہے۔

امن عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی سکون واطمینان ہے۔ یہ خوف ودہشت کی ضد ہے، فعل أمن، أمنا و أمانا سے ماخوذ ہے۔

لسان العرب کے مؤلف علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: امن ایسی حالت کو کہتے ہیں جو ڈر اور خوف کے برعکس ہوتی ہے۔ اس کا استعمال سکون قلب کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

مشہور تفسیر التحریر والتنویر کے مؤلف علامہ ابن عاشورؒ لکھتے ہیں: دل کا اطمینان، نفس کا سکون اور ہر خوف زدہ چیز سے خوف کی نفی کا نام امن ہے، انسانی زندگی کے وہ احوال جو ایک انسان کے لئے بہتر ہیں جیسے تندرستی، روزی کی فراخی وغیرہ لفظ امن ان احوال کے مجموعہ پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ جرجانیؒ نے 'التعریفات' میں لکھا ہے کہ مستقبل میں ناخوشگوار حالات کے پیش آنے کا اندیشہ نہ ہونا امن کہلاتا ہے۔

اہل لغت کی ان تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ امن سے مراد اطمینان اور سکون قلب ہے، نیز ایک انسان کا انفرادی اور اجتماعی طور پر خواہ وہ اپنے وطن میں ہو یا وطن سے باہر اطمینان وسکون محسوس کرنا، خوف اور اس کے اسباب سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا امن کہلاتا ہے۔

علمائے متقدمین نے اپنی تحریروں میں امن کو بہت اہمیت دی ہے۔ امام ماوردیؒ لکھتے ہیں کہ: احوال دنیا کی درستگی کے لئے چھ امور ضروری ہیں تاکہ کاروبار دنیا باقاعدگی کے ساتھ انجام پائے اور اس میں کوئی خلل واقع نہ ہو، رائج مذہب، طاقتور حاکم، عدل وانصاف کا بول بالا، امن وامان کا دور دورہ، روزی کی فراوانی اور پرامید زندگی۔ گویا بقول امام ماوردی دنیا کی فلاح وصلاح امن وامان سے قائم ودائم ہے۔

جب یہ نعمت فوت ہو جاتی ہے تو نظام دنیا درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے اور انسانی معاشرہ وحشت وبربریت کا شکار ہو جاتا ہے۔ آگے چل کر خود اس قاعدہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس سے مراد امن عام ہے جس سے لوگوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، ہمتوں کو حوصلہ ملتا ہے، بے گناہ سکون محسوس کرتا ہے، کمزور مانوس ومطمئن رہتا ہے کیونکہ دہشت زدہ کو سکون کیسے میسر ہو اور جو ہمہ وقت سہا سہا رہتا ہو وہ راحت کیسے محسوس کرے۔

امام جوینیؒ لکھتے ہیں: کسی بھی نعمت کا لطف اس وقت تک نہیں ملتا جب تک کہ مسافر اور فقیر اپنے آپ کو خطروں سے مامون ومحفوظ نہ سمجھے، پس امن اور عافیت ہی تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے اس کے بغیر کسی بھی نعمت کی کوئی قیمت اور اس کا کوئی لطف نہیں ہے۔

علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں: دین کے نظام کی باقاعدہ انجام دہی، دنیا کے نظام کی درستگی پر ہی منحصر ہے۔ پس دین کا نظام-علم وعمل کے اعتبار سے-اس کی ادائیگی کے لئے بدن کی صحت، زندگی کی بقا، بقدر ضرورت غذا، لباس اور رہائش کی فراہمی اور امن وامان ضروری عناصر ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: پس دینی امور (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) کی باقاعدہ انجام دہی اسی وقت ممکن ہے جب مذکورہ بالا ضرورتیں پائیدار امن کے ساتھ فراہم رہیں۔

اسلاف کے ان اقوال سے امن کی اہمیت وضرورت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دینی اور دنیاوی اعتبار سے اس نعمت کا پایا جانا کتنا ضروری ہے کیونکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کی سرگرمیاں، عبادات ومعاملات کی انجام دہی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی اہمیت وضرورت انسان تو کجا جانور وپرندے بھی سمجھتے ہیں، چنانچہ عام مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی دھماکہ دار آواز کان کے پردوں سے ٹکراتی ہے تو پرندے اڑ کر سیدھا اپنے گھونسلوں کا رخ کرتے ہیں کیونکہ ان کے لئے امن وامان کی جگہ وہی ہے۔

مشہور مفسر علامہ رازیؒ نے لکھا ہے کہ کسی عالم سے پوچھا گیا کہ امن افضل ہے یا صحت وتندرستی؟ تو انہوں نے امن کو افضل قرار دیا اور اس کی دلیل یہ دی کہ اگر کسی بکری کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو اگرچہ وقتی طور پر وہ معذور ہو گئی اور چرنے کے لائق نہیں رہی لیکن جب صحت یاب ہو گی تو از خود چراگاہ جانے لگے گی لیکن ایک دوسری بکری

اگر کہیں باندھ دی جائے اور اس کے قریب ایک بھیڑیا باندھ دیا جائے تو وہ بھیڑیا کے خوف سے کھانا پینا چھوڑ دینے کی وجہ سے مر جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا نقصان جس کی وجہ سے موت کا خوف لاحق ہو صحت وتندرستی کے نقصان سے کہیں بڑھ کر ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں امن وامان کی اہمیت وضرورت کو متعدد پیرایے میں بیان کیا گیا ہے۔ سورہ قریش میں اللہ رب العزت نے قریش مکہ کو پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا اس کے بعد ان پر اپنے دو عظیم احسانات کا تذکرہ فرمایا: الَّـذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّآمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ جس ذات نے ان کو سامان خورد ونوش فراہم کیا تاکہ وہ فاقہ سے محفوظ رہیں اور نعمت امن سے نوازا تاکہ وہ خوف کے عذاب سے بچ جائیں۔

سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ (نحل:۱۱۲) اور اللہ نے ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرمائی جو امن وامان اور سکون واطمینان کی نعمت سے محظوظ ہو رہی تھی، ہر چہار جانب سے فراوانی کے ساتھ اس کی روزی آتی تھی پس اس بستی کے لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پس اللہ نے فاقہ اور دہشت میں انہیں مبتلا کر دیا، ان کے کرتوت (ناشکری) کے بدلہ میں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کے لئے نعمت امن کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے امن وامان کی اہمیت وضرورت بہت زیادہ ہے۔

سورہ انعام میں اللہ رب العزت نے فرمایا: الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَلَمْ يَلْبِسُواْ إِيْمَانَهُم بِظُلْمٍ أُوْلَـئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (انعام:۸۲) جو لوگ ایمان لائے اور ان کے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں ہوئی ان کے لئے حقیقی امن ہے اور وہ راہ ہدایت پر ہیں۔

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً (نور:۵۵) اور اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال انجام دیئے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین کی خلافت عطا کرے گا جس طرح ان سے پہلوں کو حکومت دی تھی اور ان کے لئے اللہ نے جو دین پسند کیا ہے اسے زمین میں غالب کر دے گا اور خوف وخطر کے بعد انہیں امن وسکون کی نعمت سے نوازے گا اس شرط کے ساتھ کہ وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ قطعاً شرک نہ کریں۔

گویا حقیقی امن وامان ایمان اور عمل صالح کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے امن وامان کو وطن کی اہم ضرورت قرار دیا ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر ہوش مند کو ہے اس لئے کہ اس کارگاہ حیات کے ضروری مشاغل امن وامان کے بغیر کیسے انجام دیئے جا سکتے ہیں، اسی لئے اللہ کے خلیل نے مکہ کے لئے امن وامان کی دعا کی: رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا بَلَداً آمِناً وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ (بقرہ:۱۲٦) اے میرے رب اس شہر کو تو امن وامان والا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں کو تو پھلوں کی روزی دے جو ان میں سے اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھے۔

اللہ نے اپنے خلیل کی یہ دعا سن لی چنانچہ سورہ آل عمران میں فرمایا: فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيْمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِناً (آل عمران:۹۷) اس میں واضح نشانیاں مقام ابراہیم موجود ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ومحفوظ ہو گیا۔

سورہ عنکبوت میں اللہ رب العزت نے بطور امتنان اس حقیقت کو بیان فرمایا: أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (عنکبوت:٦٧) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن دینے والا بنایا ہے جبکہ لوگ اس کے اردگرد (بدامنی کی وجہ سے) اچک لئے جاتے ہیں۔

الغرض انسان جہاں بود وباش اختیار کرتا ہے اس کا پرامن رہنا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر امن وامان نہ ہو تو اس کی جان، اس کا مال، اس کی عزت وآبرو، اس کا گھربار، اس کے راستے، اس کی تجارت گاہیں، اس کی عبادت گاہیں، اس کے تعلیمی اور ثقافتی مراکز سب کچھ محفوظ ومامون نہیں رہیں گے، وہ کیسے بے خطر اپنے شب وروز کے کاموں کو انجام دے گا، مجبوراً محبوس ہو کر رہ جائے گا اور قید وبند کی ایسی زندگی کسی عذاب اور وبال سے کم نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ نے امن کو ایک ایسی نعمت قرار دیا جس کے ذریعہ مصائب وآلام کے مواقع پر اہل ایمان کے دلوں کو اطمینان اور قدموں کو ثبات حاصل ہوتا ہے۔

سورہ آل عمران میں اللہ نے فرمایا: ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاساً يَغْشَى طَآئِفَةً مِّنكُمْ (آل عمران:۱۵۴) پھر خوف وہراس کے بعد اللہ نے تم پر امن وسکون نازل فرمایا تم میں سے ایک جماعت کو اونگھ آنے لگی۔

اور سورہ انفال میں اللہ نے غزوۂ بدر کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے اپنی اس نعمت کا ذکر فرمایا: إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّن السَّمَاء مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ (انفال:۱۱) جب اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ طاری کررہا تھا اپنی طرف سے تم کو امن وسکون دینے کے لئے اور آسمان سے تم پر بارش نازل کررہا تھا تاکہ اس بارش کے ذریعہ تم کو پاک کردے اور تم سے شیطان کی ناپاکی کو دور کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے قدموں کو جمادے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح دنیا میں اہل ایمان کو امن وامان کی دولت نصیب کرتا ہے اسی طرح بروز محشر بھی ان کو سایہ امن وامان میں رکھے گا اور خوف وہراس سے ان کو محفوظ رکھے گا۔أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ. الَّذِينَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ. لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ (یونس:۶۲-۶۴) اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کی زندگی اختیار کی، دنیاوی زندگی میں ان کے لئے امن وامان اور خوشی کی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

سورہ نحل میں اللہ نے فرمایا:مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ (نمل:۸۹) جو نیکیاں لائے گا اسے اس کا اچھا بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کے خوف ودہشت سے مامون ہوگا۔

اسی طرح اللہ نے اپنی نعمتوں کا گھر اور اہل ایمان کی آخری اور ابدی آرام گاہ جنت کو گہوارۂ امن قرار دیا ہے،إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ لَهُمْ جَزَاء الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ (سبا:۳۷) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے پس ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے اور وہ جنت کے بالا خانوں میں امن وامان کے ساتھ رہیں گے۔سورہ حجر میں اللہ نے فرمایا:إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. ادْخُلُوهَا بِسَلاَمٍ آمِنِينَ (حجر:۴۵-۴۶) بے شک متقی حضرات باغات اور چشموں میں ہوں گے جس میں وہ سلامتی اور امن وامان کے ساتھ داخل ہوں گے۔

احادیث نبویہ میں بھی امن وامان کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اسے بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے، اسے قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور ہر وہ عمل جس سے امن کو خطرہ لاحق ہو اس سے منع کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اس نعمت کو پانے اور اس کی بقا کے لئے دعائیں سکھائی گئی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن محصن کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: من أصبح منكم آمنا في سربه، معافا في جسده، وعنده قوت يومه فكأنما حيزت له الدنيا. (سنن ترمذی) تم میں سے جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے گھر میں امن وامان سے ہے، جسمانی اعتبار سے صحت یاب ہے اور اس کے پاس اس دن کا سامان گزر بسر ہے تو گویا اس کے لئے دنیا جمع کردی گئی۔

اس حدیث سے امن کی اہمیت کا اندازہ لگائیں، اس نعمت کو صحت اور رزق سے پہلے ذکر کیا گیا کیونکہ اگر یہ حاصل نہ ہو تو دوسری نعمتیں بے کیف وبے لذت ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے امن کی راہ میں خلل پیدا کرنے سے سختی سے منع کیا بلکہ اسے ایمان کے منافی عمل قرار دیا: والله لا يؤمن، والله لا يؤمن، والله لا يؤمن، قيل: من يا رسول الله؟ قال: الذي لا يأمن جاره بوائقه. (صحیح بخاری) اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، پوچھا گیا کہ کون اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ رہے۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:لا يحل لمسلم أن يروع مسلما. (سنن ابوداود) کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے کسی مسلمان کو ناحق خوف زدہ کرے۔

صحیح مسلم کی روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: من أشار إلى أخيه بحديدة فإن الملائكة تلعنه، حتى وإن كان أخاه لأبيه وأمه. جس نے اپنے بھائی کی طرف نیزہ سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہی ہو۔

یہ حدیثیں واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر وہ عمل جس سے امن وامان متاثر ہو، دل میں خوف ودہشت پیدا ہو ہمارا دین ہمیں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ جب اللہ نے دولت ایمان سے نوازا اور اس کے صلہ میں دل کو امن کی نعمت حاصل ہوئی تو اس کا اثر اعضاء وجوارح پر بھی پڑنا چاہئے۔امن کا پیامبر بننا چاہئے نہ کہ خوف ودہشت کا سوداگر، اسی لئے خوف ودہشت کی ترویج کو ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم. (سنن ترمذی) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہے۔

گویا مومن پوری انسانیت کے لئے امن کا علمبردار ہوتا ہے، امن کے قیام کی کوشش کرتا ہے، اس راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرتا ہے اور اپنی ذات اور اپنے کسی عمل سے وہ امن کے لئے خطرہ نہیں بنتا اس لئے کہ وہ مومن یعنی ایمان اور امن والا ہے۔

امن کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ کے رسول ﷺ سے اس کے لئے متعدد دعائیں منقول ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور دعا جو آپ چاند دیکھنے کے موقع پر پڑھتے ہیں: اللهم أهله علينا بالأمن والإيمان والسلامة والإسلام والتوفيق لما

يحب ويرضی، ربي وربك الله. (سنن دارمی) اے اللہ اس چاند کو ہم پر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما، نیز ایسے کاموں کی توفیق دے جو ہمارے رب کو پسند ہیں اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے، میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

نیز یہ دعا جسے اللہ کے رسول ﷺ صبح وشام پابندی سے پڑھا کرتے تھے، اس میں بھی امن وعافیت کا ذکر ہے: اللهم إني أسألك العفو والعافية في الدنيا والآخرة، اللهم إني أسألك العفو والعافية في ديني ودنياي وأهلي ومالي، اللهم استر عوراتي وآمن روعاتي واحفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي وأعوذ بك أن أغتال من تحتي. (سنن ابن ماجہ) اے اللہ میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عفو ودرگزر اور عافیت کی دعا کرتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے عفو اور عافیت کی دعا کرتا ہوں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے آل واولاد اور اپنے مال میں، اے اللہ تو میرے عیوب پر پردہ ڈال دے، میرے ڈر کو امن سے بدل دے اور میری حفاظت فرما میرے آگے، میرے پیچھے، میرے دائیں اور بائیں سے، میرے اوپر سے اور تیری عظمت کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میری حفاظت فرما اس بات سے کہ کہیں میں اپنے نیچے سے اچک نہ لیا جاؤں۔

اسی طرح جب اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفر اللہ کہتے، اس کے بعد یہ دعا پڑھتے: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام. اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تو ہی سلامتی دینے والا ہے اے عظمت وجلال والے تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔

ان دعاؤں سے ہمیں اسلام میں امن وامان اور اس کی بقا کی اہمیت کا اندازہ لگانا چاہئے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی اندازہ لگانا چاہئے کہ اسلام نے عالم انسانیت کی فلاح وبہبود کو کتنی اہمیت دی ہے۔ امن وامان جو پائیدار انسانی زندگی کی خشت اول ہے اس کو شریعت کا مقصد قرار دے کر، اسے ایمان کی علامت قرار دے کر، اسے انسانی اخوت وبھائی چارگی کا تقاضا قرار دے کر اپنے ماننے والوں کو تاکید کر دی کہ وہ ہر حال میں اس اہم اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ بنیں اور بلا وجہ کوئی ایسا کام ہرگز نہ کریں جس سے امن وامان کو خطرہ لاحق ہو اور عالم انسانیت کو نقصان پہنچے۔

ایک مسلمان کو ایمان کے نتیجہ میں جو امن حاصل ہوتا ہے اس کا اولین مرکز اس کا قلب وضمیر ہے۔ جب اس کا رشتہ اس کے رب سے جو ''سلام'' ہے ہموار ہو جاتا ہے تو اس کا دل ''قلب سلیم'' کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ وہ اپنی دینی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگتا ہے، دل کو نفاق وریاء سے، بغض وعداوت سے، کینہ وکپٹ سے، حسد اور جلن سے پاک کر لیتا ہے۔ درحقیقت جب کاسہ دل ان آلائشوں سے پاک وصاف ہوگا تبھی حقیقی امن کا لطف اور لذت حاصل ہوگی۔ دل کی پاکیزگی کا پرتو اعضاء وجوارح پر بھی پڑے گا، زبان پر لگام لگ جائے گی، دست وپا اپنی حد میں رہیں گے، دوسروں کے حقوق کی رعایت کریں گے، نہ کسی پر ظلم وزیادتی، نہ اذیت وتکلیف بلکہ ہر اس کام سے وہ بچے گا جس کی اجازت اس کا دین اسے نہیں دیتا اور جو امن کے منافی ہے گویا ایمان وامن کا جو سلسلہ اس کے قلب وضمیر سے شروع ہوتا ہے اپنی برکتوں سے پورے انسانی معاشرہ کو فیض پہنچاتا اور عالمی امن کا سنگ میل ثابت ہوتا ہے۔ اسلام میں دینی امن، فکری امن، نفسیاتی امن، سماجی امن، وطن اور عالمی امن ہر ایک کی اہمیت وضرورت اور بقاوتحفظ کی تاکید ملتی ہے۔ مقالہ کے محدود صفحات اور وقت کی قلت ان تفصیلات میں جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ملکی اور عالمی حالات کے تناظر میں صرف آخری نکتہ کی تشریح اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔

ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا وطن، شہر اور ملک امن وامان کا گہوارہ رہے۔ قرآن کریم نے بھی وطن کے امن کی اہمیت کو متعدد جگہوں پر اجاگر کیا ہے: وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْناً (بقرہ:۱۲۵) اور جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرکز اور جائے امن بنا دیا۔ اس امن کے لئے خلیل اللہ نے اپنے رب سے خصوصی دعا فرمائی تھی: رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا بَلَداً آمِنا (بقرہ:۱۲۶) اے رب تو اس شہر کو شہر امان بنا دے۔ سورہ عنکبوت میں اللہ نے اہل مکہ کو اپنی یہ نعمت یاد دلائی: أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (عنکبوت:۶۷) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو مرکز امن بنا دیا جبکہ لوگ اس کے اردگرد سے اچک لئے جاتے ہیں۔ سورہ یوسف میں اللہ رب العزت نے عہد یوسف میں مصر کے امن کا تذکرہ فرمایا: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ (یوسف:۹۹) جب وہ لوگ حضرت یوسف کے پاس پہنچے تو انھوں نے اپنے والدین کو اپنے قریب جگہ دی اور کہا کہ آپ لوگ مصر میں امن وامان کے ساتھ ان شاءاللہ تشریف لائیں۔

وطن میں امن وامان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے راستے بھی مامون رہیں۔ قرآن کریم میں اس نکتہ کو بھی بیان کیا گیا ہے: وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّاماً آمِنِينَ (سبا:۱۸) اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے بابرکت بنایا تھا، چند بستیاں اور بسائی تھیں اور ان کے درمیان مسافت کو ایک اندازے سے رکھا تھا اور ان سے کہا گیا کہ ان کے درمیان رات اور دن بے خوف ہو کر سفر کرو۔

وطن کے امن وامان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہاں معاشی اعتبار سے خوشحالی ہو، اسباب زیست بآسانی فراہم ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ نے اس حقیقت کو بھی بیان

فرمایا ہے: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَان (نحل:۱۱۲) اللہ نے اس بستی کی مثال بیان فرمائی جو امن واطمینان کی زندگی گزار رہی تھی، جس کی روزی ہر جانب سے فراوانی کے ساتھ آتی تھی۔

اس لئے کہ اگر معاشی آسودگی نہ حاصل ہو تو اس کے لئے لوگ غلط اقدام پر مجبور ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں ظلم وزیادتی عام ہوگی اور امن وامان جاتا رہے گا۔

وطن کے امن وامان کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں، اسے خوش دلی اور فراخی کے ساتھ ادا کریں، جب فرد اور جماعت کے حقوق محفوظ رہیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ بدامنی اور خوف ودہشت کا ماحول پیدا ہو۔

اسی طرح امن وامان کے قیام کے لئے بقدر ضرورت رہائشی مکانات کی تعمیر ہو، کشادہ راستے، تفریح گاہیں، باغات اور درختوں کی کثرت ہو کیونکہ اکثر حالات میں ان کی قلت بھی امن عام کو نقصان پہنچاتی ہے۔ سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ. فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (شعراء:۱۴۶-۱۴۷) کیا تمہیں یہاں بے خوف چھوڑ دیا جائے گا باغات اور چشموں میں۔

امن وامان کے قیام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کے تعلقات آپس میں خوشگوار رہیں، ان کے معاملات باہمی اعتماد اور دیانت داری پر مبنی ہوں، ایمان اور امن کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا: فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (بقرہ:۲۸۳) اگر تم میں سے ایک شخص دوسرے کے معاملات سے مطمئن ہو تو اسے چاہئے کہ وہ امانت کو واپس کرے۔

یعنی اگر لوگ حسن تعامل کی وجہ سے ایک دوسرے پر اس قدر اعتماد کرتے ہوں کہ معاملات کو قلمبند کرنا یا اس پر گواہ بنانے کی ضرورت نہ ہو تو ایسی صورت میں باہمی اعتماد کی بنیاد پر اپنے معاملات کو انجام دیں۔

الغرض یہ کہ اسلام نے وطن کے امن کو بڑی اہمیت دی اور اس سے متعلق کئی اہم پہلوؤں پر نہ صرف روشنی ڈالی بلکہ ضروری احکام بھی جاری کئے۔ اسلام نے وطن کے امن کو اس لئے بھی اہمیت دی کیونکہ دینی امور کی انجام دہی امن پر ہی موقوف ہے۔ ملک کی تعمیر وترقی کی بنیاد اسی پر قائم ہے۔ علمی، اقتصادی اور ثقافتی سرگرمیاں اس کے بغیر کیسے انجام پاسکتی ہیں اور یہی امن عالمی امن کا سنگ میل اور اس کا جزء لاینفک ہے۔

وطن کے امن سے مراد وطن کا داخلی اور خارجی فتنوں سے محفوظ رہنا ہے۔ اس کے ذریعہ لوگوں کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے، جرائم پر لگام لگتی ہے، حادثات کم ہوتے ہیں، لوگ بے خوف وخطر دین ودنیا کے امور کو انجام دینے کے لئے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے، سفر کرتے، لین دین کرتے اور اپنی ضرورتوں کو پوری کرتے ہیں اسی سے خوشگوار زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ پس دین، جان، مال عزت وناموس کے تحفظ کا تصور وطن کے امن کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ امن پائیدار اس وقت ہوگا جب ڈر اور ظلم وزیادتی کا خاتمہ ہو، ملازمت اور کاروبار کے زیادہ مواقع پیدا کئے جائیں تاکہ بے روزگاری اور فقر وفاقہ دور ہو، سماجی ظلم اور ناانصافی ختم ہو، بے روزگار اور بہت ہی معذور لوگوں کو مناسب وظیفہ دیا جائے، مجرم عدالت اور انصاف کی پکڑ سے بچ نہ سکے، اخلاقی فساد کے تمام راستے بند کئے جائیں، فتنہ وفساد کے کسی عمل کو پنپنے نہ دیا جائے، خوف وہراس پیدا کرنے والا ماحول نہ بنے، لوگوں کے درمیان قانون کا نفاذ انصاف کے ساتھ ہو، اسی طرح سیاسی محاذ پر بھی ایک ذات کا دوسری ذات اور ایک قوم کا دوسری قوم پر تسلط واجارہ داری نہ رہے، بلکہ سب کو برابر کا حق اور موقع دیا جائے اور ملک کی تعمیر وترقی میں سب کے علم اور ہنر سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جب سیاسی بساط پر عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا تو اس کا اثر براہ راست عوام اور ان کی دینی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں پر پڑے گا۔

آج عالمی منظر نامہ پر امن وامان کی جو صورتحال ہے وہ بہت تشویشناک ہے۔ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اس کی متعدد مثالیں نظروں کے سامنے ہیں۔ ایک طرف دنیا کی بڑی طاقتیں جو اپنے آپ کو امن عالم کا علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں تو دوسری طرف وہ خود حلیف یا حریف کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ وہ عالمی ادارے جو بقائے امن کے لئے بنائے گئے وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر بلکہ مجبور ومعذور نظر آرہے ہیں۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں دنیا اگر واقعی امن وامان کی سچی خواں ہے تو اسے موقع پرست سیاست کے بھنور سے نکل کر دین ومذہب کی پناہ میں آنا ہوگا اور تعصب کو چھوڑ کر بقائے امن کے لئے اسلام کی زندہ جاوید تعلیمات کو پوری ایمانداری کے ساتھ اپنانا ہوگا۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

- ☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ
- ☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
- ☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ
- ☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
- ☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.200/-Net

وطن کی محبت اور اسلام

مفتی جمیل احمد مدنی
[illegible]

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين فقد قال الله في كتابه العزيز اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

وقال أيضا في موضع آخر وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران:۸۵)

اسلام ایک ہمہ گیر آفاقی اللہ کا پسندیدہ سماوی وفطری مذہب ودین ہے جس نے بلا تفریق عرب، عجم وزمان ومکان قیامت تک کے لئے اپنے پیروکاروں اور متبعین کے لئے ایسا جامع وکامل دستورحیات دے رکھا ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات کو محیط ومشتمل ہے جس امتیازی وصف اور انوکھے اصول وضابطہ سے دنیا کے دیگر مذاہب وملل محروم وعاری ہیں۔

لفظ وطن کا مفہوم: وطن ہر وہ سرزمین جس پر ایک انسان آنکھیں کھولتا اور نشوونما پاتا ہے اور شباب کو پہنچ کر شادی بیاہ کرتا، ملازمت وتجارت کرتا ہے اور اپنے آباء واجداد بھائی وبہن اور دیگر احباب کے ساتھ اس جگہ بودوباش رکھتا ہے یہی سرزمین اس شخص کے لئے وطن کہلاتی ہے جو صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام حیوانات خواہ چرند ہوں یا پرند، حقیر وناتواں ہوں یا بڑا وطاقت ورحتی کہ ایک معمولی حقیر چیونٹی کو بھی اپنے اس وطن سے استغناء وبے نیازی نہیں ہے اپنے اس وطن کی محبت ہر ذی روح کے ذہن وقلب میں طبعی وفطری طور پر اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھی ہے حتی کہ ایک پرندہ صبح سویرے اپنے گھونسلہ سے اپنی روزی کی تلاش وجستجو میں اپنے وطن سے خالی پیٹ نکلتا ہے اور شام تک آسودہ ہوکر اپنے گھونسلہ میں واپس آجاتا ہے اور اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لائی ہوئی روزی کو کھلاتا پلاتا ہے۔

وطن کی محبت قرآن وحدیث کی روشنی میں: وطن کی محبت والفت، تعلق ولگاؤ ماں، باپ بھائی وبہن اور اعزہ واقارب کی محبت جیسی فطری وطبعی ہے دونوں کی الفت وانسیت میں یکسانیت ویگانگت ہے کیونکہ دونوں ہی محبتیں فطری وطبعی ہیں دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہے قرآن وحدیث وکتب تفسیر میں بھی اس محبت کو کافی نمایاں کیا گیا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام کے وطن پر جس وقت وہاں کی جابر وظالم قوم نے زبردستی قبضہ کرلیا اور فلسطین یا شام کے حصہ کو غصب کرلیا تو موسی نے اپنی قوم سے دفاعی طور پر اس کی بازیابی کے لئے جدوجہد کرنے کا حکم دیا فرمایا: يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (المائدہ:۲۱)

اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے اور پیٹھ پھیر کر مت پلٹو ورنہ تم لوگ خسارہ یاب ہوکر واپس ہوگے۔ اس پر ان کی قوم نے جواب دیا کہ وہ بڑی زبردست وطاقتور ہے، ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے اگر وہ لوگ خود سے نکل جائیں گے تب ہم داخل ہوں گے۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراہیم:۳۷)

اے میرے پروردگار میں اپنی اولاد کو بیت اللہ الحرام کے پاس بے آب وگیاہ میدان میں چھوڑ آیا ہوں تاکہ یہ لوگ وہاں پر نماز قائم کریں لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور انھیں پھلوں کی روزی عطا کرتا کہ وہ شکرگزار بن سکیں۔ نیز ایک جگہ فرمایا گیا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (الحج:۳۹-۴۰) انھیں اجازت دیدی گئی جن لوگوں سے لڑائی ظلم وتعدی کے سبب جنگ کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ لوگ ناحق اپنے گھروں سے جلاوطن کردیئے گئے۔ اس بنا پر کہ وہ لوگ کہتے تھے ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

ان نصوص قرآنیہ میں اپنے وطن عزیز کی حفاظت وصیانت کے لئے دفاعی طور پر جنگ جدال کی بھی ترغیب دی گئی ہے یہ سب وطن کی محبت کی واضح قرآنی دلیل ہے۔ اب وطن کی الفت ومحبت سے متعلق چند حدیث نبوی ملاحظہ فرماتے چلیں تاکہ وطن کی اہمیت اور ہر ذی روح کے قلبی تعلق ولگاؤ کا اندازہ لگایا جاسکے کہ قرآن اور حدیث پاک میں انسان کی فطری ضروریات کا کس قدر خیال رکھا گیا ہے۔

۱۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے وقت مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما أطيبک من بلد ولا حبک إلي ولولا ان قومي أخرجوني

منک ماسکنت غیرک. (رواہ الترمذی، رقم حدیث۲۳۷ وابن حبان ۳۷۰۹:المعجم الکبیر۱۰۶۳۳)

توکس قدر پاکیزہ شہر ہے اور کتنا محبوب وپسندیدہ ہے اگر میری قوم مجھے تم سے نہ نکال بھگاتی تو میں تیرے علاوہ شہر میں سکونت ہرگز نہ اختیار کرتا۔

اس حدیث پاک میں ترک وطن کی ایسی تصویر کشی ہے کہ دیگر مذاہب میں اس کی نظیر ناممکن ہے اس سے محبت وطن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام نے اس کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

(۲) غار حراء میں قبل از ہجرت پہلی وحی نازل ہوئی اور حضرت جبرئیل کی پوری داستان کو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمایا تو انھوں نے کافی تسلی دلائی مزید اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو توراۃ کے زبردست عالم تھے ان سے پوری داستان بیان کی تو ورقہ نے تین باتیں کہیں دو پر خاموش رہے تیسری بات پر انتہائی استغراب کے ساتھ آپ نے ورقہ سے پوچھا ورقہ نے کہا تھا۔

آپ کی قوم آپ کو جھٹلائے گی۔ آپ کی قوم آپ کو بہت تکلیف واذیت دے گی۔ آپ کی قوم آپ کو آپ کے شہر سے نکال دے گی۔

وطن عزیز سے نکال دیا جانا آپ پر انتہائی شاق وتکلیف دہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھے وطن سے نکال باہر کردے گی۔

(۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ان النبی صلی الله علیه وسلم إذا قدم من سفر فنظر إلى جدران المدينة أوضع راحلته وإن كان على دابة حركها من حبها. (بخاری رقم حدیث۲۷۸ ترمذی رقم۳۴۴۱ مسند احمد رقم حدیث۱۲۶۴۴)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: جب آپ سفر سے واپس لوٹتے اور مدینہ کے در و دیوار پر نظر پڑتی تو اس وقت اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کردیتے اور اگر کسی دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ کے فرط محبت میں ایڑ مار کر سواری کو تیز بھگاتے تھے۔ تاکہ جلد از جلد مدینہ شہر کو پہنچا جاسکے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللهم اجعل بالمدينة ضعفي ما بمكة من البركة. (رواہ البخاری رقم حدیث۱۸۸۵، ومسلم رقم حدیث۱۳۶۹)

اے اللہ مدینہ میں مکہ کا ڈبل برکت عطا فرما۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: هذه طابة وهذا أحد يحبنا ونحبه. (رواہ البخاری۴۴۲۲ ومسلم رقم حدیث۱۳۹۲) یہ پاکیزہ شہر ہے اور یہ احد پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور یہ ہم لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔

اللهم إني احرم ما بين لابتيها كتحريم إبراهيم مكة اللهم بارك لنا في صاعنا ومدنا. (رواہ البخاری رقم حدیث۲۷۳۲ ومسلم رقم حدیث۱۳۶۵)

اے اللہ میں مدینہ کے دونوں پہاڑیوں کے درمیان کے حصہ کو حرام قرار دیتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے اے اللہ تو ہمارے صاع اور مد کے اندر برکت عطا کردے۔

ان مذکورہ قرآنی نصوص اور نصوص نبویہ سے یہ حقیقت واشگاف وعیاں ہوجاتی ہے کہ اپنے اپنے وطن مالوف کی محبت والفت فطری وطبعی ہوتی ہے اور مذہب اسلام چونکہ ایک فطری مذہب ودین ہے اس لئے اس نے اپنے پیروکاروں کے فطری تقاضوں وطبعی ضرورتوں کا پورے طور پر خیال رکھا ہے اور ان تقاضوں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے تاکہ زندگی کا کوئی بھی زاویہ تشنہ نہ رہے اب آیئے محبت وطن کے چند اہم تقاضوں کا ایک سرسری تذکرہ کردیا جائے تاکہ محبت وطن اور وطن پرستی اور دونوں کے مابین فرق آسان وسہل ہو کیونکہ اسلام میں محبت وطن کی صرف ترغیب وتشویق دلائی گئی ہے لیکن وطن پرستی سے بڑی شدت کے ساتھ روکا گیا ہے اور وطن پرستی کے غلط اثرات وخطرناک نتائج سے امت اسلامیہ کو آگاہ وروشناس کرایا گیا ہے۔

حب الوطنی کے تقاضے: وطن کی محبت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ باہم ایک دوسرے کے ساتھ میل ومحبت سے زندگی گزارتے ہیں نہ تو ملکی وغیر ملکی املاک وپراپرٹی کو تباہ وبرباد کیا جاتا ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کے مال وجان عزت وآبرو پر حملہ کیا جاتا ہے بلکہ پوری انسانیت کو ایک کنبہ تصور کیا جاتا ہے اور ظلم وزیادتی کے خلاف سب باہم مل کر آواز اٹھاتے ہیں ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کی آزادی رہتی ہے نہ کسی پر جبر واکراہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے پر مذہبی دخل اندازی کرتا ہے اور ہر ایک کی عبادت گاہیں مامون ومحفوظ رہتی ہیں بلکہ ہر ایک کو مذہبی آزادی رہتی ہے نہ ہی کسی پر مذہبی جبر واکراہ ہوتا ہے اور نہ ہی عمل کے معاملہ میں کسی طرح کی مداخلت ہوتی ہے بلکہ ہر مواطن کو پوری مذہبی آزادی رہتی ہے اور ہر ایک ملکی قانون کی بالادستی کا معترف رہتا ہے جیسا کہ جنگ آزادی میں بلاتفریق مذہب ہر ایک نے قربانی پیش کی۔

وطن کی پرستش کے تقاضے: وطن پرستی کی نہ تو اسلام اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس کی تحسین کرتا ہے بلکہ اس میں ایک انسان کا تعلق اپنے وطن سے سارے تعلقات سے بڑھ کر ہوتا ہے وطن سے وابستگی ہی حق وناحق کا معیار ہوتی ہے اس میں باہمی تعلقات کی بنیاد مذہب پر نہیں بلکہ وطن پر ہوتا ہے جبکہ اسلام اپنے پیروکاروں کے باہمی تعلقات کی بنیاد مذہب قرار دیتا ہے نہ کی وطن یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام نے حب الوطن کو فطری کہہ کر اس کی ترویج واشاعت کی اور وطن کی پرستش کو تقاضائے انسانیت کا مخالف قرار دیا ہے اور اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو دین کا صحیح فہم عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مولانا عزیز احمد مدنی
استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ [illegible]

اسلام اور دیگر مذاہب کے ساتھ حسن سلوک اور تعامل

اسلام ایک آفاقی مذہب، معتدل اور پسندیدہ دین ہے۔ الفت ومحبت کا گہوارہ اور رحمت ورأفت کا سرچشمہ ہے۔ اس کا نظام وقانون اور اس کی تعلیمات انسانیت کے مصالح سے بھرپور ہیں، جس کی روشنی اور رہنمائی میں ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آسکتا ہے اور پرامن زندگی گذاری جاسکتی ہے۔

اس دین کے پیغمبر خاتم النبیین والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیائے انسانیت کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کئے گئے، وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: ۱۰۷) یہ پیغمبر اخلاق کے اعلیٰ معیار کے خود حامل رہے ہیں۔ اور امت کو حسن اخلاق کی تعلیم دی اور اس کی تکمیل فرمائی، احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا نمونہ قرآن کریم ہے۔ آپ اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجے گئے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں وہ سب سے اچھا مسلمان اور انسان ہے۔ رسول اللہ کی پوری زندگی اخلاق حسنہ سے عبارت ہے۔ قرآن شاہد ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم: ۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب اور امت کے افراد کو ہمیشہ اچھے اخلاق کی تلقین فرمایا کرتے، مشہور صحابی خادم رسول انسؓ فرماتے ہیں: رأیتہ یأمر بمکارم الأخلاق (مسلم: ۲۴۷۴)

اسلام اور پیغمبر اسلام کے تئیں دشنام تراشی اور ہرزہ سرائی کرنے والے معکوس الفطرت بیمار ذہن اور فساد عقل کے حامل کچھ لوگ ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے ہیں، اور کچھ باطل طاقتوں کا آلہ کار بن کر اسلام کی صاف ستھری شبیہ کو داغدار کرنے اور پیغمبر اسلام کی حیات مبارکہ اور ان کی انمول ودرخشاں تعلیمات پر بے تکے زبان درازی کرتے رہتے ہیں حالانکہ حقیقت ہر بالغ النظر منصف اور عقل سلیم کے حامل شخص پر عیاں ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عصر حاضر میں بھی ایک پروپیگنڈہ بڑے زور وشور سے کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام اور اس کے حاملین دوسرے مذاہب کے لوگوں کو برداشت کرنے کے روادار نہیں ہیں، بلاشبہ یہ ایک گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی معاندین اسلام کی سوچی سمجھی ملکی اور عالمی سازش ہے۔ بلکہ اس گھناؤنی سازش کی آڑ میں مسلم قوم پر اغیار کی اپنے ظلم وبربریت اور اعتداءات کی خونچکاں داستان الم پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ جس سے دنیا جہاں واقف ہے۔ اور ہر قوم کا منصف شخص اس سے کرب محسوس کرتا ہے۔ اسلام کی حقانیت سورج کی طرح عیاں اور روشن ہے۔

چنانچہ مختلف اقوام کے کتنے انصاف پسند، حق پسند ایسے ہیں جنھوں نے اسلام کی خوبیوں اور اس کی حقانیت کا برملا اظہار واعتراف اپنی تقریر وتحریر میں کیا ہے اور سراہا ہے۔ بلکہ جن کو توفیق الٰہی مل گئی وہ اسلام کی پناہ میں آگیا۔ ذیل کے سطور میں ''اسلام اور دیگر اہل مذاہب کے ساتھ حسن سلوک اور تعامل'' پر ایک سرسری جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لوگ توحید پر قائم رہے، اس کے بعد شیطان کے بہکاوے سے ان میں اختلاف پیدا ہوا، شرک وشخصیت پرستی اور مظاہر پرستی عام ہوگئی، تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء کو بھیجا۔ انہیں کتابیں عطا کیں، تاکہ وہ لوگوں کے مابین اختلافات کا فیصلہ حق کی روشنی میں کریں اور توحید کو قائم اور واضح کریں۔ اختلافات ہمیشہ راہ حق سے انحراف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اس انحراف کا منبع بغض وعناد، عجب وتکبر اور نخوت وغرور ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت: کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ (سورہ البقرہ ۲۱۳) میں اشارہ فرمایا ہے۔

غیر مسلم اقوام ومذاہب کا تعارف: قرآن کریم کے آغاز میں تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مومن، کافر، منافق

ہر قوم اور ہر زمانے میں نبی پر ایمان لانے والے، اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی توحید پر قائم رہنے والے لوگ مومن کہلائے۔ اور نبی کو جھٹلانے والے، اس پر ایمان نہ لانے اور انکار کرنے والے کافر کہلائے۔ امت محمدیہ میں یہ تین قسم کے لوگ عہد نبوت میں پائے جاتے رہے ہیں۔ نصوص شریعت کی روشنی میں اہل کفر کے متعدد اصناف ہیں۔

۱۔ ملحد: یہ وہ لوگ ہیں جو وجود باری تعالیٰ اور یوم آخرت کے منکر ہیں۔

۲۔ مشرک، وثن پرست: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو عقیدہ وعبادت میں شریک ٹھہراتے ہیں۔

۳۔ اہل کتاب: سابقہ دین ومذہب کے وہ لوگ جو کسی تسلیم شدہ آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں، لیکن آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے۔ جیسے یہود اور نصاریٰ۔

اہل کتاب کی نسبت سابقہ کتابوں کے اصل کا اعتبار کرتے ہوئے کی جاتی ہے

۔جبکہ ان کے یہاں بھی کثرت سے شرک اور وثنیت پائی جاتی ہے۔اور ان کی موجودہ کتابوں میں تصحیف اور تحریف واقع ہے۔

موسی علیہ السلام کے ماننے والوں کو یہود کہا جاتا ہے اور عیسی علیہ السلام کے پیروکاروں کو نصاری کہا جاتا ہے۔ انھیں عیسائی بھی کہتے ہیں۔ ان کو انصار بھی کہا جاتا ہے۔اہل کتاب کا اطلاق انہیں دونوں پر ہوتا ہے۔

۴۔منافق: یہ وہ لوگ ہیں جن کے باطن میں کفر اور ظاہر میں اسلام ہوتا ہے۔ یہ لوگ عہد نبوت میں پائے جاتے رہے ہیں۔ یہ اصناف کافرین میں سب سے خطرناک لوگ رہے ہیں کیونکہ یہ اہل ایمان کی سوسائٹی میں رہ کر ان کے ساتھ دھوکہ کیا کرتے تھے۔ یہ خالص منافق لوگ تھے۔نفاق عملی کے حامل آج بھی پائے جاتے ہیں۔

۵۔مجوس: یہ ایران کے آتش پرست ہیں جو دو الٰہ کے قائل کی ہیں ایک ظلمت کا خالق ہے اور دوسرا نور کا جسے وہ اہرمن اور یزداں کہتے ہیں۔ان کا مذہب زردتشتی مذہب کہلاتا ہے۔

۶۔صابی: یہ وہ لوگ ہیں جو یقیناً ابتداء کسی دین حق کے پیروکار رہے ہوں گے، لیکن بعد میں ان کے اندر فرشتہ پرستی اور کواکب پرستی آ گئی، یا یہ کسی بھی دین کے پیرو نہ رہے اسی لئے لا مذہب لوگوں کو صابی کہا جانے لگا۔(احسن البیان ص ۲۷)

☆اہل کفر کی ان قسموں کو چارقسموں میں یوں بھی بیان کیا جاسکتاہے :

۱۔کافر حربی: یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام اور اہل اسلام سے بغض وعناد رکھتے ہیں اور ان سے برسر پیکار رہنے پر آمادہ رہتے ہیں۔

۲۔ذمی یا اہل الذمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کے زیرنگیں رہتے ہیں اور اس کے حاکم ووالی کو ہر سال جزیہ دیتے ہیں۔ جزیہ سے مراد وہ خصوصی ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت اپنے غیر مسلم رعایا سے ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے طور پر وصول کرتی ہے جو ان کے حفاظتی نظام کا معاوضہ ہے۔ یہ ان کے حالت کفر میں ہونے کا تاوان نہیں، جیسا کہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ یہ ٹیکس بھی روزگار اور کمائی کرنے والوں سے ان کی حیثیت کے مطابق لیا جاتا ہے، عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار ومعذور، مذہبی طبقہ پادری وغیرہ جیسے لوگ جزیہ سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔

۳۔معاہد: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں یا اسلامی حکومت سے معینہ مدت کے لئے یا مطلق معاہدہ کیا ہو۔

۴۔مستامن: یہ ایسے لوگ ہیں جنھیں کسی مسلمان نے امان اور پناہ دیدی ہو۔

ان تمام اقسام کے احکام کتب سنت اور فقہ واحکام میں تفصیل وبسط سے بیان کئے گئے ہیں جس کا یہ محل نہیں۔

فائدہ: اسلام بحیثیت انسان کسی غیر مسلم کی توہین وتحقیر اور تذلیل کو روا نہیں رکھتا۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ غیر مسلم کے لئے کافر اور ذمی کا لفظ استعمال کر کے ان کی تحقیر کی گئی ہے۔ یہ محض غلط فہمی اور پروپیگنڈہ ہے۔ کافر دراصل غیر مسلم کا ہم معنی ہے، اور کفر کا معنی انکار کرنے کے ہیں، گویا کافر ایسا شخص ہے جو توحید باری تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا، نیز اسلامی تعلیمات کو قبول نہیں کرتا۔ (علماء وخواص امت ص ۸۷)

غیر مسلم کے دو رویے اور ان کے ساتھ سلوک : صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزء یہ ہے۔

كان المشركون على منزلتين من النبى صلى الله عليه وسلم والمؤمنين، كانوا مشركي أهل حرب يقاتلهم ويقاتلونه ومشركي أهل عهد لا يقاتلهم ولا يقاتلونه... (الحديث ح:۵۲۸۶) یعنی مشرکین جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کا سامنا تھا وہ دوطرح کے تھے۔ ایک حربی جو مسلمانوں سے باہم برسر پیکار رہا کرتے تھے۔ دوسرے غیر حربی جو لڑائی نہیں کرتے یا جس سے لڑائی نہیں ہوتی، معاہد۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکین عرب دوطرح کے تھے اور دونوں کا معاملہ اہل اسلام کے ساتھ الگ الگ طرح کا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے ان کے رویہ کے مطابق اہل اسلام کو ان کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایت دی ہے۔ان میں سے جو لوگ مسلمانوں سے بغض وعداوت رکھتے ہوں، دینی ونظریاتی حیثیت سے مخالف ہوں اللہ اس کے رسول اور اس کے دین سے دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوں، مسلمانوں کو، ان کے دین کو زک اور گزند پہنچانے کی ہر مہم میں شریک رہتے ہوں تو ایسے تمام لوگوں سے موالات ودوستی سے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کا پنجہ تھامنے کی تاکید ہے تاکہ ظلم کا خاتمہ ہو جائے۔ (ملاحظہ کریں سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸، سورہ المائدہ آیت ۵۱، سورہ التوبہ آیت ۱۲۳، سورہ محمد آیت ۴، سورہ الممتحنہ :۹)

البتہ وہ غیر مسلم لوگ جو مسلمانوں سے پرخاش نہیں رکھتے، دین کے معاملہ میں نہ الجھتے ہیں نہ ستاتے ہیں نہ راہ کا روڑا بنتے ہیں، نہ ظالموں کی مدد اور پشت پناہی کرتے ہیں بلکہ امن پسند ہیں اور خیر سگالی کے مناد ہیں تو ایسے لوگوں کے ساتھ بھلائی، رواداری اور خوش اخلاقی سے پیش آنے سے اسلام نہیں روکتا، بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق، مدارات، بر اور نیکی کرنے کی ہدایت واجازت اور تلقین کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **لَا يَنۡهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَلَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ** (الممتحنہ:۸)

یعنی جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن

نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

تاہم اگر کچھ اقوام مسلمانوں سے سخت عداوت ودشمنی بھی رکھتے ہوں تب بھی اسلام ان کے ساتھ رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (فصلت:۳۴) نیز فرمایا:عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الممتحنہ:۷)

فائدہ: موالات اور مدارات میں فرق ہے۔مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر کے ص۱۵۲ حاشیہ نمبر۲ میں لکھتے ہیں: یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ موالات مروت وحسن سلوک، مصالحت رواداری اور عدل وانصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو غیر مسلم سے صلح اور عہد وپیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں عدل وانصاف کا حکم مسلم وکافر ہر فرد بشر کے حق میں ہے۔مروت اور حسن سلوک یا رواداری کا برتاؤ ان کفار کے ساتھ ہوسکتا ہے جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی وعناد کا مظاہرہ نہ کریں جیسا کہ سورہ ممتحنہ میں تشریح ہے باقی موالاۃ یعنی دوستانہ اعتماد اور روادرانہ مناصرت ومعاملات تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے۔البتہ صوری موالات جو "الا أن تتقوا منهم تقاة" کے تحت داخل ہو اور عام تعاون جس کا اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی برا اثر نہ ڈالے یا نہ پڑے اس کی اجازت ہے۔انتہی

مشرکین مکہ کے ساتھ اسلام کا سلوک: یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ جو شخص اپنے دشمنوں کا بھی خواہ ہو اس کا سلوک اپنے پیرو کاروں کے ساتھ کس درجہ مشفقانہ ہوگا۔آیئے دیکھیں محسن انسانیت ﷺ کا سلوک غیروں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ کیسا رہا۔محسن انسانیت ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ ہمیں یہ پتہ دیتا ہے کہ آپ نے اپنے بڑے سے بڑے دشمن سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔اعلان نبوت کے بعد آپ کے مخالفین نے آپؐ پر اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا۔تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ظلم وستم کی وہ کون سی شکل ہے جو آپ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ نہ اختیار کی گئی ہو۔آپ کو انفرادی واجتماعی طور پر قتل کرنے کی سازش کوشش کی گئی، معاشی ومعاشرتی بائیکاٹ کیا گیا، لہولہان کیا گیا، وطن مالوف چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے مجبور کیا گیا۔مدینہ پہنچنے کے بعد بھی اہل اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں جاری رہیں۔یہود سے سانٹھ گانٹھ کر کے منصوبہ بند مہم چھیڑی جاتی رہی۔لیکن دنیا نے دیکھا کہ آپؐ اور آپؐ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم جب فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عفو ودرگذر اور تسامح کی ایسی نظیر پیش کی کہ آپ کے جانی دشمن بھی حیران وششدر رہ گئے۔نہ کوئی انتقام، نہ کوئی خونریزی، بلکہ یہ اعلان کر دیا جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے پناہ دی جاتی ہے، جو ہتھیار ڈال دے اسے امان ہے۔جو اپنے گھر میں پناہ گزیں ہو کر اپنا دروازہ بند کرے اسے بھی امان ہے۔(مسلم:۱۷۸۰)

اس وقت ابوسفیان آپ کے جانی دشمن تھے لیکن ان کے گھر کی امان دے کر ان کی عزت افزائی فرمائی۔اس موقعہ سے آپ کے تمام دشمن آپ کے قبضے میں تھے وہ لرزاں وترساں تھے کہ نہ جانے کیا سلوک کیا جائے، کہ اعلان ہوتا ہے۔ يا معشر قريش ما ترون إني فاعل بكم؟ قالو خيرا، أخ كريم وابن أخ كريم، فقال: اذهبوا فأنتم الطلقاء. (الضعيفة: ۱۱۶۳)

اہل طائف کی ستم رانیوں پر ہلاکت کی دعا نہ کر کے ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتہ) سے کہا: لعل الله أن يخرج من أصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئا. (متفق عليه، صحيح بخاري ۳۲۳۱، صحيح مسلم:۱۷۹۵)

بدر کے میدان میں قید ستر مشرکین کے ساتھ صحابہ کو اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین فرمائی۔استوصوا بالأسارى خيرا. سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو آپ نے معاف فرما دیا۔صرف اتنا کہا۔کہ میرے سامنے نہ آیا کرو، تمہیں دیکھ کر چچا کی یاد آجاتی ہے۔ ہندہ آپ کے بلند اخلاق سے متاثر ہو کر پکار اٹھی، یارسول اللہ آپ کا خیمہ ومسکن میری نگاہ میں بڑا مبغوض تھا۔لیکن آج آپ کے خیمہ سے بڑھ کر محبوب تر خیمہ کوئی نہیں۔قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال اسیر ہوا، نبیؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا، مسجد نبوی کے کھمبے میں باندھ دیا گیا، تین دن تک آپؐ نے اس کے احوال دریافت کئے اور پھر رہا کر دیا، آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر اسلام لایا، اپنے شعور واحساسات کی ترجمانی ان الفاظ میں کی، یارسول اللہ روئے زمین پر آپ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض میری نگاہ میں کوئی چہرہ نہ تھا لیکن آج آپ کا چہرہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔اسی طرح آپ کا دین آپ کا شہر سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔(صحیح مسلم:۱۷۶۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کافرہ تھیں نبی کو سب وشتم کیا کرتی تھیں، ابو ہریرہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر احوال بتائے، آپؐ غیظ وغضب کے بجائے ان کے حق میں رحمت وہدایت کی دعا فرمائی۔(صحیح ابن حبان:۷۱۵۴)

طفیل بن عمر دوسی نے قبیلہ دوس کی نافرمانی اور حق سے انکار کی شکایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی اور بددعا کی درخواست کی۔آپ نے ان کے حق میں ہدایت کی دعا فرمائی۔اللهم اهد دوسا وائت بهم. (صحيح بخاري: ۴۰۹)

اسماء بنت ابی بکر کی ماں جو مشرکہ تھیں، بیٹی کے پاس بغرض اعانت آئیں، اسماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ساتھ صلہ رحمی کی بابت دریافت کیا۔ أفأصل

أمي؟ قال: نعم، صلي أمك (مسلم: ۱۰۰۳)

یہ چند نمونے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ کس طرح لوگوں کی ہدایت کے لئے حریص تھے اور دشمنوں پرعفوودرگذر سے کام لیا اور حسن اخلاق سے لوگوں کو اپنا اسیر اور گرویدہ بنایا۔

یہودیوں کے ساتھ اسلام کا تعامل وسلوک : نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ مختلف اقوام ومذاہب کا مجموعہ تھا۔ وثن پرست مشرکین اور نصاری کے ساتھ یہود کے مختلف قبائل آباد تھے، یہود تجارت اور سودخوری کے سبب بہت مالدار تھے۔ مدینہ کی اقتصادی معاشرتی سماجی اور سیاسی تہذیب پر ان کی چھاپ تھی اور ان کا دبدبہ تھا، بنی اسماعیل میں پیدا ہونے والے نبی کی بعثت کے وہ منتظر تھے، بعثت کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقانیت سے اچھی طرح واقف تھے، لیکن چونکہ ان کے اندر بغض وعناد جحودوانکارحق سے اعراض واستکبار اور اہل علم وایمان کی تنقیص کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا رہا ہے۔ نیز نبیوں کا قتل ان کا شعار رہا، یہی وجہ ہے کہ نبی عربیؐ کی نبوت کا انکار کر بیٹھے اور نبی کے پیچھے پڑ گئے۔ اسلام ومسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی، بغاوت کے منصوبے بنائے، رسول عربی کو حیلے سے قتل کرنے کی سازشیں کیں، کھانے میں زہر ملایا، سحر وجادو کیا اور ہر طرح سے گزند پہنچانے کی کوشش کی۔ لیکن قربان جائیے، اس رسول پر جس نے ان کے ساتھ نہایت بلند اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، وہاں یہودیوں اور اہل بلد سے ایک اہم معاہدہ کیا، تاکہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم ہوں اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ باہم امن کے ساتھ رہ سکیں، اور آپسی رواداری کا برتاؤ کریں، مشکلات میں ایک دوسرے کی مدد کریں، یہ معاہدہ ''میثاق مدینہ'' کے عنوان سے جانا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ بارہ نکاتی دفعات پر مشتمل ہے۔ (دیکھئے: رحمۃ للعالمین ۱/ ۹۵، الرحیق المختوم ۲۹۹)

معاہدہ کا ماحصل یہ تھا کہ مدینہ میں آپس میں جنگ نہ کی جائے، نہ اذیت پہنچائی جائے، نہ ظلم کی اعانت ہو مدینہ پر ناگہانی حملہ پر باہم مل کر اس کا دفاع کیا جائے، سب لوگ ایک ہی قوم اور امت سمجھے جائیں اور ہر ایک کو اپنے دین پر عمل کی آزادی ہوگی، ہر ایک کا اپنا دین ہوگا۔ (نوراليقين في سيرة سيد المرسلين ص ۸۰)

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ واطراف مدینہ میں امن قائم فرمایا۔ آپ اس معاہدے کے مطابق یہود کے ساتھ برتاؤ کرتے رہے۔ لیکن یہود قریش کی دھمکیوں کے سبب اس معاہدہ کی پاس داری نہ کر سکے۔

تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تسامح اورعفوودرگزر کا معاملہ فرماتے، ان کے مریضوں کی عیادت فرماتے، انکا ہدیہ قبول فرماتے، ان کے ساتھ معاملات کیا کرتے، ان سے بیع وشراء کرتے، ان سے دین وقرض لیتے حتی کہ وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آپ کی درع یہودی کے پاس مرہون تھی۔ بات یہ نہ تھی کہ مسلمانوں میں اہل ثروت نہ تھے بلکہ آپ کا یہ عمل امت کو تعلیم دینے کے لئے تھا کہ ان اقوام سے معاملات کرنے میں کوئی حرج نہ محسوس کی جائے۔ یا اس بنا پر بھی کہ ثروت مند صحابہ آپ سے قیمت لینا پسند نہیں کریں گے۔

منافقین کے ساتھ نبیؐ اور مسلمانوں کا سلوک : مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا نمودار ہوا۔ جن کے دل حقیقی ایمان سے تو محروم تھے مگر وہ اہل ایمان کو فریب دینے کے لئے زبان سے ایمان واسلام کا اظہار کرتے تھے۔ یہ منافقین کی جماعت تھی، یہ لوگ اسلام کے بڑھتے اثر کو دیکھ کر مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ مگر ان کے تئیں کینہ بغض حسد سخت رکھتے تھے، ان کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا، یہ مدینہ کا بااثر آدمی اور خزرج کا سردار تھا، نبیؐ کی ہجرت سے قبل اہل مدینہ اس کی تاج پوشی کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکن نبی کی آمد پر اس کی آرزو سیادت خاک میں مل گئی۔ منافقین کی یہ جماعت نبیؐ کی شان میں گستاخی کرتی، کافروں اور یہودیوں سے مل کر اسلام اور مسلمانوں کو زک پہنچانے کی منصوبہ بند سازش کرتی، مسلمانوں کی شکست پر خوشیاں مناتی۔

لیکن ان کی ان سب شرارتوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ حسن اخلاق اور مسلمانوں کا سا معاملہ فرمایا، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنی قمیص کفن کے لئے اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فرمائش اور ان کی دلجوئی کے لئے دیا۔ اس کی صلاۃ جنازہ پڑھائی، اور بعد کے منافقین کے حق میں دعا مغفرت کی قطعی ممانعت کردی گئی۔ منافقین کی چیرہ دستیوں اور شرارتوں پر انھیں کوئی خاص سزا نہیں دی گئی کیونکہ ان کا معاملہ سری ہوا کرتا تھا اور اسلامی حکم کا نفاذ ظاہر پر ہوا کرتا ہے۔ انما أقضي على نحو ما اسمع (مسلم: ۱۷۱۳) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسامح سے کام لیا کرتے تھے۔ انھیں قتل کی سزا اس لئے بھی نہیں دی کہ مبادا یہ اتہام لگ جائے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگے۔ اعیان منافقین کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی۔ اور پھر حذیفہ بن الیمان کو آپ نے بتایا، ان کی تعداد چودہ یا پندرہ تھی۔ (مسلم: ۲۷۷۹)

عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کے ساتھ اسلام اور اسلامی حکومتوں کا سلوک : عیسائیوں کے ساتھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثالی رواداری برتی، نجران کے عیسائی وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔ انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا، ان کی تکریم کی ان کے ساتھ تاریخی معاہدہ کیا جس میں مختلف حقوق دینے پر اتفاق ہوا۔ عہد رسول کے بعد عہد خلافت راشدہ میں یہی معمول رہا۔ اس کی سب سے بڑی شہادت وہ دستاویز ہے۔ جسے عمر بن خطابؓ نے

بیت المقدس کے عیسائیوں کو دیا تھا جسے عہدہ عمر یہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اسلام نے تمام غیر مسلم اقوام کے ساتھ رواداری کا معاملہ کیا ہے اور انسانی تاریخ میں وہ سماجی اور قومی حقوق عطا کئے ہیں جو کسی مذہب یا تمدن والوں نے دوسرے مذہب والوں کو کبھی نہیں دیئے۔ جو غیر مسلم اسلامی ریاست کے زیر نگیں قیام پذیر ہوں۔ اسلام نے ان کے جان و مال عزت وآبرو، املاک اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ اور حکمرانوں کو ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کا پابند کیا ہے۔ ان پر کسی طرح کا ستم، ظلم وزیادتی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الا من ظلم معاهدا أو انتقصه اوكلفه فوق طاقته أو اخذ منه شيئا بغير طيب نفسه فانا حجيجه يوم القيامة۔ (رواہ أبوداؤد)

''جس کسی نے کسی ذمی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی خواہش کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو بروز قیامت اس کی طرف سے میں دعویدار ہوں گا۔

ذمی کا مطلب بھی یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی ذمہ داری میں ہیں جس کی تائید علی بن ابی طالبؓ کے قول سے ہوتی ہے فرماتے ہیں: انما بذلوا الجزية ليكون دماء هم كدماء نا وأموالهم كأموالنا. (الدارقطنی، ارواء الغليل: ۱۲٦۴)

یہی وجہ ہے کہ عہد نبوت کے بعد عہد خلفاء راشدین میں مسلمان اس پر کافی توجہ دیتے تھے کہ ذمیوں پر کوئی ظلم نہ ہونے پائے۔ خلیفہ راشد عمر فاروقؓ مختلف علاقوں سے آنے والے وفود سے ذمیوں کے حالات خاص طور سے دریافت فرمایا کرتے کہ مبادا کسی مسلمان کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اسلام اپنے زیر نگیں علاقوں میں غیر مسلمین کے لئے اس بات کی ضمانت فراہم کرتا کہ انہیں مناسب ذرائع معیشت حاصل ہو، کیونکہ وہ اسلامی مملکت کی رعایا ہیں جو ساری رعایا کے بارے میں جوابدہ ہے۔ عہد صدیقی میں خالد بن ولیدؓ نے عراق میں اہل حیرہ کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا اس میں یہ تحریر ہے کہ: ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو کر کام کے لائق نہ رہ جائے یا کسی معذوری ومصیبت کا شکار ہو جائے۔ یا مالدار مفلس ہو جائے اس کے مقروض اس پر صدقہ کرنے لگیں تو ایسے شخص کا جزیہ ختم کر دیا جائے گا، اس کی اور اس کے اہل وعیال کی پرورش مسلمانوں کے بیت المال سے کی جائے گی۔ (کتاب الخراج ص۱۴۴ بحوالہ اسلام، مسلمان اور غیر مسلم)

عمر فاروقؓ نے ایک بوڑھے یہودی شخص کو دست سوال دراز کرتے دیکھا، دریافت کرنے پر بڑھاپا اور مجبوری سامنے آئی، بیت المال کے خازن کو اتنی رقم مہیا کرانے کی ہدایت فرمائی کہ اس کی ضرورت پوری ہو سکے، اور فرمایا کہ اگر ہم اس سے جوانی میں جزیہ لیں اور بڑھاپے میں ذلیل وخوار ہونے کے لئے چھوڑ دیں تو یہ انصاف نہ ہوگا۔

اسلام غیر مسلموں کے ایسے اموال وممتلکات کی بھی حفاظت کرتا ہے جوان کے حساب سے مال ہیں، لیکن اسلام ومسلمانوں کی نگاہ میں مال متقوم نہیں جیسے خمر وخنزیر وغیرہ، یہ دونوں چیزیں غیر مسلم کے اموال ہیں بلکہ ان کے نفیس مال ہیں، ان کی ملکیت میں ہو، اگر کوئی مسلمان ایسے مال کو تلف کر دے تو اس کی قیمت کا جرمانہ، تاوان دینا ہوگا۔ جیسا کہ فقہاء کا بیان ہے۔ (اسلام، مسلمان اور غیر مسلم ص٧٦-٨٠)

احترام انسانیت اور اسلام کا سلوک وتعامل: اسلام کی نگاہ میں انسان بڑا مکرم ومحترم ہے۔ خواہ اس کا عقیدہ دین ومذہب کچھ بھی ہو، معاشرہ میں اس کا مقام جو بھی ہو، انسانیت کے شرف وکرم میں تمام بنی آدم یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کی تخلیق ایک مرد وعورت سے کی ہے اور آپسی تعارف ومعرفت کے لئے مختلف قبائل واقوام میں بانٹ دیا۔ يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: ۱۳)

اسلام کا یہ تصور احترام آدمیت اس کی زندگی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بعد از مرگ بھی یہ احترام باقی رکھا چنانچہ مردہ کو غسل دینا، اچھا کفن دینا، جنازہ میں شرکت کرنا، اس کے مرقد تک نہایت ہی رفق وآرام سے لے جانا، تدفین کرنا، اس کی اچھائیاں وخوبیاں بیان کرنا، عیوب کی پردہ پوشی کرنا وغیرہ اسلامی اقدار میں شامل ہے۔ احترام کا یہ تصور صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ اقدار عام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گذرا، آپؐ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے، آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: أليست نفسا (صحیح بخاری: ۱۳۱۲) دشمن سے معرکہ آرائی میں اس کی بے حرمتی کرنے مثلہ کرنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔ اغزوا باسم الله وفي سبيل الله، وقاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا...الحديث (مسلم: ١٧٣١)

اختیار مذہب وحریت اور اسلام کا سلوک وکردار: اسلام انسان کی شخصی آزادی کو اہمیت دیتا ہے۔ البتہ انسانی معاشرہ میں توازن قائم رکھنے کے لئے کچھ اصول وضابطے اور حدود متعین کئے ہیں جس کی تعمیل وعدم تعمیل پر اس کی سعادت وشقاوت اور کامیابی وناکامی کا انحصار ہے۔ ہاں البتہ اختیار مذہب میں انسان بالکل آزاد ہے۔ اس پر کوئی جبر نہیں۔ تاہم مسلمان بننے کے بعد اس کی آزادی اسلام کے ضوابط واحکام اور اخلاق کا پابند اور مقید ہو جاتی ہے۔ وہ

شتر بے مہار نہیں رہ جاتا۔اسی طرح اسلام خود کوزور وزبردستی کسی پر لاگو نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے متبعین کو جبر واکراہ کی اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں یا دباؤ ڈالیں۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ:۲۰۹) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس:۹۹) وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:۲۹) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون) یہ سارے نصوص اس حکم کی عکاسی کرتے ہیں۔

اسلامی تاریخ کا اسکالر بخوبی واقف ہے کہ اسلام نے اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات، دھرم اور مذہب پر باقی رہنے اور مذہبی شعائر کی ادائیگی کی مکمل آزادی دے رکھی تھی۔انھیں اپنے دین ودھرم اور عقیدہ تبدیل کرنے کے لئے کبھی مجبور نہیں کیا گیا۔ یا بزور ...طاقت وقوت اور دباؤ سے کلمہ اسلام کا اقرار کرایا گیا ہو۔یا بلا سبب ان کی عبادت گاہوں کو مسمار تو درکنار اسے کسی طرح کا نقصان پہنچایا گیا ہو۔خلیفہ راشد عمر فاروقؓ کے فیصلے اور بلاد المسلمین میں اسلامی دور اقتدار میں یہودی ونصرانی عبادت گاہوں کا وجود شاہد عدل ہے۔عمر فاروقؓ نے اہل ایلیا (قدس) سے جو معاہدہ کیا تھا اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

"اللہ کے بندے عمر امیر المومنین نے ایلیا کے باشندوں کو امان دی، جان ومال کی امان، ان کے کلیساؤں اور صلیبوں اور دین کے تحفظ کی ضمانت، ان کے کلیساؤں میں کوئی دخل انداز نہیں ہوگا۔نہ انھیں منہدم کیا جائے گا نہ نقصان پہنچایا جائے گا۔نہ صلیب لی جائے گی، نہ ان کا مال چھینا جائے گا۔نہ مذہب کے سلسلے میں ان پر کوئی جبر کیا جائے گا۔نہ ان میں سے کسی کو اذیت دی جائے گی، نہ ان کے ایلیا میں کوئی یہودی قیام کرے گا"۔(تاریخ طبری بحوالہ کتاب علماء وخواص امت ص ۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے صلح ومعاہدہ کیا، اس صلح کے دفعات میں سے ایک دفعہ یہ بھی رہا۔ **ان لا تهدم لهم بيعة ولا يخرج لهم قس ولا يفتنوا عن دينهم ما لم يحدثوا حدثا أو ياكلوا الربا** (سنن ابی داؤد: ۳۰۴۱)

بعد کے ادوار میں بھی مسلم فاتحین جہاں بھی پہنچے اور حکمرانی کی ۔ وہاں کی غیر مسلم رعایا اور آبادی پر مذہبی آزادی روا رکھی ، ان کی عبادت گاہوں کی صیانت وحفاظت کی۔انہیں نقصان نہیں پہنچایا۔دین میں کسی طرح کی کوئی زبردستی نہ کی۔ بلکہ ان تمام کے ساتھ اچھا تعامل اور سلوک کیا۔ ہمارے ملک ہندوستان میں بھی مسلم بادشاہوں کے دور حکومت کا بھی یہی حال رہا ہے۔

غیر مسلم عبادت گاهوں کے تئیں مسلمانوں کا تعامل ، اغیار کی نظر میں: غیر مسلم عبادت گاہوں، ان کے پادریوں کے تعلق سے مسلمانوں کا سلوک اور تعامل چند مستشرقین کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

مستشرق ول دیورانت کہتا ہے۔کہ اموی دور خلافت میں ذمیوں (مسیحی یہودی زردشتی) کے ساتھ جو سلوک اور تسامح پایا جاتا رہا ہے مسیحی ممالک میں کہیں اس کی جھلک نہیں ملتی۔وہ اپنے مذہبی شعائر میں آزاد تھے۔ان کے کنیسے اور عبادت گاہیں محفوظ تھیں۔مسیحی علماء و پادریوں کو مسلم علماء وحکمراں کے سامنے آزادانہ طور پر اپنی رائے رکھنے کا حق تھا۔

مستشرق تھومس آرنولد کہتا ہے۔مسلمانوں نے نصاریٰ کے معابد وکنائس کی حفاظت کی اسے کسی طرح کوئی گزند نہ پہنچایا۔

مستشرق زیغر ید ہونکہ اپنی کتاب "شمس العرب تسطع الغرب" میں رقم طراز ہیں کہ اسلامی فتوحات کے بعد مسلمانوں نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا۔اس کے برخلاف شبہ الجزیرہ کے نصرانی حکمراں مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے کے درپے رہے ہیں۔ان کی کتابیں نذر آتش کردیں۔مسجدیں کنیسہ میں تبدیل کردی گئیں۔ان کا علمی اور موروثی سرمایہ تباہ وبرباد کردیا گیا۔ یہاں تک کہ اندلس میں علماء وفقہاء کی تالیف کردہ اور نسخ کردہ ہزاروں کتابیں نذر آتش کردی گئیں ان میں سے ایک کتاب بھی باقی نہ چھوڑی۔

ماخوذ از مقال: التعامل مع غیر المسلمین فی الاسلام، شبکۃ الألوکۃ

حــرف آخــر: اسلام چاہتا ہے کہ معاشرہ کے لوگ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں اور ان کے مذہب کی حرمت اور اس کے پیغمبر کی عظمت واحترام کو پامال نہ کریں وہ کسی مسلم آبادی میں اس طرح کا مظاہرہ نہ کریں کہ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھے۔

وطن عزیز ہندوستان میں آباد مسلم قوم بھی اسی اسلام حق کو ماننے والی ہے اور اپنے اس عزیز وطن کو امن وشانتی کا گہوارہ اور مشترکہ تہذیب وثقافت کا عظیم منارہ دیکھنا چاہتی ہے۔اس لئے وطن کے تمام طبقات بشمول عوام حکمراں وسیاست داں سب سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کو سمجھیں اور اس کی قدر کریں اور سب باہم مل کر پورے عالم میں ہندوستان کی نیک نامی اور شہرت کا قابل قدر حصہ بنیں۔رب العالمین برادران وطن کو ہدایت اور فہم سلیم کی توفیق بخشے۔آمین

☆☆☆

اسلام اور قومی یکجہتی

مولانا محمد طاہر حنیف

دنیا میں کوئی مذہب یا دھرم ایسا نہیں جو ہمیں سکھاتا ہو کہ انسان کو انسان سے نفرت کرنی چاہیے۔ ہر ایک مذہب ہمیں اخوت وانسانیت کا درس دیتا ہے۔ اللہ کے بندوں سے پیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل جل کر رہو۔ ہر انسان فطری طور پر اس مٹی سے محبت کرتا ہے۔ جس میں اس نے جنم لیا ہے جن کھیتوں، کھلیانوں، گلیوں، محلوں میں وہ کھیل کود کر پروان چڑھا ہے جہاں اس کی پرورش ہوئی ہے۔ اس علاقہ، اس ملک اور اس دیش سے محبت کرتا ہے۔

اسلام جو ایک فطری اور بشری تقاضوں کے عین مطابق پوری انسانیت کے لئے ایک دستور زندگی اور مکمل نظام حیات ہے۔ جس کے اصول واحکام مساوات وانصاف پر مبنی ہیں۔ جو سراپا دین رحمت اور امن وشانتی کا علمبردار ہے۔ اس میں بدرجہ اولیٰ بھائی چارگی، اخوت ومساوات، شفقت ومحبت، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی وبہی خواہی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الأنبیاء:۸)

اسلام کا پیغام رشد وہدایت ساری دنیا کے لئے عام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبی آپ کہہ دیجئے: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض (الاعراف:۱۵۸) میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں جو آسمان وزمین کا مالک ہے۔

جب اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے، اور اس کا پیغام ساری انسانیت کو محیط ہے تو ضروری ہے کہ انسانی معاشرہ میں اسے ہر جگہ اغلبیت اور حاکمیت کا درجہ حاصل ہو۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف:۹) وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔

اور فرمایا: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:۸۵) جو شخص اسلام کے علاوہ دوسرا دین تلاش کرے گا تو وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا۔

لیکن ایسے سماج میں جہاں اسے اغلبیت اور تحکم حاصل نہ ہو وہاں چونکہ اسلامی عقیدہ کا پیغام تمام بشر کے لئے ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کا معاملہ عادلانہ اور اخوت وبھائی چارگی پر مبنی ہو۔ اور جو لوگ بھی اسلام میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی کامل مساوات ہو۔ اسے دوسری اکثریت یا اقلیت کے ساتھ کس طرح اس کے متبعین اور پیروکاروں کو رہنا چاہیے۔ اس سلسلے میں اس نے پوری ہدایت ورہنمائی عطا کردی ہے۔

اس لئے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف دینی طبقوں کو وہ تمام حقوق دئے جو ایک مادی اور روحانی معاشرہ کی صحت مند تکمیل کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہود اور مشرک قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس میثاق میں ۵۲ بنود تھے جن میں ۲۵ مسلمانوں کے تعلق سے اور ۲۷ غیر مسلموں کے لئے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ مطابق ۶۳۱م میں نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا اس میں ان کو ان کے دین کے تعلق سے مکمل آزادی عطا کی اور انھیں ایک دستاویز لکھ کر دیا۔ آپ ﷺ نے انھیں اسلامی قانون کے دائرے میں اپنے اختلافات اور مسائل کو آپس میں حل کرنے کی اجازت دی۔ آپ نے فرمایا:

فان أمن الله وعهد نبيه يمتد الى المسيحين فى نجران والمناطق المجاورة لما على حياتهم ودينهم ومالهم، الحاضرين والغائبين وغيرهم ولا يجوز التدخل فى مما رستهم لدينهم أو مراعاتهم ولا أى تغير فى حقوقهم وامتيازاتهم. (الأتليات فى التاريخ الاسلامى د:محمد خالد مسعود)

اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت اور گارنٹی نجران اور اس کے آس پاس کے لوگوں کے لئے جو موجود ہیں یا غائب ہیں ان کے جان ومال اور مذہب کے لئے ہے ان کے دین اور دیگر امور میں جو ان کے حقوق اور خصوصیات سے متعلق ہیں کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے

تھے۔اس لئے آپ نے بغیر کسی تفریق کے ان کے درمیان بھائی چارگی اور اخوت کو فروغ دیا اور انسانوں کو غلامی سے آزاد کیا بلکہ پوری انسانیت کو ایک ڈائنامیک مفہوم دیا جس میں کوئی رنگ ونسل دھرم اور مذہب اور ذات وبرداری کے نام پر کوئی امتیاز نہ ہو۔بلکہ کلکم لأدم و آدم من تراب کی صحیح تعبیر ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کی ذمہ داری سنبھالنے سے پیشتر بھی قومی یک جہتی ،مذہبی رواداری وہم آہنگی اور آپسی بھائی چارہ کے فروغ کے لئے کوششیں کیں۔ آپ ﷺ نے ایک بار ارشاد فرمایا: اگر آج بھی کوئی حلف الفضول جیسے معاہدہ کی بات کرتا ہے۔تو ہم اس طرح کے معاہدہ میں شامل ہوں گے۔آپ نے اس حلف الفضول میں شامل ہو کر امت کو یہ پیغام دیا ہے کہ جب امن وامان صلح وشانتی اور انسانیت کی فلاح وبہبود کی تحریک چل رہی ہو تو مسلمانوں کو اس میں شامل ہونا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین نے بھی اس اسوہ کو اپنایا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۶ھ مطابق ۶۵۷م میں اہل ایلیا (القدس) کے ساتھ جو معاہدہ کیا اس میں اس بات کی گارنٹی دی کہ

ان کو تبدیلی مذہب کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

ان کے کنائس کو توڑا نہیں جائے گا۔

ان میں مسلمان سکونت اختیار نہیں کریں گے۔

ان کو مکمل طور پر مذہبی آزادی ہوگی۔وغیرہ وغیرہ

ایک غیر مسلم معاشرہ اور مذہبی تکثیریت والے ملک میں مسلمانوں کو اپنے دینی شعائر اور امور کی حفاظت کرتے ہوئے اور اپنی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے کس طرح دوسری اکثریت یا اقلیت کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔اس کے لئے پورا نظام اور سسٹم موجود ہے۔اب آیئے آج کل کے موجودہ ماحول میں وطنیت اور قومیت جو قریب قریب ہم معنی ہے اس کے تعلق سے کچھ گذارشات کر لیتے ہیں۔

قومی یکجھتی کامفھوم: قومیت اور قومی یک جہتی کے معنی ومفہوم کے سلسلے میں مختلف مفکرین ودانشوران نے الگ الگ رائے بیان کی ہے۔بعض نے قوم کو ملت کے معنی میں لیا ہے۔اور بعض نے ایک وطن میں رہنے والے مردوعورت کے مجموعہ کو قوم سے تعبیر کیا ہے۔آج کل کے مغربی سیاسی افکار میں قومیت اور وطنیت قریب قریب ہم معنی ہیں۔قوم خواتین وحضرات کی ایک جماعت کا نام ہے۔یہ جماعت باعتبار قبیلہ نسل رنگ زبان وطن اور اخلاق ہزار جگہ اور ہزار رنگ میں پیدا ہوسکتی ہے موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں،نسل یا مذہب سے نہیں جیسا کہ مولانا حسین احمد مدنی فرماتے ہیں۔

’’کہ قوم جس کو انگریزی میں Nation کہتے ہیں۔یہ فکری ،عملی اور سیاسی اتحاد کا نام ہے۔یہ کسی روحانی جذبے کی زنجیر سے بندھی نہیں ہے۔ہندو اور مسلم مل کر ایک ہندوستانی قوم بن جانا ممکن ہے جیسے ترکی قوم افغانی قوم وغیرہ جبکہ علامہ اقبال کے نزدیک قوم وطن سے نہیں بلکہ ملت سے عبارت ہے قرآن اور عربی لغت کے اعتبار سے اول معنی واضح ہوتا ہے، جیسے قوم نوح ،قوم ہود،قوم صالح ،قوم عاد وغیرہ اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اس فکر کو ترجیح دی ہے اس لئے مدنی صاحب کہتے ہیں کہ ہندوستانی قومیت میں اکثریت کیساتھ شریک کار ہو کر کام کرنا چاہیے۔

پروفیسر ایس ایم اختر لکھتے ہیں۔

’’قومی یک جہتی کے لئے ضروری ہے کہ Diversity کو قبول کیا جائے بلکہ ہر فرد کے ذریعہ اس کا احترام کیا جائے۔اس میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور رواداری کا ماحول ہو۔حکومت کے قانون کے ذریعہ بغیر کسی امتیاز کے عدل وانصاف کی بنیاد پر حقوق کا تحفظ ہو۔

ایک دوسرے مفکر کہتے ہیں۔

قومی یک جہتی وابستگی اور اتحاد کے ایک ایسے جذبہ کا نام ہے جس میں سماج کے سبھی افراد برابری کے حقدار ہوں،اور ہر ایک ہندوستانی ایک ہندوستان کے دھاگے میں پرو دیا ہو، یہ ایک ایسا شعور ہے جس میں ہر ایک ہندوستانی ذات پات، مذہب، زبان،ثقافت کی تقسیم کے باوجود اتحاد کے عملی جذبہ سے سرشار ہو۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن قومی یک جہتی کے متعلق فرماتے ہیں۔

قومی یک جہتی کوئی مکان نہیں جو اینٹوں پتھروں سے بنا ہو بلکہ یہ ایک فکر ہے۔ جو ہر انسان کے دل میں پیوست ہو۔

مذکورہ تجربات کی روشنی میں یہ نکتہ واضح ہوتا ہے۔

’’قومی یک جہتی ایک سماجی جذبہ ہے جس میں سیاسی نظریات کے فرق کے باوجود سماج متحد رہتا ہے اور سماج کے زیادہ سے زیادہ شہری اپنی سماجی اور اقتصادی خواہشات کی جمہوری طریقے سے تکمیل کرتے ہیں۔

ہندوستان جیسے مختلف مذاہب، ذات برادری، رنگ ونسل والے ملک میں جہاں اکثریت واقلیت کے مابین مختلف نوع کے مسائل سامنے آتے رہتے ہیں۔وہاں کے عوام وخواص کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہیے،اور ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون

اور رواداری کو فروغ دینا چاہیے۔ تہذیب یافتہ قومیں آپس میں لڑا نہیں کرتیں، ان میں لاکھ اختلافات ہوں وہ آپس میں بات چیت کے ذریعہ آپسی مسئلے حل کرتی ہیں۔ ملک کے تمام باشندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اتفاق واتحاد میل جول اور پیار ومحبت سے رہیں گے تو ہمارا ملک ترقی کرے گا۔ ملک کا ہر باشندہ اپنے وطن سے پیار کرتا ہے۔ اس کے لئے قربانیاں دیتا ہے اور ملک کی ترقی وخوشحالی کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ جب کسی ملک کے لوگ آپس میں پیار ومحبت سے رہتے ہیں تو دشمن ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے اور جس ملک کے لوگ، قوم مذہب، برادری نسلی، علاقہ اور زبان کے نام پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اتفاق واتحاد اور میل جول کے راستے کے بجائے نفاق اور خود غرضی کو اپناتے ہیں۔ دشمن عناصر انھیں اپنا غلام اور عمیل بنالیتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہندوستان کے لوگ آپس میں منقسم اور بٹے ہوئے تھے۔ وہ ذات برادری، نسل، مذہب رنگ اور زبان کے نام پر ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے تو اس کا فائدہ انگریزوں نے اٹھایا اور اپنی چالاکی اور شاطرانہ چال سے تقسیم کرو اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپناتے ہوئے پورے ہندوستان پر قبضہ کرلیا اور دوسو سال تک ہمیں لوٹتے رہے، ہمارا خون چوستے رہے اور ہندوستان جو سونے کی چڑیا کہی جاتی تھی۔ اسے فقیر اور کنگال کردیا ہماری دولت باہر بھیجتے رہے۔

لیکن الحمدللہ آج ہمارا ملک آزاد ہے۔ ہم اپنی مرضی اور عوامی جمہوری رائے سے اپنے قوانین بناتے ہیں اور ملک کا ہر شعبہ اپنا کام کرتا ہے بس ضرورت ہے کہ ہم اپنے اس پیارے ملک کو پیار ومحبت سے سجائیں۔ اسے ترقی دیں اور ملک کا ہر باشندہ خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔ رنگ ونسل کا ہو، کسی بھی ذات کا ہو وہ اپنی بساط کے مطابق اس دیش کو سجانے سنوارنے اور ترقی دینے میں حصہ لے۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد جو ملک کے پہلے صدر تھے۔ انھوں نے لکھا ہے۔

اختلاف میں اتحاد: ہمارا ملک ایک گلدستہ کی طرح ہے جس میں مختلف انواع واقسام کے پھول لگے ہوئے ہیں پھر بھی وہ ایک گلدستہ ہے۔ یا اس کی مثال مختلف ہیرے جواہرات سے جڑے ایک ہار کی طرح ہے جس میں بے شمار نگینے اور جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ جو سب اپنی چمک دمک سے ہار کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہے۔ ان دونوں مثالوں سے ہندوستان کی مختلف النوع، ثقافت، تہذیب، کلچر، رسم ورواج، مذاہب وغیرہ کے درمیان باہمی رواداری اور ہم آہنگی نمایاں اور عیاں ہوتی ہے جسے ہم گنگا جمنی تہذیب کہتے ہیں۔ اس کی حفاظت اور فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور نفرت کے جراثیم کو ختم کرنا چاہیے۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’’جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مولانا انیس الرحمن عبدالجلیل المدنی

انسانی اقدار اور ہندومت کی تعلیمات

دین اسلام دین فطرت ہے۔اس کا مزاج تکریم انسانیت، نفع بخش اور فیض رسانی ہے۔قرآن مجید کے مطابق امت مسلمہ انسانوں کی خیر وفلاح کے لئے پیدا کی گئی ہے جو بلاتفریق مسلک ومذہب پوری انسانیت کے لئے سرتاپا باعث خیر ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مذہبی فرائض کے بعد انسانیت کی خدمت ایک مقدس فریضہ ہے۔یہ ملت اسلامیہ کی بدقسمتی ہے کہ اس نے صرف نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو ہی عبادت سمجھ رکھا ہے۔اور دیگر اخلاقیات، معاملات اور دیگر معاشرت کو عملا دین کے دائرے سے خارج کردیا ہے۔

اس امر میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ عبادت صرف صوم وصلوۃ اور حج وعمرہ ہی کا نام نہیں بلکہ سارے نظام حیات میں اطاعت الٰہی کا نام ہے۔اطاعت الٰہی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہیں لیکن حقوق اللہ کے مقابلے میں حقوق العباد کی زیادہ اہمیت ہے۔

ایک حدیث مبارکہ کے مطابق ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ وہ آدمی ہے جو اس کے کنبے یعنی مخلوق کے لیے نفع بخش ہو۔اس لیے معاشرہ کی صحت اور حسن کا دارومدار حقوق العباد کی کماحقہ ادائیگی پر ہے۔

اسلام بے سہارا افراد اور دکھی انسانیت کی مدد واعانت پر بہت زور دیتا ہے۔ لوگوں کو بنیادی ومعیاری تعلیم، صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی یتیموں کی دادرسی، ان کے اخلاقی ومعاشرتی حقوق کا دفاع، لوگوں کے ساتھ حسن معاملات اور انفاق وخیرات کے ذریعے اعانت کرنا خدمت انسانیت میں سرفہرست ہے۔قرآن وحدیث نے واضح الفاظ میں صاحب ثروت لوگوں پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ معاشرے کے محروم طبقات کی دیکھ بھال کریں۔مسلمانوں کو صرف انسانوں کے ساتھ ہی حسن سلوک کے لیے نہیں کہا گیا بلکہ جانوروں کے ساتھ رحم کا برتاؤ اور ماحولیات کی حفاظت کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

مخلوق خدا کی خدمت کرنا، ان کے مصائب وآلام اور دکھ درد کو بانٹنا اور ان کے ساتھ ہمدردی وغم خواری اور شفقت کرنا شیوہ انبیاء علیہ السلام ہے۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی عمل خیر کی غماز ہے۔نزول وحی کے بعد جب پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس تشریف لائے تو اس موقع پر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مساکین کے لیے مال کماتے ہیں، مصیبت زدہ اور پریشان حال انسان کی مدد کرتے ہیں۔دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ) اور اپنی جانوں پر انھیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہی ہو کی عملی تفسیر تھے۔لہٰذا وہ لوگ جو انسانیت کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے خدمت انسانیت کرتے ہیں۔وہ درحقیقت کارانبیاء علیہ السلام سرانجام دیتے ہیں۔انہیں نہ صرف اس دنیا میں سرفرازی وسربلندی ملے گی بلکہ وہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔

احترام انسانیت اور اس کے ساتھ حسن سلوک

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۱۸۸)

اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطور رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم بھی ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو کہ یہ گناہ ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (النساء ۲۹۔۳۰) ’’اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو کوئی تعدی اور ظلم ایسا کرے گا تو ہم عنقریب اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دیں گے اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے‘‘۔

اسی طرح اللہ نے فرمایا اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کردے مگر غلطی سے اور جس نے کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کردیا تو اس پر ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا اور خون بہا کا ادا کرنا جو مقتول کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے لازم ہے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر وہ مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ مومن بھی ہو تو صرف ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا ہی لازم ہے اور اگر وہ مقتول اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان صحیح کا معاہدہ ہے تو خون بہا بھی جو اس کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا بھی لازم ہے پھر جس شخص کو غلام یا باندی میسر نہ ہو تو اس پر پے در پے دو مہینے کے

روزے لازم ہیں اللہ کی طرف سے یہ اس کی توبہ ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آج دنیا کے سامنے ایک اہم مسئلہ بنیادی انسانی اقدار کی بحالی کا ہے روزمرہ کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے تقریباً تمام ممالک کہیں نہ کہیں دہشت گردی قتل وغارت گری، تخریب کاری، ناانصافی، عدم مساوات، انسانی حقوق کی پامالی کی زد میں ہیں بدعنوانی، جرائم خوں ریزی اور دہشت گردی کے مسلسل بڑھنے کی وجہ سے انسان عدم تحفظ کے احساس سے دوچار ہے اور کسی بھی قیمت پر امن وامان اور اپنی جان کی بقا کا خواہش مند ہے۔ان جرائم کو ختم کرنے کی بڑے پیمانے پر کوششیں کی جارہی ہیں وسائل اس تعلق سے خرچ کیے جارہے ہیں مگر نہ اس کا قیام عمل میں آرہا ہے اور نہ جرائم وبدعنوانی کا خاتمہ ہورہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں پر نظر ثانی کی جائے اور ایسے پرامن طریقوں کو اختیار کیا جائے جو ہندوستان کے بہتر مستقبل کی تخلیق کے ضامن ہوں۔ ہندوستان ایک قدیم ملک ہے دنیا کے جن خطوں میں پہلے پہل انسانی تہذیب وتمدن نے اپنی آنکھیں کھولیں ان میں ہندوستان کو بھی شمار کیا جاتا ہے بلاشبہ ہندوستان مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا گہوارہ ہے۔

جہاں مختلف رنگ ونسل کے باشندے پائے جاتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ عدم تحفظ بدعنوانی اور انسانی قدروں کی پامالی کے خاتمے اور عالمی سطح پر امن کے قیام میں مذاہب انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں ہندومت بھی اسی ہندوستان میں پیدا ہونے والا دنیا کے مذاہب میں ایک قدیم مذہب ہے اس میں رواداری کے بہت سے تصورات موجود ہیں۔

ہندومت کا رول

لفظ ہندو فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سیاہ کے ہیں اس لفظ کو مسلمانوں نے ان لوگوں کے لیے استعمال کیا جو دریائے سندھ کے اس پار رہنے والے تھے چنانچہ آریوں کا جو پہلا گروہ ہندوستان آیا انھوں نے سندھ ندی جو ایران اور ہند کی سرحد پر پڑنے والی پہلی ندی ہے اس کو ہند کہا اور اس سندھ ندی کے پار جتنے لوگ بسے ہوئے تھے انھیں ہندو کہا اور ان لوگوں کے دھرم کو ہندو دھرم کا نام دیا ہندومت میں قدرت کی طاقتوں کے تقدس کا تصور ملتا ہے اخوت نیکی اور سچائی کی ترغیب بھی موجود ہے۔

مختلف فروعات کے باوجود بھی ہندوؤں کے مذہب کے اصل اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قتل مت کرو۔

(۲) جھوٹ مت بولو

(۳) چوری مت کرو۔

(۴) زنا مت کرو۔

(۵) ذخیرہ اندوزی نہ کرو اور مال مت جمع کرو۔

(۶) پاک اور صاف رہنے کا التزام کرو۔

(۷) مسلسل روزہ رکھو اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنو۔

(۸) تسبیح وشکر کے ساتھ خدا کی عبادت پر قائم رہو۔

(۹) زبان پر لائے بغیر دل میں ہمیشہ اوم کا کلمہ دہراتے رہو جو تخلیق کا کلمہ ہے۔

الغرض مذاہب کی اخلاقی تعلیم کی طرح ہندومت بھی فلسفہ اخلاق کا قائل ہے۔آج دنیا میں جو بدامنی وبدعنوانی پھیلی ہوئی ہے اس میں انسانی جان کی کوئی قیمت باقی نہیں رہ گئی۔جگہ جگہ ظلم وزیادتی روا ہے۔انسانی حقوق کی پامالی کا دور دورہ ہے۔ایسے نادیدنی احوال وکوائف میں ہندومت کی یہ تعلیم ملک کے تمام باشندوں کو یاد دلائی جانی چاہیے۔

دنیا کا موجودہ پراگندہ ماحول نہ صرف بنیادی انسانی قدروں کی خلاف ورزی ہے بلکہ ملک کے روشن مستقبل کی تعمیر میں عظیم رکاوٹ ہے اہل فکر ونظر اور ہندوستان کے بہی خواہوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ملک میں ظلم وجبر سے پاک فضا کے قیام کی کوشش کریں۔

المصادر والمراجع

۱۔القرآن الکریم

۲۔تفسیر القرآن

۳۔الحدیث

۴۔شروحات الحدیث

۵۔الفقہ

۶۔العقائد

۷۔الآداب والاخلاق

۸۔التاریخ

۹۔الادب واللغۃ

۱۰۔حقوق انسانی اور عصریات

☆☆☆

ترجمان

سکھ مت اور احترام انسانیت

مولانا نور الاسلام شفیع احمد مدنی
جامعہ امام ابن تیمیہ

اللہ تعالی نے انسانوں کے لئے دو جہاں بنایا ہے، ایک دنیا ہے اور ایک آخرت ہے، دنیا عمل وآزمائش کی جگہ ہے اور آخرت ایمان وعمل کے اعتبار سے جزا وسزا کا مقام ہے، دنیا سبھوں کے لئے ہے اور اس میں کامیابی وناکامی کے اپنے اصول ہیں جب کہ آخرت اس کائنات کے خالق ومالک کی مرضی پر چلنے اور اس کے اصولوں و آدرشوں کو ماننے اور ان پر دنیوی زندگی کو استوار کرنے والوں کے لئے خاص ہے، دنیا میں آباد انسانوں میں سے بیشتر ربِّ کائنات کے وجود کو مانتے اور اس کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کی وحدانیت اور اس کی طاعت و بندگی کے معاملہ میں مختلف ہیں اور اسی وجہ سے دنیا کے اندر مختلف ادیان و مذاہب پائے جاتے ہیں، مسلمان اُس کے تنہا خالق و مالک ہونے، تنہا لائق عبادت ہونے اور اعمال وصفات میں اُس کے بے نظیر ولامثیل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور پوری دنیا کو اسی راہِ حق اور توحیدِ خالص کی طرف بلاتے ہیں لیکن ان کی دعوت خیر خواہی پر مبنی ہوتی ہے، اس میں ہجوم وتشدد وتنفر وتعصب کے قائل نہیں ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو دنیا میں اتنے سارے ادیان وملل نہ پائے جاتے بلکہ سب لوگ ایک ہی دین وملت پر قائم ہوتے لیکن کچھ معلوم ونامعلوم اسباب کی بنا پر اس نے اپنی دنیا میں کئی ادیان ومذاہب کو رہنے کی اجازت دے رکھی ہے اور ان کے وجود کو برداشت کر رکھا ہے: (لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ مِنهَاجاً وَلَو شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لِيَبْلُوَكُمْ فِيمَا آتَاكُم) [المائدۃ:۴۸] اور ایک جگہ فرمایا: (وَلَو شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ) [ھود:۱۱۸] وہ اگر چاہتا تو دنیا میں ایک بھی مشرک نہ ہوتا: (وَلَو شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيهِمْ حَفِيظاً وَمَا أَنتَ عَلَيهِم بِوَكِيلٍ) [الأنعام:۱۰۷] اور اگر اللہ تعالی کی مشیئت ہوتی تو سارے جہاں والے ہدایت یاب ہوتے اور اس کی دھرتی پر ایک بھی کافر ومشرک نہ ہوتا (وَلَو شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ) [النحل:۹] اور اسی لئے داعیانِ دین کو ہدایت دی گئی کہ دین کے معاملہ میں کسی کے ساتھ بھی زور زبردستی نہیں ہونی چاہئے: (لا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الغَيِّ) [البقرۃ:۲۵۶] اور اپنے محبوب رسول رحمت ﷺ کو آگاہ فرمایا: (وَلَو شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الأَرْضِ كُلُّهُم جَمِيعاً أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ) [یونس: ۹۹] حتی کہ داعیانِ دین کو اس کی بھی نصیحت کی گئی کہ وہ کسی بھی مذہب اور اس کے مذہبی شعائر ومذہبی شخصیات کو برا بھلا کہنے کا جرم نہ کریں: (وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُم ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُم فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) [الأنعام:۱۰۸]۔

سکھ مت، حقیقت اور تاریخ: آج دنیا کے اندر متعدد مذاہب وادیان پائے جاتے ہیں، بیشتر مذاہب یا تو تعدد الٰہ کے قائل ہیں یا وہ اپنے بعض مذہبی رجال کو باری تعالی کی بعض صفات سے متصف قرار دے کر انہیں بھی لائق عبادت گردانتے ہیں، انہیں کائنات میں متصرف مانتے ہیں اور انہیں وسیلہ بنا کر باری تعالی تک پہنچنا چاہتے ہیں، اسلام ان تمام اعمال کو شرک وکفر سے تعبیر کرتا ہے اور ان کو گناہِ عظیم اور ناقابلِ معافی جرم قرار دیتا ہے (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) [لقمان : ۱۳] اور فرمایا: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ) [النساء:۴۸، اور ۱۱۶]، سکھ مذہب تعدد آلہہ کا قائل نہیں ہے بلکہ ایک خدا کا قائل ہے لیکن ان کے یہاں نبی ورسول کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ پیری مریدی وتصوف ہے اسی لئے وہ اپنے مذہبی شخصیات کو ''گرو'' یعنی پیر ومرشد یا مذہبی پیشوا کہتے ہیں، ان کے یہاں شخصیت پرستی ہے، غیر اللہ کے سامنے سجدے ہیں، اور مذہبی شخصیات کے تعلق سے غلو ہے، اور صوفیاء کے شرک میں پوری طرح ملوث ہیں۔

سکھ مت دنیا کا نواں اور وطن عزیز کا چوتھا سب سے بڑا مذہب ہے، دنیا بھر میں سکھوں کی تعداد تقریبا ڈھائی کروڑ ہے لیکن ان کی اکثریت ہندوستان میں آباد ہے، اس میں بھی ان کی غالب اکثریت ملکی ریاست پنجاب میں رہتی ہے، افغانستان وپاکستان میں ان کی معتد بہ تعداد ہے، امریکہ وبرطانیہ سمیت بہت سے یورپی ممالک میں ان کی اچھی خاصی آبادی ہے لیکن پنجاب کے بعد ان کا سب سے بڑا مرکز کینیڈا میں ہے، بلکہ وہاں کی سیاست میں بھی ان کا عمل دخل ہے، وہاں کی حکومت نے پنجابی کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے رکھا ہے۔

لفظ ''سکھ'' پنجابی زبان کا لفظ ہے جو سنسکرت سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب ہے سیکھنے والا، سکھ مذہب کا آغاز تقریبا ساڑھے پانچ سو سال پہلے اس کے بانی گرو نانک دیو جی مہاراج (1539-1469) کے ہاتھوں پندرہویں صدی عیسوی میں

ہوا، وہ مغلوں سے پہلے ابراہیم لودھی کے زمانہ میں ضلع شیخوپورہ، لاہور پاکستان کے ایک تاریخی گاؤں ''تلونڈی'' میں جو کہ اب خود ضلع ہے اور اس کا موجودہ نام گرونانک جی کے نام پر ''ننکانہ صاحب'' رکھا گیا ہے، ایک کھتری ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے، وہ بچپن ہی سے ایک خاص ذہن وفکر کے حامل تھے، جب وہ جوان ہوئے تو اسلامی اصول وعقائد سے کافی متاثر ہوئے، وہ ہندوؤں میں پائے جانے والے بھید بھاؤ، ذات پات اور طبقاتی کشمکش سے آزردہ خاطر اور ان کی بت پرستی سے سخت نالاں تھے لہذا اپنے آبائی دین سے دور ہوتے چلے گئے، وہ اسلام کی طرف مائل ہوئے لیکن اپنے ارد گرد صوفیانہ ماحول کو دیکھا جس سے ان کو اطمینان قلبی حاصل نہیں ہوا لہٰذا انہوں نے دونوں مذاہب سے کشید کئے ہوئے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دی۔[تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: چند معاصر مذاہب کا تعارفی مطالعہ، سکھ مت۔ از ابو عمار زاہد الراشدی]۔

سکھ مذہب میں اس کے بانی بابا گرونانک سمیت دس گرو (مذہبی شخصیات) ہیں جو نہایت بلند قامت و بلند مقام ہیں، انہی دسوں گروؤں کی تعلیمات وہدایات پر سکھ مذہب قائم ہے اور ان دسوں شخصیات نے اس مذہب کو سینچا وسنوارا اور اس کو فروغ دیا ہے، البتہ ان کے پانچویں گرو ''گرو ارجن'' کے دور میں اس کو کافی انتشار اور استحکام حاصل ہوا، وہ بہت عاقل وفاہم اور خلیق انسان تھے، انہوں نے ہی امرتسر کو سکھوں کی راجدھانی اور مقدس مذہبی مقام قرار دیا اور انہی کے ہاتھوں سکھوں کی پہلی مستند مذہبی کتاب گروگرنتھ صاحب وجود میں آئی۔

سکھوں کے بعض اہم عقائد وتعلیمات: سکھ مت کے بانی گرونانک جی نے اور ان کے بعد کے نو گروؤں نے اپنے متبعین کے لئے جو بنیادی عقیدے متعین کئے اور جو تعلیمات دیں ان میں سے اہم یہ ہیں:

1-ایک خالق ومالک پر یقین رکھنا۔

2-بت پرستی سے بالکلیہ دور رہنا۔

3-خدا کو یاد کرنے کے لئے اجتماعی دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

4-ذات پات کے نظام کی پرزور مخالفت کرنا اور پیدائش کے لحاظ سے سارے انسان کو برابر سمجھنا۔

5-ایماندارانہ زندگی بسر کرنا اور جائز طریقے سے روزی حاصل کرنا، ظلم سے باز رہنا اور نیک لوگوں کی عزت کرنا۔

6- آمدنی کا دس فیصد ''دسوند'' فلاحی کاموں پر خرچ کرنا۔

7-دس گروؤں کو ماننا جو گرونانک جی سے لے کر گرو گوبند سنگھ جی تک ہیں۔

8-ان کی مقدس کتاب ''گروگرنتھ صاحب'' کو ماننا۔

سیاسی وسماجی خدمات: ملک عزیز میں سکھ قوم اپنی بہادری، ایمانداری، جفاکشی، اور سماجی خدمات کے حوالے سے مشہور ہے، یہ لوگ بڑے بہادر، شانت سبھاؤ کے حامل، خلیق وملنسار، امن پسند اور محبّ وطن ہوتے ہیں، تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے دیگر اقلیات سے بہت بہتر حالت میں ہیں، ملکی سیاست اور معیشت اور قومی وسماجی بہبود کے امور میں ان کی کارکردگی نمایاں رہی ہے، ملک کی چھوٹی اقلیت ہونے کے باوجود انہوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دئے ہیں اور اعلی ترین سرکاری عہدوں پر فائز رہ کر قوم وملک کی خوب خوب خدمت کی ہے۔ دفاعی محاذ ہو یا سیاسی وعدالتی ان تمام محاذوں پر ہراول دستہ کے طور پر اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔

یہ لوگ فوج اور ملکی سیاست میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے آئے ہیں، ہندوستان جیسے ملک میں ایک نہایت معمولی اور چھوٹی اقلیت میں رہ کر بڑے بڑے سیاسی اور فوجی عہدوں پر متمکن ہوتے رہے ہیں اور ان کے ذریعہ ملک وقوم کی بیش بہا خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔

ہندوستان کے سابق صدر گیانی ذیل سنگھ، سابق وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ، سابق چیف جسٹس جگدیش سنگھ، سابق مرکزی وزیر داخلہ وسابق گورنر بہار سردار بوٹا سنگھ وغیرہم ایسے بڑے نام ہیں جنہوں نے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں سے ملکی سیاست کو بال وپر عطا کرنے، قومی معیشت کی زلفِ گرہ گیر کو سنوارنے اور قوم وسماج کو نئی بلندیوں سے روشناس کرانے اور اپنے بلند افکار ونظریات کے ذریعہ خاکِ وطن کو رواداری وبھائی چارگی کے حسیں پھولوں سے عطر آفریں بنانے اور الفت ومحبت کی شگفتہ کلیوں سے اس کو سبزہ زار کرنے میں اپنی ساری طاقت وتوانی صرف کردی۔

دفاعی محاذوں پر بھی ان کے کارنامے جلی حروف میں لکھے جانے کے لائق ہیں، سکھ قوم کے بہت سے افراد مختلف فوجی شعبوں میں اپنی بہادری، جاں نثاری، وفاداری اور قابلیت واہلیت کا ثبوت دیتے رہے ہیں، حتی کہ فوج میں ایک سکھ فوجی دستہ بھی ہے، سابق فائیو اسٹار جنرل ارجن سنگھ، سابق چیف آف آرمی اسٹاف جے جے سنگھ اور سابق ایئر چیف مارشل دل باغ سنگھ کی خدمات کا کون انکار کرسکتا ہے؟

سکھ مت اور انسانی خدمات: سیوا سکھوں کی تعلیمات کا اہم حصہ ہے، وہ بلاتفریق مذہب وملت تمام بنی نوع انساں کی خدمت کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے ہیں، وہ سارے مذاہب کی قدر کرنے والے، سبھوں کو عزت واحترام دینے والے اور انسانوں کے درمیان کسی بھی تفریق وامتیاز کے سخت مخالف ہیں، بابا گرونانک لوگوں کے بیچ رہ کر ان کی خدمت کیا کرتے تھے، وہ مٹھوں اور آشرموں کی زندگی جینے کی

بجائے لوگوں کے درمیان رہتے تھے اوران کے دکھ درد بانٹتے تھے، ڈاکٹر سید حسن عباس گرونانک کے طرز حیات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''بابانانک ہندوستان کے روایتی بھگتوں کی طرح نہیں تھے، انہوں نے بھرپور گھریلو زندگی گزاری، بابانانک نے اپنے لئے کوئی آشرم نہیں بنوایا بلکہ وہ کرتار پور میں عام لوگوں کے درمیان آباد ہوئے، اوراپنے عمل سے ثابت کردیا کہ دنیا تیاگ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے برائیوں سے دور رہنے کا نام نیکی ہے'' [بابانانک،ص۲۶۷]۔

اورمفتی مشتاق تجاوری لکھتے ہیں؛''شری گرونانک دیو جی مہاراج ہندوستان کے وہ نامورہستی ہیں جن کے نام پرایک مستقل مذہب ہے، گرونانک سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ سکھوں کی اپنی مذہبی پہچان صرف نام کی نہیں ہے، بلکہ سکھ اپنے پورے وجود کے ساتھ اس مذہب کی اتباع کرتے ہیں، ان کی اپنی کتاب ہے، اپنا رسم الخط ہے، اپنا مقدس مذہبی مقام ہے، اپنا لباس اوراپنی وضع قطع ہے، اس اعتبار سے سکھ مذہب بڑا منفرد ہے، اس مذہب کی ایک اورانفرادیت یہ ہے کہ اس میں خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اس وقت سکھ مذہب کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی اتنے بڑے پیمانہ پر لنگر نہیں ہوتا، اس کے ساتھ مذہب میں رواداری اور دوسروں کو مقام دینے کی اپنی روایت بھی بہت مضبوط ہے، سکھ اپنے مذہب پر سختی سے عمل کرتے ہیں لیکن دوسروں کے ادب واحترام میں وہ اتنے ہی نرم ہیں، اور مسلمانوں سے تو سکھ مذہب کا، اس کے گروؤں کا، بلکہ خود بابانانک کا بہت گہرا تعلق رہا ہے'' [گرونانک۔ حیات وخدمات،ص۱۵۲]۔

ابوعمار زاہدالراشدی صاحب اپنے تجربات ومشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''سکھ توحید پر بڑے پکے ہیں، بت پرستی اورشرک سے سخت نفرت ہے، ذات پات سے بھی شدید نفرت ہے، ذکر واذکار اورگرنتھ پڑھنے کا ماحول ہے، میں امرتسر گولڈن ٹیمپل اور برمنگھم (برطانیہ) میں ان کے بہت بڑے گرودوارا کے علاوہ اوربھی گرودوارے دیکھے ہیں، برمنگھم گرودوارا میں ہر وقت لنگر چلتا رہتا ہے، اورخود ان کے بقول یومیہ اوسطا پانچ ہزار آدمی وہاں کھانا کھاتے ہیں، جو بھی جائے مسلمان ہو یا عیسائی ہو[مقالہ: چند معاصر مذاہب کا تعارف۔ سکھ مت]۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ان کا جہاں کہیں بھی گرودوارا ہے وہاں ہمہ وقت لنگر (مفت باورچی کھانا) چلتا رہتا ہے اوراس کے گردونواح کے تمام مجبور وبے کس وبے سہارا لوگ اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں، کسی بھی دوسرے مذہب کے عبادت خانوں کے پاس اس طرح کا اہتمام اورانسانی خدمت کا ایسا مثالی عمل دکھائی نہیں دیتا ہے، یہ سکھوں کی خصوصیت ہے اورصدیوں سے بلاانقطاع قائم ودائم ہے۔

ہمیں پتہ ہے کہ پنجاب اورملک کے دیگر علاقوں میں سکھوں کی طرف سے قائم کئے جانے والے کئی ہاسپٹل ہیں جن میں غریبوں اور ناداروں کی بڑی اورخطرناک بیماریوں سے لے کر چھوٹی اورمعمولی بیماریوں تک کا مفت علاج کیا جاتا ہے اورسکھ برادری اس ضمن میں سالانہ کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ سکھ نوجوانوں کے مختلف گروپ خود پنجاب کے مختلف علاقوں میں اور دلی جیسے شہروں میں سڑکوں کے بیچ میں، اسی طرح اوور بریجوں کے نیچے اورجھگی جھونپڑی والے علاقوں میں گاڑی بھربھر کر کھانے کے پیکیٹ، پانی کے بوتل، اورکمبل وبستر وغیرہ لئے پھرتے ہیں اورہر شخص کے پاس جاکر ان کی خبرگیری کرتے ہیں اوران کی ضرورت کے اعتبار سے کھانے کے پیکٹ اوراوڑھنے بچھانے کے سازوسامان فراہم کرتے ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ بڑی لجاجت کے ساتھ ان کا حال چال دریافت کرتے ہیں، ان کے پاس بیٹھتے ہیں اوراپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے اور کپڑا پہناتے ہیں، ان کی اشک سوئی کرتے ہیں، اورانہیں سلاکر واپس ہوتے ہیں۔

یہ بھی مشاہدہ میں ہے کہ پلوں کے نیچے اورسڑکوں کے بیچ کڑاکے کی ٹھنڈ میں معمولی کپڑوں میں سورہے لوگوں کے اوپر سکھ نوجوان نئے اورقیمتی کمبل ڈال کر اوران کے بغل میں کھانے پینے کے سازوسامان کا تھیلا رکھ کر چپ چاپ چلے جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ ضرورت کے باوجود بھی دوسروں سے اپنی ضرورت نہیں بتاتے، بھوک سے نڈھال ہونے کے باوجود بھی کھانوں کے پیکٹ لینے سے شرماتے ہیں اوران کی غیرت کو ٹھیس پہنچتی ہے لہذا وہ خاموشی کے ساتھ ان کے پاس رکھ دیتے ہیں۔

نوجوانوں کے کئی گروپ کو میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ غریب علاقوں میں پہنچتے ہیں اورگھروں کے اندر جاکر عورتوں، بچیوں اور بیمار ومعذور افراد سے ملتے ہیں، ان کی مالی حالت کا اندازہ کرتے ہیں اورمحتاجوں وبے سہاروں کو نقد مالی امداد فراہم کرتے ہیں۔

اس طرح کے انسانی اعمال وخدمات وہ پورے سال انجام دیتے رہتے ہیں، بلاتفریق سب کی مدد کرتے ہیں، دردمند دل کے مالک ہوتے ہیں، لوگوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں اس لئے یہ قوم ترقی وعروج کی راہ پر گامزن ہے، خوشحالی ان کی قدم بوسی کرتی ہے، ان سے سارے اقوام وملل کو بالخصوص مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے اورانسانی خدمت کو لازمہ حیات بنانا چاہئے۔

☆☆☆

دہلی چلو

(بمناسبت ۳۵واں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس)

بتاریخ ۹-۱۰ر نومبر ۲۰۲۴ بمقام رام لیلا میدان، دہلی

زیر اہتمام: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مولانا نثاراحمد محمد مستقیم مدنی

(شیخ الجامعہ التوحید، بھیونڈی)

چلو کہ وقت آگیا بہاروں نے صدائیں دیں
چلو کہ ہر سوچھا گیا بزرگوں نے دعائیں دیں
چلو کہ روح وایمان کے طبیبوں نے ندائیں دیں
خلوص وبھائی چارہ کانظام ہم بتائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

ہراک زباں پہ جاری ہے کہ رام لیلا ہم چلیں
جو دشمن سلف ہیں ان کو رام کے کرنے ہم چلیں
جو دور ہم سے ہوگیا قریب لانے ہم چلیں
وطن کے باسیوں میں اپنی جوت ہم جگائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

صفوں میں اختلاف ہے دلوں میں پیچ وتاب ہے
چھپا کے بغض ونفرتیں بظاہر آب وتاب ہے
یہ مصلحت کا دور ہے نفاق پر شباب ہے
ملا کے دل کو دل سے ہم کہ نفرتیں مٹائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

جہاں میں احترام کی شعاؤں کا بسیرا ہو
خطیبوں اور نویسوں کی اداؤں کا بسیرا ہو
جہالتوں، ضلالتوں کا سایہ نہ گھنیرا ہو
عزم ہے ہرکسی کا صرف یہی صدا لگائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

ولی اللہ، ثناء اللہ اور شیخ الکل کا شہر ہے
محدثوں، فقیہوں اور مجاہدوں کا ڈگر ہے
ہے ہند کا یہ قلب اور بڑے بڑوں کا نگر ہے
کلام کے دیار میں حرم کی ساز گائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

یہ مرکزی جمعیت کا تاریخی کارنامہ ہے
یہ سلفیان ہند کا ہر اک کو دعوت نامہ ہے
یہ باشندگان ہند کے دلوں کا آب ودانہ ہے
سبھی کو احترام کا سبق ہم ہی سنائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

دعا ہے رب سے شاؔذ کی کہ امن کا بہار ہو
یہ اجتماع جماعت کی خلوص کا پکار ہو
تشدد وتفرق اور نفرتوں پہ وار ہو
دکھے دلوں کو امن کا پیام ہم سنائیں گے
قدم بڑھاؤ ساتھیو! قدم بڑھاؤ دوستو!

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	36/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	36/-
چمن اسلام سوم	40/-
چمن اسلام چہارم	40/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	232/-

اثرِ قلم: عتیق آثر

چلو کہ انتظار ہے!

چلو کہ انتظار ہے اگرچہ دکھ ہزار ہے
بہ فیضِ میر کارواں بہار ہی بہار ہے
گلوں سے خار سے ملو
عدو و یار سے ملو

ابھی جو کم اُجالا ہے سویرا ہونے والا ہے
چمن میں خوش نواؤں کا بسیرا ہونے والا ہے
اداسیاں گزر گئیں
شگفتگی میں ڈھل گئیں

جو انجمن در انجمن ہے شورِ نغمۂ کہن
اب اس پہ مستزاد ہے بطرزِ نو رخِ سخن
ادا شناسِ پیچ وخم
بتائیں گے رموزِ غم

ہزار داستاں لئے زبانِ مہرباں لئے
جو پھرتے تھے دکاں دکاں دوائے دردِ جاں لئے
یہاں وہی تو آئیں گے
علاج، دل بتائیں گے

اداسیوں کو چھوڑ کر نشاطِ دل کو موڑ کر
ہزار ہوں رکاوٹیں ہر ایک بند توڑ کر
بنو بہادر و جری
دکھاؤ طرزِ دلبری

چمن سے برگ کا ورق گلوں سے تازگی، رمق
سمندروں سے موج کشتیوں سے حفظ کا سبق
دکھا کے الفتِ بیاں
بناؤ اک نیا جہاں

ہیں آپ کے رفیق اگر یہیں کہیں عتیق آثر
انہیں بھی ساتھ لیجئے ہو گرم گفتگو سفر
سفر وسیلہ ظفر
ہے مشکلوں سے معتبر

ترانہ اہل حدیث

بمناسبت دوروزہ عظیم الشان پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

مقام۔رام لیلا میدان، دہلی، منعقدہ بروز سنیچر۔اتوار، مورخہ ۹۔۱۰/نومبر ۲۰۲۴ء

زیر اہتمام۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، نئی دہلی

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

توحید کے ہیں داعی اللہ کے سپاہی ڈرتے نہیں کسی سے اللہ جس کا حامی

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

قرآن اور سنت سب سے بڑی ہے دولت جس سے ملے، جہاں سے، کرتے ہیں اس کی عزت

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

بےخوف و بےخطر ہیں مومن ہیں بےضرر ہیں اللہ ہی کا ڈر ہے ہم اس لیے نڈر ہیں

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

سب سے ہمیں ہے الفت سب سے ہمیں محبت رکھتے نہیں عداوت کرتے نہیں ہیں نفرت

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

اللہ کے ہیں بندے، کرتے اسی کی وندے خلق خدا کو ہرگز کرتے نہیں ہیں سجدے

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

کرتے جو شرک و بدعت رب دے انہیں ہدایت بن جائیں جو موحد پکی ہے ان کی جنت

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

خلق خدا ہے ساری اللہ کی پیاری شیر و شکر ہوں سارے ہے یہ دعا قمر کی

اہل حدیث ہیں ہم اہل حدیث ہیں ہم

شاعر:۔ محمد قمر سبحانی سلفی

سابق استاد مدرسہ دارالتکمیل

قربان روڈ، چندوارہ، مظفرپور، بہار

پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے متعلق

پیغامات

جناب مولانا شمیم احمد ندوی صاحب	ناظم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈا نگر نیپال
جناب سید احمد بخاری صاحب	شاہی امام جامع مسجد، دہلی
جناب مولانا محمود اسعد مدنی صاحب	صدر جمعیۃ علماء ہند
جناب سید سعادت اللہ الحسینی صاحب	امیر جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی
جناب مولانا سید بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی صاحب	ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی
جناب مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب	مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند
جناب فیروز احمد ایڈوکیٹ صاحب	صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت
جناب مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب	امیر امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف پٹنہ
جناب ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب	جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل
جناب عمیر الیاسی صاحب	چیف امام آل انڈیا امام آرگنائزیشن، نئی دہلی
جناب پنڈت این کے شرما صاحب	(ہندو رہنما)
جناب انل جے ٹی کوٹو آرک ویشپ صاحب	مسیحی رہنما
جناب آچاریہ لیشی پنشوک	بودھ رہنما
جناب شری آچاریہ ویویک منی صاحب	بانی آچاریہ سوشیل منی مشن
جناب مہارشی بھرگو شری گرو جی گوسامی سوشیل جی مہاراج	قومی کنوینر بھارتیہ سرو دھرم سنسد
جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
جناب مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب	مہتمم دارالعلوم دیوبند
جناب ڈاکٹر سعید الاعظمی ندوی صاحب	مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب	پروفیسر ایمریٹس اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ
جناب محمد فضل الرحیم مجددی صاحب	امیر جامعۃ الہدایہ جے پور (جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)
جناب ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب	شاہی امام شاہی مسجد فتحپوری، دہلی

- جناب نوید حامد صاحب — سابق صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت
- جناب مولانا زاہد رضا رضوی صاحب — صدر علماء کونسل اتراکھنڈ
- جناب محمد صالح الحسنی صاحب — سکریٹری مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور
- جناب ڈاکٹر ظفر الاسلام خان صاحب — ناظم دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ
- جناب مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب — چیئرمین شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی
- جناب ڈاکٹر عبداللہ بن محمد السّلفی صاحب — رئیس جامعۃ الامام ابن تیمیہ
- جناب ڈاکٹر سید فاروق صاحب — تسمیہ آل انڈیا ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی
- جناب خواجہ صوفی سید اجمل نظامی صاحب — سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء، بستی حضرت نظام الدین
- جناب ہیمنت سورین صاحب — وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ
- جناب لال دوہوما صاحب — وزیر اعلیٰ میزورم
- جناب محبّ اللہ ندوی صاحب — ممبر آف پارلیمنٹ (رامپور)
- محترمہ ڈاکٹر فوزیہ خان صاحبہ — ممبر آف راجیہ سبھا
- محترمہ کوثر جہاں صاحبہ — چیئرپرسن دہلی اسٹیٹ حج کمیٹی
- جناب سلمان خورشید صاحب — سابق وزیر قانون وامور خارجہ حکومت ہند
- جناب پروفیسر مظہر آصف صاحب — وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ
- محترمہ نعیمہ خاتون صاحبہ — وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
- جناب پروفیسر شہپر رسول صاحب — وائس چیئرمین اردو اکادمی دہلی
- جناب ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب — رئیس مرکز الدراسات العربیہ والافریقیہ، جواہر لال نہرو یونیورسٹی
- جناب پروفیسر ابوبکر عباد صاحب — صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی
- جناب پروفیسر اقتدار محمد خان صاحب — صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ
- جناب ڈاکٹر صہیب حسن عبدالغفار صاحب — چیئرمین القرآن سوسائٹی لندن
- جناب ڈاکٹر علی راشد النعیمی صاحب — رئیس المجلس العالمی للمجتمعات المسلمه دولة العمارات العربیه المتحده
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبداللہ الزید صاحب — نائب الامین العام لرابطۃ العالمی الاسلامی
- جناب ڈاکٹر صالح بن سلیمان الوہیبی صاحب — الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی
- جناب ڈاکٹر عبدالمحسن بن عبدالرحمٰن صاحب الفریوائی صاحب — ریاض سعودی عرب
- جناب ڈاکٹر عمر مصلح الحسینی صاحب
- جناب انور علی آروی صاحب — مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلّہ آرہ، بہار

JAMIA SERAJUL ULOOM AL-SALAFIA
JHANDA NAGAR, NEPAL

جامعہ سراج العلوم السلفیہ
جھنڈا نگر نیپال

Ref. No.................... الرقم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Dated...13/10/2024... التاریخ

پیام تبریک وتہنیت

جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر، نیپال اس کے مسئولین وذمہ داران، اس کے اساتذہ وکارکنان، اس کے تمام شعبہ جات اور اس کے طلبہ وطالبات میں اس وقت مسرت وانبساط کی لہر دوڑ گئی جب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے یہ اعلان منظر عام پر آیا کہ اس کے باحوصلہ ذمہ داران نئی دہلی کے رام لیلا میدان میں ایک عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔

اس بار یہ کانفرنس کئی برسوں کے وقفہ کے بعد منعقد ہو رہی ہے جب کہ گذشتہ کئی برسوں کے دوران یہ معمول رہا ہے کہ تقریباً ہر دو سال پر اس طرح کی عالمی کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے، جس میں پورے ملک ہندوستان کے ہر صوبہ اور چپہ چپہ سے قرآن وسنت کے علمبردار شریک ہوتے رہے ہیں اور بیرونی ملکوں سے بھی اہم شخصیات اس طرح کی کانفرنسوں کو رونق بخشتی رہی ہیں۔ ان کانفرنسوں کے ذریعہ کتاب وسنت کے دلآویز پیغام کے علاوہ عالمی امن واخوت اور بین المذاہب خیرسگالی کے قیام اور صبر وتحمل کے پیغامات دیے جاتے رہے ہیں۔ اس طرح کی کانفرنسیں مختلف عناوین کے تحت منعقد ہوتی رہی ہیں اور ان کے اچھے اثرات محسوس کیے جاتے رہے ہیں۔

گذشتہ برسوں میں کوویڈ کی عالمی وبائی بیماری اور اس سے پیدا شدہ حوصلہ شکن حالات اور ایک زمانہ تک لاک ڈاؤن اور نقل وحرکت پر پابندیوں کی وجہ سے کانفرنس کے تسلسل کو برقرار رکھنا ممکن نہ ہو سکا لیکن اب جیسے ہی حالات معمول پر آئے جمعیت کے ذمہ داران نے ایک عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کرنے میں دیری نہ کی جس سے فرزندان توحید کے حلقوں اور دینی مدارس ومکاتب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ہمیں امید ہے کہ اس سال بھی یہ مجوزہ کانفرنس اپنی روایتی شان وشوکت اور تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگی اور جماعتی حمیت واخوت عالمی سطح پر عام ہوگا۔

اس کانفرنس کے لیے جس موضوع ومرکزی عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے وہ موجودہ وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس وقت ملک میں نفرت وعداوت اور مذہبی منافرت کی آگ جل رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کے عدل وانصاف اور اس کی رواداری پر مبنی تعلیمات کو برادران وطن تک پہنچایا جائے اور اس آگ کو بجھانے میں اپنا کردار ادا کیا جائے۔

اسی طرح عالمی حالات کا اگر جائزہ لیا جائے تو فلسطین ولبنان کے خلاف اسرائیلی جارحیت کا جو مشاہدہ کیا جا رہا ہے اور اسرائیل فلسطین وغیرہ میں معصوم بچوں وعورتوں سمیت نہتے شہریوں کے خون سے ارض فلسطین اور عرب کی سرزمین کو جس طرح رنگین کر رہا ہے اور ہسپتالوں وعبادت گاہوں سمیت پورے غزہ کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے جس سے عالم اسلام اور انصاف پسند لوگوں میں شدید غم وغصہ پایا جا رہا ہے اور جس کے نتیجہ میں علاقہ میں جنگ کے خطرات پیدا ہو رہے ہیں اور ایک اور عالمی جنگ کی طرف دنیا کو دھکیلا جا رہا ہے۔ ان حالات کا بھی یہ تقاضا ہے کہ نفرت وتشدد کی آگ کو امن وآشتی اور عالمی اخوت کے پیغام کے ذریعہ بجھانے کی کوشش کی جائے۔

ان نازک حالات میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی یہ کوشش کافی مستحسن ومحمود ہے۔ اللہ کرے کہ اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں۔

جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر، نیپال پورے ملک کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کوشش کو خوش آئند قرار دیتا ہے اور اس کانفرنس کا دل سے استقبال کرتا ہے اور اس کے ذمہ داران اللہ سے دعا گو ہیں کہ یہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہو اور اس کے انعقاد کے پیچھے جو مقاصد ہیں وہ پورے ہوں۔

ہم اس بامقصد اور نتیجہ خیز کانفرنس کے انعقاد کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تمام ذمہ داران وعہدیداران اور اس کے معاونین وکارکنان اور تمام منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتے ہیں۔

والسلام

شمیم احمد ندوی
ناظم جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر
وصدر جمعیت علماء اہل حدیث نیپال

Address : Jhanda Nagar, P.O. Krishna Nagar, Distt. Kapilvastu (Nepal) Phone/Fax : 00977-76-520128/520582
e-mail : jamianp@gmail.com, jamianp@yahoo.com, www.jserajululoom.com

ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی قدیم دینی واصلاحی، سماجی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دوروزہ کل ہند اہل حدیث کانفرنس بتاریخ 9، 10 رنومبر 2024، بعنوان ”احترام انسانیت اور مذاہب عالم“ رام لیلا میدان دہلی میں منعقد ہورہی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے سارے انسان امیر ہو یا غریب غرضیکہ ہر طبقہ وگروہ اور ہر صنف ونوع اعلاً افضل واشرف ہے اور اس کی جان ومال، عزت وآبرو اور دین وعقیدہ کی حرمت وحفاظت کو دنیا کے ہر دین ومذہب نے متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے۔ اسلام اور مسلمان اسی کے داعی ومبلغ ہیں۔ آج ملکی وعالمی سطح پر جو بے چینی، اضطراب اور کشمکش کی صورت حال پیدا ہورہی ہے اس کی بڑی وجہ ان اعلیٰ قدروں سے ناواقفیت یا ان کی دانستہ ونادانستہ پامالی ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان مقاصد ومصالح کے فروغ وتحفظ اور حصول کو ترجیحی طور پر یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ انسانیت کی تعمیر، اخوت کا فروغ اور قومی یک جہتی کے استحکام، حقوق نسواں کے تحفظ اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی نہ صرف بات کی ہے بلکہ ان سماجی برائیوں کو ختم کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کی ہے۔

توقع ہے کہ یہ کانفرنس اپنے موضوع اور زمان ومکان کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور اسلام کے پیغام امن وانسانیت، قومی یک جہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ وسماجی نابرابری وغیرہ کے خاتمے کیلئے اہم کردار ادا کرے گی۔

اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت کیلئے میں بصمیم قلب آپ کا مشکور ہوں۔ میں ان تاریخوں میں ملک سے باہر رہوں گا۔ اسلئے کانفرنس میں شرکت سے معذور ہوں۔ میں کانفرنس کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اس کانفرنس کو ملک وملت اور انسانیت کیلئے مفید بنائے اور خدا آپ کی ملی وقومی اور انسانی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

دعا گو

سید احمد بخاری

شاہی امام جامع مسجد دہلی

بخدمت گرامی

حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

10 راکتوبر 2024

بسم اللہ الرحمن الرحیم

+91 9868090544
+91 11 23317729
Jamiat Ulama-i-Hind
1-BAHADUR SHAH ZAFAR MARG, NEW DELHI - 110 002
E-mail : info@jamiat.org.in • URL : www.jamiat.org.in
جمعية علماء الهند

پیغام

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد

موجودہ عالمی بحران بالخصوص سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی مسائل کی وجہ سے انسانیت کو ایک نئے چیلنج کا سامنا ہے۔ عالمی وبا، جنگیں، ماحولیاتی تبدیلیاں، غربت اور معاشرتی عدم مساوات جیسے مسائل نے دنیا بھر کے انسانوں کو شدید مشکلات میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس بحران میں سب سے اہم سبق جو ہمیں سیکھنا چاہیے وہ احترام انسانیت ہے، یہ وہ بنیادی اصول ہے جو کسی بھی ترقی یافتہ معاشرے کی اساس ہے۔ گلوبلائزیشن کے موجودہ دور میں جب کہ مختلف قومیں، مذاہب اور ثقافتیں ایک گھر اور آنگن کا حصہ بن چکی ہیں، باہمی احترام اور رواداری کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

جنگوں اور تنازعات نے لاکھوں بے گناہ انسانوں کی جانیں لی ہیں اور ہزاروں لوگ اپنے گھروں سے محروم ہو چکے ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلیوں نے غربت وافلاس میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس بحران نے یہ سبق دیا ہے کہ ہم بحیثیت انسان ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، اور اگر ہم نے احترام انسانیت کا خیال نہ رکھا تو دنیا مزید مشکلات میں گھر جائے گی۔

جب احترام انسانیت کی بات آتی ہے تو سب سے پہلے قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے سامنے ہونی چاہیے۔ چوں کہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ، لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کے ذریعہ انسان کی تکریم اور اس کی فطری بلندی کا اعلان کیا ہے۔

اسلام نے انسانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنے اور باہمی تعلقات کو خوش گوار بنانے پر بھی زور دیا ہے۔ اس نے واضح کیا ہے کہ تمام انسانوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس لئے ان سب کو اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے۔ اس حوالے سے فرمایا گیا: "لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے۔" (سورۃ النساء)۔ اسلام نے اعلان کیا کہ دنیا کی تمام نعمتیں حق جل شانہ نے انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ مطلب واضح ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت نے خود سے وابستہ کر کے انسانیت کی عظمت وتوقیر کو ظاہر وباہر کر دیا۔

احترام انسانیت کا ایک اہم پہلو امن وسلامتی بھی ہے۔ اسلام ایک مکمل امن پسند مذہب ہے، سلامتی اور امن اس کے نام کا جزو اعظم ہے، اس لئے اسلام کے نام پر بدامنی ہرگز برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اسلام تو وہ انسانیت نواز مذہب ہے جس نے عین حالت جنگ میں بھی انسانی اقدار کی رعایت رکھنے اور بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور راہبوں کے قتل ناحق سے تاکیداً منع کیا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: "ایک غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا"۔
(مسلم شریف ج ۲، ص ۸۴)

اس بارے میں اسلامی تعلیمات فطری طور پر انسانیت کی بقاء وتحفظ کی ضامن ہیں۔ درحقیقت رحمت ومودت،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

+91 9868800044
+91 11 23317729

Jamiat Ulama-i-Hind
1-BAHADUR SHAH ZAFAR MARG, NEW DELHI-110 002
E-mail : info@jamiat.org.in • URL : www.jamiat.org.in

جمعیۃ علماء الہند

شفقت و ملاطفت، دل جوئی، خیر پسندی، عفو و درگزر اسلام کی بنیادی اور نمایاں صفات ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انسانوں ہی کے ساتھ شفقت و رحمت کی تعلیم نہیں دی بلکہ حشرات الارض کے ساتھ بھی رحمت و شفقت اور نرمی و ہمدردی کی تعلیم دی۔ احادیث اور سیرتی مصادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیر العالمین، خیر البشر، انفع الناس اور خیر البریہ جیسے بے شمار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جہتوں اور محاسن و مکارم کے تمام گوشوں کو اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے، اسوہ کا مفہوم نمونہ ہے، ایک ایسا نمونہ اور ایسا ماڈل جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ ایک ایسے ماڈل ہیں جس میں بنی نوع انسان کی سکینت، طمانیت و تسلی اور قرار ہے، ان کی اقتدا سے ذاتی اضطراب پر قدغن لگ سکتی ہے، یہ اسوۂ حسنہ ہر دور میں معاشرتی مسائل کا جواب اور عہد جدید کے ہر مسئلے کا حل ہے۔

آخیر میں ایک اہم گزارش

آج ہمارے سامنے بہت سارے مسائل ہیں، مصائب کی نوعیت میں بے شک فرق ہے، لیکن مصیبت سے کوئی قوم محفوظ نہیں، تاہم مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں کہ اسلام کے نظریہ کمال نے جس طرح عیش و راحت کے وقت خاص قسم کے اخلاق کریمانہ کی دعوت دی ہے اور قوت و طاقت کی موجودگی میں " لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء " کا مظاہرہ کرایا ہے، اسی طرح مصیبت و آلام کے تاریک اوقات میں بھی فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اور ان اللہ مع الصابرین کے جیسے عظیم الشان کردار و اخلاق کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ صبر و تحمل، استقلال عالی حوصلگی اور توجہ الی اللہ یہ ایسی طاقتیں ہیں جن کے سامنے بالآخر ہر ایک طاقت پر ڈال دیتی ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں انھیں طاقتوں سے امداد حاصل کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (سورہ بقرہ) اے ایمان والو مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے۔ اس لیے ایک مومن کی حیثیت سے ہمیں ناامیدی کے بجائے جہد مسلسل کرنی چاہیے اور ہماری کوششیں امت مسلمہ میں اتحاد و ہم آہنگی قائم کرنے پر صرف ہونی چاہئیں۔

ایک بار پھر یہ خاکسار امیر محترم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کو مبارک باد پیش کرتا ہے جن کی شبانہ روز جد و جہد سے یہ اجلاس شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے اور اسلام کے ابدی اور حقیقی پیغام کو اس اجلاس کا موضوع بنا کر انھوں نے اسے ایک بابرکت مجلس بنا دیا ہے۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء

والسلام

[signature]

محمود اسعد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

۱۳ اکتوبر ۲۰۲۴ء

جماعت اسلامی ہند

Jamaat-e-Islami Hind

जमाअत इस्लामी हिन्द

D-321, DAWAT NAGAR, ABUL FAZL ENCLAVE, JAMIA NAGAR, NEW DELHI - 110 025

e-mail : office@jih.org.in www.jih.org.in

Ref. No. Date 17-10-2024

محترم و مکرم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے ۳۶ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اس کانفرنس کا مرکزی موضوع ”احترام انسانیت اور مذاہب عالم“ رکھا گیا ہے۔

ہمارا دور انسانی عزّ و شرف کے ہمہ گیر زوال اور اعلیٰ انسانی قدروں کے بحران کا دور ہے۔ شدت پسندی، عدم برداشت، نفرت و تفریق اور نسلی، مذہبی و تہذیبی تعصبات عالمی سطح پر سیاست کی نمایاں خصوصیات بنتی جا رہی ہیں۔ اس طرح جنگ، طرز سیاست کے تحت جارحیت، کریہہ وحشت و سفاکی اور بدترین مظالم کو معمول بنا دیا ہے۔ معاشی احوال سرمایہ داریت کی جس انتہائی کیفیت کو اختیار کر رہے ہیں اس نے انسان کو محض صارف بنا دیا ہے اور دولت و طاقت کو انسانی عزت کا معیار بنا دیا ہے اور کروڑوں لوگوں کو غربت و محرومی کی بدترین سطح پر پہنچا کر انسانیت کی تذلیل کا سامان کیا ہے۔ ٹکنالوجی نے انسانی تعلقات کو کمزور کر دیا ہے اور بے لگام میڈیا و سوشل میڈیا نے افراد کی عزتوں سے کھلواڑ کو نہایت آسان بنا دیا ہے۔ خاندانی اور جنسی قدروں کے زوال نے عورت کو کھلونا اور مرد کو ہوس کا پجاری بنا دیا ہے اور خود غرضی و مادہ پرستی نے انسان کو حیوانیت کی سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔

یہ ہمہ گیر بحران سب کی توجہ چاہتا ہے لیکن سب سے زیادہ مذہبی رہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اپنی سنجیدہ اور متحدہ کاوشوں کا موضوع بنائیں۔ لیکن بدقسمتی سے ملک کی سیاست میں مذہب کا سب سے زیادہ غلط استعمال ہو رہا ہے۔ اور بجائے مذہب کو ایک تعمیری اور اصلاحی قوت کے محض سیاسی مقاصد کی خاطر تفریق و تقسیم کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

ان حالات میں قرآن و سنت کی تعلیمات کی علم بردار ایک معتبر دینی تحریک کی جانب سے یہ عمل بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ اس سے اہل مذاہب اپنی اصل ذمہ داری اور تعمیری کردار کی طرف متوجہ ہوں گے۔ مختلف مذاہب کے درمیان سنجیدہ اور بامعنی مذاکرات میں بھی اس عمل سے مدد ملے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلاموفوبیا اور اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کے سیلاب کے درمیان اسلام کے پیغام کو عام کرنے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سامنے لانے میں بھی اس اقدام سے مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

میں اللہ تعالیٰ سے اس عظیم الشان کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں اور اپنی اور جماعت کی جانب سے ہر ممکن تعاون کی پیش کش کرتا ہوں۔

سید سعادت اللہ حسینی

امیر جماعت اسلامی ہند

Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi
Nadwatul Ulama, P.O. Box No. 93,
Lucknow - 226007 - U.P. (INDIA)
Mobile: +91 9415328230
E-mail: bilalabdulhaihasani@gmail.com

بلال عبد الحي الحسني الندوي
ندوة العلماء، ص ب ٩٣، لكناؤ (الهند)
الجوال: ٩١٩٤١٥٣٢٨٢٣٠+

Date: التاريخ:

باسمہ سبحانہ

پیغام

برائے دو روزہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

بعنوان: احترام انسانیت اور مذاہب عالم

از (مولانا) سید بلال عبدالحی حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (یوپی) انڈیا

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علی آلہ و صحبہ و من تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم إلی یوم الدین، أما بعد:

"احترام انسانیت اور مذاہب عالم" کے موضوع پر یہ اجتماع انسانی سطح پر ایک اچھی پہل ہے، مجھے اس میں شرکت کرنا تھا، لیکن انھیں تاریخوں میں پہلے سے اپنے طے شدہ پروگراموں کی وجہ سے میں حاضر نہیں ہو سکا۔

میں آپ حضرات کے اس اجتماع کو خوش آمدید کہتا ہوں، اور خاص طور پر اس لیے بھی کہ ملک میں جو اجتماعات ہوتے رہتے ہیں وہ کسی سیاسی جماعت یا کسی مذہبی ادارے یا کسی خاص ثقافتی دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن آپ یہ اجتماع ملک کے مشترک مقصد اور ملک کے باشندوں کی مشترک مصلحت اور ملک و قوم کی ترقی اور کردار کی بلندی اور انسانیت نوازی جیسے اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ملک و قوم کے مشترک مفاد کے لیے تعمیری ذہن سے تبادلۂ خیال کرنے کے لیے یہ نمائندہ اجتماع کر رہے ہیں۔ اس کے لیے میں آپ حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

حضرات! اس زمین پر بسنے والے سارے انسان اللہ رب العزت کی پیدا کی گئی مخلوق ہیں، ان کے خالق و مالک نے سب کو زندہ رہنے اور امن و سلامتی کے ساتھ رہنے کا حق دیا ہے، اور ان کی امن و سلامتی کے لیے سب پر یہ ذمہ داری آتی ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھا جائے، کوئی کسی کے ساتھ زیادتی و ظلم نہ کرے، اور بلا وجہ تکلیف و اذیت نہ پہنچائے، ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانے، انسانوں کی یہ دنیا اسی وقت سلامتی اور امن کے ساتھ قائم رہے گی جب انسان اپنی انسانیت کو پہچانے کہ انسان انسان کا بھائی ہے، ایک آدم کی سب اولاد ہیں، کوئی چھوٹا بڑا نہیں، بڑا صرف وہی قرار پائے گا جو رب کو مانے اور اس کے حکموں پر چلے، اور اچھے اخلاق اختیار کرے۔ اس نے ہی سب کو پیدا کیا اور دنیا کی یہ سب نعمتیں دیں، جن سے ہم سب فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور ہماری ضرورت کا سامان مہیا کیا ہے۔

اس وقت دنیا میں مال کی ہوس اور اپنی بڑائی و صرف ذاتی فائدہ کو بڑھانے کا جذبہ عام ہو گیا ہے، اس میں ایک دوسرے کے حق کو نظر انداز کر کے فائدہ صرف اپنا دیکھا جاتا ہے، دلوں میں دوری اور خود غرضی عام ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ سب ایک ساتھ رہتے ہیں، وطن ایک، بلکہ شہر اور محلہ ایک، بازار اور کاروبار ایک، لیکن دل الگ الگ ہوتے جا رہے ہیں، صرف

الرئيس العام لندوة العلماء، لكناؤ (الهند)، والأمين العام لمرجعة رسالة الإنسانية لعموم الهند
ورئيس مدرسة ضياء العلوم بتكيه كلان، ميدانفور، رائي بريلي، ومدير دار عرفات بتكيه كلان، رائي بريلي (الهند)
Nazim (Rector) Nadwatul Ulama, Lucknow U.P. (INDIA), General Secretary All India Payam-e-Insaniyat Forum,
Rector Madrasa Ziyaul Uloom, Maidanpur, Takia Kalan, Raibareli (INDIA), Director Dare Arafat, Takia Kalan, Raibareli (INDIA)

Bilal Abdul Hai Hasani Nadwi
Nadwatul Ulama, P.O. Box No. 93,
Lucknow - 226007 - U.P. (INDIA)

بلال عبد الحي الحسني الندوي
ندوة العلماء، ص ب ۹۳، لكناؤ (الهند)

Date: التاريخ

اپنے اپنے ذاتی فائدے کی فکری فکر بن گئی ہے، اس کے لیے ظلم اور حق تلفی اور ہر طرح کی زیادتی کرنے میں کسی کو رکاوٹ نہیں معلوم ہوتی ہے۔

یہ سب باتیں بری ہیں، ہر مذہب میں ان کو برا کہا گیا ہے، اس حالت کو درست کرنے کا کام ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے تاکہ ہم انسانوں کی اچھی باتیں اختیار کریں، بری باتوں سے جن کو ہمارے خالق و مالک کی طرف سے برا کہا گیا ہے ان سے بچیں، اور کوشش کریں کہ انسان انسانیت کی اچھی باتوں کو اختیار کرے، ایک دوسرے کو اپنی طرح ہی کا انسان سمجھے، اور ہمدردی اور آپسی تعاون کی زندگی اختیار کرے، ہم کوشش کریں کہ سماج سے برائیاں دور ہوں، اور سب ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور بھائی چارہ کے ساتھ زندگی گزاریں۔ یہ وہ پیغام ہے جس کی اس ملک کو اور اس کے سماج کو بڑی ضرورت ہے۔

اس آزاد سیکولر اور جمہوری ملک میں مسلم اقلیت اور غیر مسلم اکثریت کے درمیان تعلقات میں وقتاً فوقتاً کسی مسئلہ میں تلخی پیدا ہو کر جان و مال کی بربادی تک پہونچ جاتی ہے، وہ عموماً موقع پرست رہنماؤں کی طالع آزمائی کا نتیجہ ہوتی ہے، وہ اس سے اپنے سیاسی مفادات کے حصول میں مدد لیتے ہیں، اور اکثریت کے قائدین میں سے کچھ لوگ اس کو مذہبی رنگ دیکر فرقہ وارانہ برتری کا مقصد حاصل کرنے کا اسے بہترین ذریعہ بنا لیتے ہیں، ورنہ دونوں فرقوں کے درمیان مذہبی فرق کے باوجود یہاں سابقہ زمانوں میں وطنی بنیاد پر برابر ہم آہنگی کا معاملہ رہا ہے، مذہب کے معاملہ میں رکاوٹ یا مداخلت نہیں تھی، بگاڑ کی فضا کبھی ہو بنی ہے تو اس کے پیچھے باہری طاقت کا ہاتھ رہا، ورنہ اس ملک کو مسلمانوں نے باوجود اکثریت میں نہ ہونے کے اپنا پسندیدہ وطن سمجھا، بلکہ اس ملک میں ان کا بڑا تعمیری رول رہا ہے۔

دنیا کے سبھی مذاہب نے اچھی باتوں کی تعلیم دی ہے۔ احترام انسانیت کی تلقین کی ہے اور بھائی چارے کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ ہمیں اس پر توجہ کرنے کی خاص طور پر موجودہ حالات میں بہت ضرورت ہے۔

ہم جلسے کے منتظمین کی اس سلسلے میں فکرمندی کو سراہتے ہیں، مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کوشش سے احترام انسانیت کا یہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کامیاب اور مفید بنائے آمین۔

دعاگو

(دستخط)

سید بلال عبدالحی حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ (یوپی)

۲۹/۰۳/۱۴۴۶ھ
۳/۱۰/۲۰۲۴ء

الرئيس العام لندوة العلماء، لكناؤ (الهند)، والأمين العام لحركة رسالة الإنسانية لعموم الهند
ورئيس مدرسة ضياء العلوم بتكيه كلان، ميدانبور، رائي بريلي، ومدير دار عرفات بتكيه كلان، رائي بريلي (الهند)
Nazim (Rector) Nadwatul Ulama, Lucknow U.P. (INDIA), General Secretary All India Payam-e-Insaniyat Forum,
Rector Madrasa Ziyaul Uloom, Maidanpur, Takia Kalan, Raebareli (INDIA), Director Dare Arafat, Takia Kalan, Raebareli (INDIA)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجامعة الإسلامية دار العلوم وقف ديوبند الهند

DARUL - ULOOM WAQF DEOBAND -247554 (U.P.) INDIA

التاریخ ________ الرقم ________

بخدمت گرامی قدر محترم المقام جناب حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب زید مجدکم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے!

مورخہ ۹۔۱۰ر نومبر ۲۰۲۴ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی جانب سے بتقاضائے وقت منتخب شدہ عنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے حوالے سے دعوت نامہ موصول ہوکر موجب شرف ہوا، یادآوری پر بصمیم قلب شکر گزار ہوں، اس میں کوئی شک نہیں فکر معاصر کے پس منظر میں کانفرنس کا موضوع اپنی اہمیت وضرورت کے لحاظ سے شرکت کا متقاضی ہے لیکن سوئے اتفاق کہ مذکورہ تاریخیں دیر سے طے شدہ ایک پروگرام میں وعدۂ شرکت کے سبب مصروف ہیں البتہ موضوع کی حساسیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حسب الحکم ادارہ کی جانب سے نمائندگی کے لیے محترم جناب مولانا مفتی محمد رفاقت صاحب استاذ دارالعلوم وقف دیوبند جو کہ بحمد اللہ اپنی وسعت فکر ونظر کے سبب ماشاء اللہ قابل اعتماد علمی وفکری صلاحیت واستعداد کی حامل شخصیت ہیں منتخب کیا گیا ہے۔

قانون تکوین کے اعتبار سے یوں تو ہر ایک عہد وعصر کے اپنے کچھ ایسے اختصاصات ہوتے ہیں جو کہ مابین العصرین ظاہری ومعنوی فرق کو بایں طور نمایاں کرتے ہیں کہ ماضی وحال کے ربط باہم کو عام فکری سطح پر بھی باآسانی محسوس کیا جاسکتا ہے، لیکن بیسویں صدی کے انتہائے وقت سے آغاز شدہ عہد سائنس وٹیکنالوجی اور ابلاغ عامہ کی طلسماتی برق رفتار ارتقائی انقلابات کے تسلسل اور بغیر کسی انقطاع کے مستمر انداز میں نمود وظہور نے تو جیسے عصر حاضر کو اپنے ماضی اور اس سے وابستہ انسانی واخلاقی اقدار کو ہر ایک سطح پر نئے معانی ومفاہیم سے متعارف کراکے رکھ چھوڑا ہو، موجودہ دور میں انسانوں کے ہمہ جہت ذوق ومزاج اور فکر ونظر میں اس انقلابی تغیرات نے بایں طور جگہ پائی ہے کہ حال کا اپنے ماضی سے مضبوط تکوینی تسلسل کا گراف فکر معاصر میں اپنی قرار واقعی اہمیت کے حوالے سے رو بہ تنزل ہوا ہے اور موجودہ عہد کی زندگی نے ہر ایک زاویہ افکار ونظریات کی سطح پر اس انقلابی مسابقت کے بہت گہرے اثرات کو قبول کیا ہے نوبت بایں جا رسید کہ نسل نو اپنی پیش رو نسل سے اپنے افکار وخیالات، حظ ولذات، شوق ورغبات، اقدار وروایات، ذوق شرب وطعام، حسن وقبح اور رد وقبول کے معیارات، افعال واعمال کو جانچنے اور پرکھنے کے مدرکات، سرور وانبساط اور پژمردگی وملال کے انداز واطوار میں بالکل ہی منفرد ومختلف ہے غرض زندگی کی ہر ایک سمت وجہت کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہر دو نسلوں کے مابین ایک طویل وعمیق ایسی خلیج حائل ہوگئی ہے جس نے فکر ونظر کے مابین اجنبیت کی دیوار کھڑی کردی ہو، مشرقی روایات کہن کے امین اکبر الہ آبادی مرحوم نے دونسلوں کے مابین فطری فاصلے کا اظہار اپنے مخصوص طربیہ ومزاحیہ انداز میں کچھ یوں کیا تھا:

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

ان کا یہ شعر اس دور سے کہیں زیادہ عہد رواں کے ذوق ومزاج کا عکاس ہے۔

بہر حال بایں ہمہ نصوص واحادیث سے مستنبط ومستخرج نتائج سے حاصل شدہ خالص حقیقت کی اساس پر تجزیہ کیا جائے تو تسلسل زماں میں یہ ایک فریب عصر ہے جس کے نمود وظہور میں مشیت حق کے تحت خیر کے موجزن آثار ان شاء اللہ اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے، البتہ اس دور کی مدت بقا تو ذات حق جل مجدہ

Office : +91-8439412767, E-mail: rector@dud.edu.in / info@dud.edu.in , website : www.dud.edu.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجامعۃ الاسلامیۃ دار العلوم وقف دیوبند الہند

DARUL - ULOOM WAQF DEOBAND -247554 (U.P.) INDIA

الرقم ____________ التاریخ ____________

کے علم ازلی میں ہی محفوظ ہے، لیکن روایات کی پاکیزہ روشنیوں میں پرورش پا رہی نسل نو کی دینی تربیت و تہذیبی تعمیر جہاں ایک طرف امت کے سواد اعظم کی حیثیت سے علمائے کرام کی ذمہ داری کا اہم ترین حصہ ہے وہیں دوسری طرف اس فرض کی حسن ادائیگی کے لیے فکر معاصر کا تحقیقی اطلاقی مطالعہ اور اس عہد کی نفسیات سے گہرائی کے ساتھ تجدید واقفیت کا منشا اس ذمہ داری کے تقاضوں میں تاکید یا اضافات کا طالب ہے، اس کے بعد ہی ہم احترام انسانیت کی روشن اسلامی تراث و روایات پر اگلی نسل کو مطمئن اور متحمل کرنے میں کامیاب ہو سکیں کیونکہ آج کمپیوٹر اور A.I. کی آغوش میں پرورش پا رہی نئی نسل دو دو، دو چار جیسے بدیہی و منطقی دلائل سے ہی مطمئن کیا جا سکتا ہے، بہر حال مجموعہ ان تمام فکری تعمیرات میں احترام انسانیت کے حوالے سے دین اسلام کے پاکیزہ و تابندہ و درخشانی اصول ہیں جن کو فکر معاصر کی ذہنی سطح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عقلی مسلمات کی اساس پر نسل نو کو نہ صرف متعارف کرانا بلکہ ان کو فکری اعتبار سے اعتراف حقیقی کی حد تک لے کر آنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ دور حاضر میں خدمت اسلام کی انتہائی اہم ترین جہت ہے۔ ذات حق جل مجدہ نے بلا تفریق ادیان و مذاہب بنی نوع انسانی کو فطری، خلقی اور ذاتی و قدرتی طور پر حق تر تعظیمات و استعداد اور صلاحیت و اہلیت کے ذریعہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار کی اساس پر کائنات میں موجود مخلوقات پر تفوق سے نواز کر افضلیت کا منصب عظمیٰ عطا فرمایا ہے، لیکن احترام انسانیت کے اس رفیع المرتبت جہد کی بقا و استمرار کو ضابطہ اخلاق کے تحت ایک مکمل نظام کی حیثیت سے عقلی و نقلی مسلمات سے مزین منظم و مرتب تجزیہ اور دوامی بنیادوں پر صرف دین اسلام ہی فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ دعویٰ بلا خوف تردید ہے کہ ماقبل التاریخ سے لیکر مابعد التاریخ میں قیامت تک دنیا میں بود و باش حیثیت سے پائے جانے والے تمام مذاہب احترام انسانیت کی حقیقی و منظم تعلیمات سے خالی ہیں اگرچہ ضابطہ اخلاق و انسانیت کے حوالے جستہ جستہ یا متعدد جو تعلیمی و تربیتی نقوش مختلف مذاہب کی مذہبی تراث میں ملتے بھی ہیں تو وہ بھی انبیائے سابقین کی تعلیم و تربیت اور ہدایات کے نقوش رفتہ کے ہی آثار ہیں جن کو فکر انسانی کی تحریفی آمیزش نے دوامی عمومیت و تنقیح تجزی سے محروم کر دیا ہے، لیکن دین اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے صداقت مطلقہ کی اساس پر احترام انسانیت کے بقا و استمرار کو ایمان و تشخص سے مربوط اس کی خشت اساس کو مساوی عمل وجود و معنوی پر ایک خاص توازن کے ساتھ برقرار رکھتے ہوئے دنیا سے لیکر آخرت تک دائمی صلاح و فلاح کے ثمرات سے جوڑ دیا ہے، قرآن کریم کے مضامین میں بذیل مقاصد انسانی احترام انسانیت کی قرار واقعی اہمیت اور اس کی وقعت و منزلت کو جگہ جگہ نمایاں کیا گیا ہے، طوالت عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے بر سبیل مثال اس ایک آیت کا حوالہ بھی کافی ہے۔

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝﴾ (سورۃ التین)

مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کے تعلق سے مصروف عمل جملہ شرکائے کار تحریک و تہنیت کے مستحق ہیں، بارگاہ رب ذو الکرم میں دعا گو ہوں حق تعالیٰ ان کوشش و کاوش کو کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

محمد سفیان قاسمی
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند
مورخہ: ۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ
مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۲۳ء

Office : +91-8439412767, E-mail: rector@dud.edu.in / info@dud.edu.in , website : www.dud.edu.in

ALL INDIA MUSLIM MAJLIS-E MUSHAWARAT

(UMBRELLA BODY OF INDIAN MUSLIM ORGANISATIONS AND EMINENT PERSONALITIES)

ऑल इंडिया मुस्लिम मजलिसे मुशावरत آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت

Date: 11th October, 2024

Message

Dear Respected Maulana Asghar Ali Imam Mehdi Salafi Saheb,

Ameer, Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, Delhi

Assalamu Alaikum wa Rahmatullah wa Barkatahu

On behalf of the All India Muslim Majlis-e-Mushawarat, the only confederation of Muslim organizations and personalities of eminence in India, we extend our heartfelt congratulations and warmest regards to the leadership, scholars, and members of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind on your 35th All India Ahle Hadees Conference. The chosen theme, "Respect of Humanity and World's Religions," resonates deeply with the core values of Islam and reflects an urgent need of our times.

In an increasingly interconnected world, where misunderstandings and divisions often dominate discourse, this theme serves as a powerful reminder of the teachings of compassion, mutual respect, and unity. Islam, as the final message, encourages Muslims to honor the dignity of every human being and to respect all religions as pathways to coexistence and harmony. Your conference is a noble step toward cultivating this universal message, especially within the diverse social fabric of India.

May this convention inspire all in attendance to uphold these principles of humanity and interfaith respect, promoting peace and goodwill both within and beyond our communities. We are confident that your efforts will strengthen mutual understanding, reinforce solidarity, and foster unity among people of all backgrounds.

We pray for the success of this conference and for your continued contributions toward the betterment of our society. May Allah (SWT) bless your endeavors and grant success to all initiatives taken in the spirit of peace and respect for humanity. Was-Salam

With warm regards and prayers,

Feroze Ahmad
Advocate
President, All India Muslim Majlis-e-Mushawarat

D-250, Abul Fazal Enclave, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110025
E-mail:aimmm.delhi@gmail.com, Web: www.mushawarat.org, Mob. No.[illegible]

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار

Reg. No. 763/19

IMARAT SHARIAH, BIHAR ODISHA & JHARKHAND
Phulwari Sharif, Patna 801505, BIHAR (INDIA)
Website : www.imaratshariah.com

حوالہ ________

مورخہ ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
۱۶/اکتوبر ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے شائع جرائد و رسائل کے خصوصی شمارہ کی اشاعت نمایاں خدمت

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے علم و فکر کی ترویج، ملت کی ترقی اور اصلاح معاشرہ کے لیے اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہونے والے جرائد و رسائل کے خصوصی نمبرات شائع کیے جا رہے ہیں۔ یہ قدم بلاشبہ اس دور میں دین کی خدمت اور مسلمانوں کی علمی و فکری رہنمائی کے لیے ایک نمایاں خدمت اور لائق تحسین عمل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور و فکر کرنے، علم کی جستجو کرنے اور اس علم کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی بار بار تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" (العلق: ۱) یعنی "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔" اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (بخاری) یعنی "تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔"

علم کو سیکھنا، سکھانا اور اس کے فروغ کے لیے ذرائع کا استعمال ہمارے دین کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔ یہ جرائد و رسائل اس فریضے کو پورا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ آج کے دور میں، جہاں فکری انتشار، مذہبی تعصب اور دنیاوی بگاڑ نے نوع آدم کو بھٹکا دیا ہے، ان جرائد و رسائل کا کردار اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ ان کے ذریعے نہ صرف اسلامی تعلیمات کو صحیح طریقے سے پیش کیا جاتا ہے بلکہ مسلمانوں کی فکری تربیت بھی کی جا سکتی ہے۔

ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم سب دین اسلام کی اصل روح کو سمجھتے ہوئے اس کا صحیح پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ اسی مقصد کے تحت یہ جرائد و رسائل ایک مضبوط پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں جہاں دین کے اصول و ضوابط، اسلامی فکر اور جدید مسائل کے حل پیش کیے جا سکتے ہیں۔

Ph.: 0612-2555668, 2555351, 2555014, E-mail : nazimimaratshariah@gmail.com, imaratshariahphulwarisharif@gmail.com

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار

Reg. No. 763/19

IMARAT SHARIAH, BIHAR ODISHA & JHARKHAND
Phulwari Sharif, Patna 801505, BIHAR (INDIA)
Website : www.imaratshariah.com

حوالہ ________ مورخہ ________

میں اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، تمام منتظمین اور کارکنان و خدمت گزار کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اس اہم علمی و تحقیقی کاوش کو عملی جامہ پہنایا۔ ان کی محنت و لگن کے باعث یہ جرائد و رسائل علم کے فروغ اور امت مسلمہ کی اصلاح کا ذریعہ بنیں گے، ان شاء اللہ

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس خصوصی شمارے کو مقبول بنائے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں میں علم کی روشنی اور فکری بیداری پیدا فرمائے۔ میری نیک تمنائیں ان تمام لوگوں کے ساتھ ہیں جو اس کار خیر میں مصروف ہیں، اور امید کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیابی کی نئی منزلیں طے کرے گا، ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب سے دین کی خدمت لیتا رہے، اعمال کو قبول کرے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے، آمین۔

والسلام

١٦/١٠/٢٠٢٤

احمد ولی فیصل رحمانی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

Ameer-e-Shariat
IMARAT SHARIAH
BIHAR, ODISHA & JHARKHAND
Phulwari Sharif, Patna-801505 (India)

IMARAT SHARIAH
Phulwari Sharif
Patna
(INDIA)
Estd.-1921
Bihar, Odisha & Jharkhand

Ph.: 0612-2555668, 2555351, 2555014, E-mail : nazimimaratshariah@gmail.com, imaratshariahphulwarisharif@gmail.com

All India Milli Council
आल इन्डिया मिल्ली काउंसिल
آل انڈیا ملی کونسل

Date : 19-10-2024

گرامی قدر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی 36ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اس کانفرنس کا مرکزی موضوع ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' طے کیا گیا ہے۔ یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ آج کی بلکتی سسکتی انسانیت کے غموں کا مداوا اور امن عالم کا نقطہ اتحاد ثابت ہو سکتا ہے۔

انسان کے لیے اس سے زیادہ شرمندگی کی بات کچھ نہیں ہو سکتی کہ وہ انسانیت کھو بیٹھے۔ ایک خدا کی بنائی ہوئی خوب صورت دنیا کو فتنہ گاہ بنا دے۔ آپس میں اُنس کے ساتھ رہنے کے بجائے وحشت کا سوداگر بن جائے۔ افسوس! آج یہی ہو رہا ہے اور اس کے نتائج ہر ملک، ہر مذہب اور ہر رنگ و نسل کا انسان بھگت رہا ہے۔

ایسے ماحول میں اگر مختلف مذاہب کے سنجیدہ رہنماؤں کو جمع کر کے انھیں احترام انسانیت کے نقطے پر جمع کرنے کی کوشش کی جائے تو امید ہے کہ دنیا میں برپا جنگ و جدال میں کچھ کمی آئے گی۔ اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے کئی سال پہلے اپنے ادارے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کے زیر اہتمام قرآن کریم کی آیت مبارکہ ''ولقد کرمنا بنی آدم'' کو بنیاد بنا کر ''کرامت انسانی'' (Dignity of Humanity) کے نام سے ایک علمی پروجیکٹ شروع کیا تھا۔ اسی طرح آل انڈیا ملی کونسل نے بھی اس موضوع پر متعدد چھوٹے بڑے اجلاس منعقد کیے تھے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اسی موضوع پر آپ حضرات قومی سطح کی کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی دور اندیشی اور راست فکری کا نتیجہ ہے۔ ان شاء اللہ آپ کی اس کانفرنس کا پیغام دور دور تک پہنچے گا اور احترام انسانیت کے عظیم درس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت عطا فرمائے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اس کانفرنس کو احترام انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

والسلام

(ڈاکٹر محمد منظور عالم)
جنرل سکریٹری

161/32, Jogabai, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi - 110025 (INDIA)
Email : aimchq@gmail.com | allindiamillicouncil@yahoo.co.in
Web: www.aimcnd.org | Ph.: 011-2698 5727 | Telefax: 2698 5726

ALL INDIA IMAM ORGANIZATION

(A Representative Body of Half A Million Imams of India)

Date. 28th Oct 2024

گرامی قدر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے قدیم ملی و اصلاحی، تبلیغی و ترقی اور دعوتی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان 38ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ 9-10 نومبر 2024ء مطابق 7-8 جمادی الاولی 1446ھ بروز سنیچر و اتوار بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" نہایت ذوق و شوق اور انتظام کے ساتھ دہلی کے رام لیلا میدان میں منعقد ہو رہی ہے، جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علمائے کرام، دانشوران ملک و ملت اور اہم مذہبی و سماجی شخصیات شریک ہوں گی۔ نیز یہ کہ اس کانفرنس کے موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے رسائل کے مخصوص نمبرات کا اجراء بھی عمل میں آئے گا۔ اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے لیے ہم تہہ دل سے آپ کے مشکور ہیں اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے متمنی اور دعا گو۔

آج ملکی و عالمی پیمانے پر جو بے چینی، اضطراب، بے اعتمادی، حسد و کینہ، قتل و خونریزی، تصادم اور کشمکش کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے، اس کی بڑی وجہ ایک دوسرے کے معتقدات، ثقافت اور مذہبی تعلیمات سے ناواقفیت یا ان کی دانستہ پامالی ہے۔ مقام شکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان مقاصد و مصالح کے فروغ، تحفظ اور حصول کو ترجیحی طور پر یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ اپنی تمام تر سرگرمیوں اور خدمات اور بڑی آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، قومی سیمینار اور سمپوزیم کا مرکز و محور انہیں بنیادوں اور اصولوں کو بنایا ہے اور امن و شانتی کے قیام، انسانیت کی تعمیر، اخوت کو فروغ، رواداری اور قومی یکجہتی کے استحکام، حقوق نسواں و اطفال کے تحفظ، جرائم و منکرات کی روک تھام، دہشت گردی کی بیخ کنی اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی نہ صرف بات کی ہے، بلکہ ان کی عملی شکل کے لیے بھی کوشش کی ہے۔ اور یہ 38ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بھی اسی مبارک سلسلے کی اہم کڑی ہے۔

توقع ہے کہ یہ کانفرنس بھی دیگر کانفرنسوں کی طرح اپنے موضوع و مشمولات اور زمان و مکان کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور مذاہب عالم خصوصاً اسلام کے پیغام امن و انسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف و ہراس، تشدد، دہشت گردی، شراب نوشی و دیگر منشیات، جہیز، جوا، رشوت، جہالت، خود کشی، استحصال، جنسی و سماجی بے راہ روی وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر اعتبار سے ملک و ملت اور انسانیت کے لیے مفید بنائے۔ اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوں اور آپ کی تمام ملی، علمی اور انسانی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخلص

عمیر الیاسی

چیف امام، آل انڈیا امام آرگنائزیشن، نئی دہلی

Central Office : Imam House, Masjid Kasturba Gandhi Marg, New Delhi-110 001 (India)
Phone : +91-11-2338 5777 Telefax : +91-11-2338 5963 Mobile : 9811641766
E-mail : moulanailyasi@gmail.com, allindiaimamorganization@gmail.com
Website : www.allindiaimamorganization.org twitter@imam_ilyasi

Pandit N.K. Sharma

Founder of Association for spiritual awareness (UASA)

संदेश

आदरणीय मौलाना असगर अली इमाम महदी सलफी जी
अध्यक्ष, मर्कजी जमीअत अहले हदीस हिन्द

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

पंडित एन. के. शर्मा

Founder of Association for spiritual awareness [illegible]

Most Rev. Anil J.T. Couto
Archbishop of Delhi

Archbishop's House
1, Ashok Place
New Delhi - 110001, India
Tel: +91-11-23343457; 23362058
e-mail: archbishopdelhi@gmail.com

MESSAGE

I am extremely glad to know that *Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind* is organizing the 35th *All India Ahle Hadees Conference* on November 9-10, 2024 at Ram Lila Ground on the topic **'World Religions and Respect for Humanity'**. I understand that this mammoth conference is expected to be graced by many renowned religious scholars, noted speakers, social scientists, eminent academicians and distinguished guests from India and abroad who will shed light on the topic through their illuminating speeches, discourses, lectures and poetries.

There is no doubt that respect for humanity is the core of all religions because all religions are founded on faith in God; and God cannot but be love and compassion, mercy and kindness, justice, truth and righteousness. We experience God not only outside of us but also inside of us as our innermost Self – the indwelling Eternal Presence. Therefore, every human being, irrespective of caste and creed, is a reflection of the divine and shares equally in the divine life and in the one humanity. Nobody is superior or inferior to the other; to consider anyone as lower in humanity to oneself is an insult to God and contradiction of religion.

In Christianity we believe that God made everyone in his own image and likeness (cf. Genesis 1: 26). This image and likeness, which was marred by the sin of disobedience of our first parents Adam and Eve, has been restored by the obedience of Jesus Christ the Incarnate Word of God who is the "image of the invisible God, the first born of all creation" (Colossians 1:15). His sublime teachings centre on becoming God's children through love and compassion, humility and meekness, peace and reconciliation which can be summed up in his teaching on the one great commandment: "You shall love the Lord your God with all your heart and with all your soul and with all your mind. This is the great and first commandment. And a second is like it: You shall love your neighbour as yourself. On these two commandments depend all the Law and the Prophets." (Mathew 22:37-40).

I hope and pray that this Conference may indeed be one more step forward in our country and in the world to recognize the humanity that binds us all together as children of the ONE family of God and overcome the walls that divide and separate us on the basis of caste and creed, language, ethnicity and culture. May violence and warfare give place to a civilization of love.

(+Anil Couto)
Archbishop of Delhi
October 17, 2024

ARCHBISHOP OF DELHI
NEW DELHI

Acharya Yeshi Phuntsok

Former deputy speaker tibetan Parliament in exile and senior advisor bharat Tibet sayog manch and member of Indian minority foundation and member of Indian sarva dharam sansad.

Message

Tashi delek and Namskar

It is my pleasure to attend the 35th all India AHlE HADEES conference for two days in Delhi. Every human being in the global is wandering the peace and harmony. No one is willing to say bad things to the peoples.no one is wandering suffering in the life.life is very precious and it is very difficult to get the human life.therefore single minutes is important and values in human beings life. Motivation is very important what ever we could do in our life. Kindness and loving the other people is always value for the individual life and life is challenges and struggles. To believe own religion and to respect the other religions. Taking a positive in life.I appreciate the markazi jamiat ahle hades hind to organising a such a great conference with inter religious thoughts and a philosophy of the various religion of the world and in being a tibetan and followers of His Holiness the 14th Dalai Lama ji. I applied to the global and the gathering must support the Tibet and wherever people needs help and support must to stand with them that is true human beings and humanitarian. Many congratulations and best wishes for the conference.

Acharya Yeshi Phuntsok

Former deputy speaker tibetan Parliament in exile and senior advisor bharat Tibet sayog manch and member of Indian minority foundation and member of Indian sarva dharam sansad.

Date 22nd October 2024

ACHARYA SUSHIL MUNI MISSION (REGD.)

Founder : SHRI VIVEK MUNI JI MAHARAJ
CHIEF DISCIPLE OF
(WORLD RENOWNED HIS HOLINESS ACHARYA SHRI SUSHIL KUMARJI MAHARAJ)

Shri Shukal Dham Jain Mandir Ghevra, Nizampur Road, Village Savda, Delhi-81
E-mail : vivekmuni1974@gmail.com

Acharya Sushil Muni Charitable Hospital Village Ajowal, Near Milk Plant, Hoshiarpur-146001 Punjab (India)

Admin Office : C-11/20-21, Sector-3, Rohini, Delhi-110085
Mob.: 9971519818, 9999908287, 9212796280
E-mail : acharyasushilmunimission@gmail.com

Date 30,10,2024

भारतीय संस्कृति में कहा गया है , "धार्यते अनेन इति धर्म:" अर्थात जो सबको धारण करता है , यानी आधार देता है , वह धर्म है। धर्म की आधारशिला पर ही पूरी मानवता टिकी हुई है।

धर्म व्यक्ति के व्यक्तित्व और अस्तित्व को सुनिश्चित करता है । धर्म मानव को नैतिकता और अध्यात्मिकता का मार्ग दिखाता है । धर्म मानव को वास्तविक जीवन की परिस्थितियों को समझने की शक्ति देता है । धर्म व्यक्ति को परिवार, समाज और देश से जोड़ता है।

धर्म मात्र बौद्धिक उपलब्धि नहीं है , धर्म अंत:करण की पवित्रता है ।

सत्य , अहिंसा , शांति, सह-अस्तित्व, प्रेम , आदर , सम्मान , दया , करुणा , त्याग , सहयोग , क्षमा सहानुभूति , सहिष्णुता आदि धर्म के मूलभूत सिद्धांत है । जिसे सभी धर्मों में स्वीकार किया है ।

धर्म एक गतिशील विचार-धारा एवं प्रगतिशील व्यवस्था है। इसे किसी एक ग्रंथ, एक उपदेशक से जोड़ना संकीर्णता है ।

धर्म का आधार आध्यात्मिक एवं प्रयोग व्यावहारिक होना चाहिए । विश्व को एक कुटुम्ब मानते हुए , सबके कल्याण की कामना की जानी चाहिए ।

धर्म आरोपित न हो , स्वैच्छिक हो , स्वतंत्र हो , वैज्ञानिकता की कसौटी पर भी यथासंभव खरा उतरने की क्षमता रखता हो और विश्व की शांति-प्रगति में बाधक नहीं , सहायक हो । आज ऐसे धर्म की परम आवश्कता है जिसमें संपूर्ण विश्व को , पूरी मानवता को प्रेम के एकसूत्र में जोड़ते हुए सृष्टि के सभी जीवों के हित की कामना हो ।

आज ऐसे धर्म की परम आवश्कता है जो विश्व को , पूरी मानवता को एक परिवार की तरह मानते हुए सभी के विकास के लिए , शांति के लिए सहयोगी हो । जिसमें ,'सर्वे भवन्तु सुखिन:' का मंगल गान हो , 'सर्वे सन्तु निरामया' की पवित्र भावना हो तभी सभी महापुरुषों का विश्व शांति का स्वप्न साकार हो पाएगा ।

विवेक मुनि
संस्थापक:- आचार्य सुशील मुनि मिशन, दिल्ली

BHARTIYA SARVA DHARMA SANSAD
भारतीय सर्व धर्म संसद
(INDIAN PARLIAMENT OF ALL RELIGIONS)

दिनांक: 30-10-2024

भारत दुनियाभर में अपना कीर्तिमान स्थापित कर रहा है और इसमें हम सब हम सब हिन्दू, मुस्लिम, सिख, ईसाई, जैन, बौद्ध, बहाई और सभी अन्य धर्म मिलकर भारत को एक विश्व गुरु बनने की ओर मदद कर रहा है।
मैं आशा करता हूँ की 35वीं आल इंडिया अहले हदिस कान्फ्रेंस, रामलीला मैदान इस सर्व धर्म सम्मेलन से भाईचारे की एक मिसाल कायम करेगा।

महर्षि भृगु पीठाधीश्वर
श्री गुरु जी गोस्वामी सुशील जी महाराज
(राष्ट्रीय संयोजक, भारतीय सर्व धर्म संसद)

Thakur Dwar Mandir, R. B. & P-
Block, Beta-2 Greater Noida, Gautam
Buddha Nagar (U.P.) India-201308
Contact No. [illegible]
E-mail: [illegible] Web: [illegible]

Khalid Saifullah Rahmani

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالد سیف اللہ رحمانی

محترم المقام امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و دیگر ذمہ داران اور علماء و دانشوران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک دینی و اصلاحی اور تربیتی تنظیم کی طرف سے اپنے سالانہ پروگرام کو احترام انسانیت کے عنوان سے منسوب کرنا بہت ہی خوشگوار اور قابل تقلید پہلو ہے، اگر سیاسی تنظیموں کی طرف سے اس طرح کے پروگرام رکھے جائیں تو ان کے پیچھے سیاسی مقصد اور سیاسی مفاد کار فرما ہوتا ہے؛ لیکن ایک مذہبی تنظیم کی طرف سے جو عقیدۂ توحید اور سنت کی داعی اور ترجمان ہے، اس کو عنوان بنانا دعوت دین کی مثبت کوشش ہے، اور بے حد اہمیت کی حامل ہے، اور یقیناً یہ کوشش قرآن و حدیث کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق پوری انسانیت کا آغاز ایک ہی ہستی کے وجود سے ہوا ہے، خدا نے اسی ہستی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور اس جوڑے سے پوری انسانیت وجود پذیر ہوئی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً۔ (النساء:۱)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلا دیے۔

اس طرح اسلام کی نظر میں پوری انسانیت ایک ہی کنبہ اور خاندان ہے، یہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی گلدستہ کے پھول ہیں، اس سے ہمیں انسانی اخوت کا سبق ملتا ہے، جیسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اسی طرح ہر انسان، انسانی رشتہ سے ہمارا بھائی اور ہمارے وسیع تر خاندان اور کنبہ کا ایک حصہ ہے، یہ اخوت و بھائی چارگی ہمیں محبت و پیار کا پیغام دیتی ہے اور اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ ہمیں ہر فرد بشر سے محبت ہونی چاہیے۔

باہمی انسانی روابط کی دوسری بنیاد انسانی شرافت و کرامت اور احترام آدمیت ہے، انسان کو بحیثیت انسان اللہ تعالیٰ نے قابل احترام قرار دیا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ (بنی اسرائیل:۷۰)

ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی ہے۔

اس کے جسمانی سانچہ کو بہترین سانچہ قرار دیا گیا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ (التین:۴)

ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

• Director : Al Mahad Ul Aali Al Islami, Hyderabad	• مدیر المعهد العالي الإسلامي حیدرآباد	• ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد
• President : All India Muslim Personal Law Board	• رئیس هيئة قانون الأحوال الشخصية الإسلامية لعموم الهند	• صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
• General Secretary : Islamic Fiqh Academy, INDIA	• الأمين العام مجمع الفقه الإسلامي (الهند)	• جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)
• Member of International Fiqh Academy, Makkah Mukarramah	• عضو مجمع الفقه الإسلامي بمكة المكرمة	• رکن بین الاقوامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ

"Bait-ul-Hamd" H.No : 16-182/1, Quba Colony, P.O. Pahadi Sharif, Hyderabad- 500005, Telangana State, INDIA

WhatsApp : +91 8247271298, Mobile : +91 9959642747

Email : ksrahmani@yahoo.com, Website : www.khalidrahmani.in

یہ تکریم و احترام تمام بنی نوع انسانی سے متعلق ہے، پیغمبر اسلام ﷺ نے عملی طور پر اس حقیقت کو واضح فرمایا، ایک بار ایک یہودی کا جنازہ جا رہا تھا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جان تو اس میں بھی ہے،

(بخاری، حدیث نمبر: ۱۳۱۲، باب من قام لجنازۃ یہودی)

جہاں تک مسلمانوں کے دوسری اقوام سے رواداری کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ (الممتحنۃ: ۸)

اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتے، جنھوں نے دین کے معاملہ میں تم سے لڑائی نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

یہ آیت بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور اس سے یہ بات واضح ہے کہ جو غیر مسلم مسلمانوں سے برسرپیکار نہ ہوں، مسلمانوں پر ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا ضروری ہے، قرآن نے صاف کہا ہے کہ کسی قوم کا ہدایت کے راستہ پر آنا اور دین حق کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کسی گروہ کے ساتھ بے تعلقی کا معاملہ کرنا اور حسن سلوک سے رُک جانا درست نہیں ہے، مسلمان ان کے ساتھ جو بہتر سلوک کریں گے، انھیں بہر حال اس کا اجر ملتا رہے گا:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۔ (البقرۃ: ۲۷۲)

ان کو راہ ہدایت پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے؛ لیکن اللہ ہی جسے چاہتے ہیں، ہدایت دیتے ہیں، اور جو مال تم خرچ کرو گے، وہ اپنے ہی لئے خرچ کرو گے، نیز اللہ کی خوشنودی ہی کے لئے خرچ کیا کرو، تم جو بھی خرچ کرتے ہو تم کو پورا پورا دل جائے گا اور تمہارے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفقاء نے عملی طور پر اس کو کر کے دکھایا، مکہ میں شدید قحط پڑا، لوگ مردار وغیرہ کھانے پر مجبور ہو گئے، مشرکین مکہ کا فتح مکہ تک مسلمانوں کے ساتھ جو رویہ تھا، وہ ظاہر ہے، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مکہ کے قحط زدہ مشرکین کے لئے پانچ سو دینار بھیجے؛ حالاں کہ اس وقت خود مدینہ کے مسلمان مالی دقتوں اور فاقہ مستیوں سے دوچار تھے، نیز آپ ﷺ نے یہ رقم سرداران قریش ابوسفیان اور صفوان بن اُمیہ کو بھیجی، جو مسلمانوں کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور مشرکین مکہ کی قیادت کر رہے تھے۔ (رد المحتار: ۳/ ۳۰۲، باب المصرف)

سماجی زندگی میں سب سے اہم مسئلہ امن وامان کا ہے اور امن وامان کا تعلق جان ومال اور عزت وآبرو سے ہے؛ چنانچہ شریعت اسلامی میں غیر مسلموں کی جان ومال اور عزت وآبرو کو وہی اہمیت دی گئی ہے، جو مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کو دی گئی ہے، اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ اصولی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ان کے خون ہمارے خون کی طرح اور ان کے مال ہمارے مال کی طرح ہیں:

دِمَائُهُمْ كَدِمَائِنَا وَأَمْوَالُهُمْ كَأَمْوَالِنَا ۔ (نصب الرایہ: ۳/ ۳۶۹)

چنانچہ قرآن مجید نے مطلق نفس انسانی کے قتل سے منع کیا ہے، ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ (بنی اسرائیل: ۳۳)

اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اس کو ناحق قتل نہ کرو۔

ایک اور موقع پر کسی معقول سبب کے بغیر ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا :

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (المائدہ: ۳۲)

جس نے کسی کو — کسی شخص کے قتل یا زمین میں فساد مچانے کے جرم کے بغیر — قتل کر دیا، گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔

کیوں کہ اگر کوئی شخص ایک بے قصور شخص کو قتل کر سکتا ہے تو وہ انسانیت کے کسی بھی شخص کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنا سکتا ہے؛ اس لئے گویا وہ پوری انسانیت کا قاتل ہے، ان آیات میں مسلمان اور غیر مسلم کی کوئی قید نہیں ہے؛ بلکہ مطلقاً کسی بھی انسان کے قتل کو منع فرمایا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسا غیر مسلم — جس سے امن اور بقاء باہم کا معاہدہ ہو — کے قاتل کے بارے میں فرمایا، کہ وہ جنت کی بو سے بھی محروم رہے گا :

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَاِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا۔ (بخاری عن عبداللہ بن عمرؓ، حدیث نمبر: ۳۱۶۶)

جس نے کسی معاہد (وہ غیر مسلم جس سے پُر امن زندگی گزارنے کا معاہدہ ہو) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا؛ حالاں کہ اس کی خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس کی جا سکتی ہے۔

پس اسلامی نقطۂ نظر سے یہ بہت اہم موضوع ہے، جس پر یہ سیمینار منعقد ہو رہا ہے، میں اس سلسلہ میں حضرت مولانا اصغر امام مہدی صاحب حفظہ اللہ کی بالغ نظری کو سلام کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ یہ پروگرام اپنے مقصد میں مفید ثابت ہو اور ہمارے ملک میں پائیدار امن اور اخوت و بھائی چارہ کا ذریعہ بنے۔

اس پروگرام کی اہمیت اور امیر جمعیۃ سے خصوصی تعلقات کی وجہ سے بڑی خواہش تھی کہ اس میں شرکت ہو اور اہل علم سے استفادہ کا موقع ملے؛ لیکن تقریباً ایک سال پہلے سے ان ہی تاریخوں میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا سالانہ سیمینار مقرر ہے، اور اکیڈمی کے ایک خادم ہونے کی حیثیت سے اس میں میری شرکت ضروری ہے؛ اس لئے جمعیۃ کے اس اہم سیمینار میں شرکت سے محرومی گوارا کرنی پڑی، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

۱۶؍ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
۲۰؍ اکتوبر ۲۰۲۴ء

MUFTI ABUL QASIM NOMANI
MOHTAMIM (VC) DARUL ULOOM DEOBAND
PIN: 247554, (UP) INDIA

المفتی ابوالقاسم النعمانی
رئیس الجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم دیوبند، الہند

پیغام

۳۵ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" کی تفصیلات جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ یہ حقیقت بے حد اہم اور قابل غور ہے کہ دنیا کے تمام انسان، خواہ وہ کسی بھی جنس، عمر، طبقے، یا پس منظر سے تعلق رکھتے ہوں، قابل عزت اور محترم ہیں۔ اسلام نے انسانی جان، مال، عزت اور عقیدے کی حفاظت کو اولیت دی ہے، اور تمام مذاہب نے بھی ان اصولوں کو تسلیم کیا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کی ایک عظیم پہچان ہے کہ وہ ہر انسان کے حقوق اور حرمت کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا اس مقصد کے تحت کانفرنس کا انعقاد اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ان بنیادی انسانی اصولوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً موجودہ دور میں، جہاں دنیا کو فرقہ واریت، دہشت گردی، ظلم، اور سماجی ناانصافیوں جیسے چیلنجز کا سامنا ہے، ایسی کانفرنسیں انسانیت کے احترام، قومی یکجہتی، اور رواداری کے فروغ میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ یہ بھی خوش آئند ہے کہ اس کانفرنس میں انسانیت کو درپیش اہم مسائل پر روشنی ڈالی جائے گی، جیسے کہ شراب نوشی، منشیات کا استعمال، جہیز، جوا، اور رشوت جیسے سماجی مسائل کا خاتمہ۔ اس کانفرنس سے امید ہے کہ یہ پیغام دور دور تک پہنچے گا۔ ان شاء اللہ! دعا گو ہوں کہ یہ کانفرنس دین اسلام کی سربلندی، امن وانسانیت کے فروغ، اور امت مسلمہ کی فلاح کے لیے بے حد مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہو۔ آمین!

والسلام

(مفتی ابوالقاسم نعمانی)
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۲۰۲۴ء

nomani1947@gmail.com
+91 97208 19131

Dr. Saeed al Azami al Nadwi
Chief Editor: "Albaas-el-Islami"
Post Box 93, Nadwatul Ulama
Lucknow 226007, U.P. (India)

د / سعيد الأعظمي الندوي
رئيس التحرير مجلة "البعث الإسلامي"
ص ب ۹۳ ، ندوة العلماء ، لكناؤ
أترابرديش (الهند) ۲۲۶۰۰۷

پیغام

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء وإمام المرسلين والمتقين محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين أما بعد:

یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام [illegible] آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس [illegible] نومبر ۲۰۲۲ء [illegible] "احترام انسانیت اور مذہب عالم" کے موضوع پر [illegible] دہلی میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس میں ملک و بیرون ملک کے علاوہ [illegible] شرکت کر رہے ہیں [illegible]

[illegible]

جہاں تک کانفرنس کے موضوع کا تعلق ہے [illegible] احترام انسانیت [illegible] انسان اس کائنات کی عظیم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اشرف المخلوقات ہے۔ قرآن کریم کے سورۂ اسراء میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے: ولقد كرمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا (الاسراء: ۷۰) [illegible] أنه من قتل نفسا بغير نفس أو فساد في الأرض فكأنما قتل الناس جميعا (المائدة: ۳۲) [illegible]

انسانیت کے احترام کا عظیم مظہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ [illegible]

[illegible]

نوٹ: [illegible]

والسلام
دعاؤں کا طالب
سعید الرحمن الاعظمی الندوی
[illegible]

۲۹/۳/۱۴۴۴ھ
۲۰۲۲/۹/۳۰ء

0091 522 2741272 mamndnu@gmail.com
عنوان المنزل : مكتبة الفردوس ، مكارم نگر ، برولیا ، لكناؤ (الهند)

Adjunct Prof.
(Islamic Studies)
Jamia Hamdard
New Delhi- 110062

Vice President
Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)
Urdu Ghar, DD Marg,
New Delhi-110002

Prof. Emeritus
(Islamic Studies)
Jamia Millia Islamia,
New Delhi- 110025

Prof. Akhtarul Wasey

प्रो. अख़्तरुल वासे پروفیسر اخترالواسع

24-09-2-2024

قابل صد احترام حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

نئی دہلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان ۳۵ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ ۹-۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ و اتوار بعنوان "**احترام انسانیت اور مذاہب عالم**" دہلی میں منعقد ہو رہی ہے۔ میں اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام انسانی عزت و وقار کا علمبردار مذہب ہے اور مجھے خوشی ہے کہ مسلمان اس بات کو بخوبی مانتے رہے ہیں اور اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ آٹھ سو سال کی حکومت کے باوجود اس ملک میں مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں کیوں کہ انھوں نے قرآن کریم کے اس پیغام ربانی کو اپنے لیے حرز جاں بنا کر رکھا کہ "**لا اکراہ فی الدین**" (مذہب میں کوئی زور زبردستی نہیں)۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی کانفرنس ملک کے موجودہ حالات میں بہت معنی خیز اور پر اثر ہوگی اور اس بات کو دنیا کو بتائے گی کہ اسلام اور مسلمان دہشت و وحشت، عناد و فساد اور ہر طرح کے نفاق کے خلاف ہیں اور ہر طرح کی تفریق سے بالاتر ہو کر انسان کے افضل و اشرف ہونے کے قائل ہیں۔

جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں واضح کر دیا ہے کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام اہل مذاہب اپنے مذہبی معتقدات پر عمل پیرا رہتے ہوئے پیغام امن و انسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف و ہراس، شراب نوشی و دیگر منشیات، جہیز، جوا، رشوت، جہالت، خود غرضی، استحصال، صنفی و سماجی نابرابری وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات و قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے ایک مشترکہ جامع حکمت عملی اور منشور کو تیار کر کے انسانی فلاح و اصلاح کے لیے کام کریں۔ امید ہے کہ آپ کی کانفرنس اس پیغام کو عام کرنے میں ان شاء اللہ دور تک کامیاب ہوگی۔

آپ کی قیادت باسعادت میں جس طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کام کر رہی ہے وہ بلاشبہ ہر طرح کی ستائش کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عافیت اور آپ کے ساتھیوں کے تعاون میں اضافہ فرمائے۔ ایک بار پھر میں مجوزہ کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں اور ان شاء اللہ آپ کے حکم کی تعمیل میں ۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء بروز اتوار ضرور حاضر ہوں گا۔

مخلص و نیاز آگیں

(اخترالواسع)

H. No. 32, Arun Vihar, Ward 11A, Sector 37, Noida-201303 (Gautam Buddh Nagar, UP)
Mob.: +91 9810541045, Email: wasey27@gmail.com

General Secretary: All India Muslim Personal Law Board
Ex. Member: Consultative Group for Empowerment of Minorities, Planning Commission of India (11th Plan)
A.M.A. Planning Commission of India (12th Plan)
Central Waqf Council (Ministry of Minority Affairs)
Aligarh Muslim University (A.M.U.) Court
Member: Executive Council, Nadwatul Ulama, Lucknow
Chairman: Maulana Abdur Rahim Educational Trust
Strive for Eminence & Empowerment
Crescent Academy for Civil Services Exams
Foundation for Civil Liberties
Al-Hidaya Islamic Studies & Research Centre
Imam Rabbani Public School (Series)

محمد فضل الرحیم مجددی
MOHAMMED FAZLURRAHIM MUJADDIDI
Rector : JAMEA-TUL-HIDAYA, JAIPUR

Postal Address: 4650, Imam Rabbani Public School
Hidayat Bagh, Char Darwaza,
Subhash Chowk, Jaipur-302002 (Rajasthan)
WhatsApp: (+91) 9887868814
E-mail: mfazlurrahim@yahoo.com

Ref. No. .... Dated ....

پیغام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

یقیناً یہ جان کر انتہائی خوشی ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند آپ کی سرکردگی میں اپنا دو روزہ ۳۵ویں اہل حدیث کانفرنس بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" منعقد کر رہی ہے۔

اس وقت ایک طرف ضرورت ہے کہ بین المذاہب پروگرام کے ذریعہ انسانیت کے احترام کا درس دیا جائے اس کے ساتھ دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ اتحاد امت پر توجہ دی جائے اور ملک ہندوستان کے منظرنامہ میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلی آ رہی ہے اس کے تناظر میں ضروری ہے کہ اتحاد ملت کے پیغام کو عام کیا جائے اور ساتھ ہی ہمارے مسلم معاشرہ میں تعلیمی فقدان پر بھی غور کرنے کی شدید ضرورت ہے اور مسلمانوں کے اندر تعلیمی تنزلی اور خاص طور پر ارتداد کے بڑھتے معاملے کے پیش نظر گاؤں گاؤں میں بنیادی دینی تعلیم کے نظام کو منظم کرنے کی ضرورت ہے کے ساتھ مسلمانوں کے اندر تعلیمی بیداری لانے کی طرف بھی ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کانفرنس اپنے موضوع و متعلقات کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور مذاہب عالم خصوصاً اسلام کے پیغام امن و انسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف و ہراس اور سماجی برائیوں کے ازالہ میں اہم کردار ادا کرے گی۔ اور ہندوستان جیسے ملک میں تعلیمی میدان کے اندر مسلمانوں کی گرتی ساکھ کو بچانے اور مسلمانوں کو بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم کی طرف متوجہ کرنے میں بھی کامیاب ہوگی۔ ان شاء اللہ

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کانفرنس کو کامیاب کرے اور ہم سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

والسلام
محمد فضل الرحیم مجددی
محمد فضل الرحیم مجددی
امیر جامعۃ الہدایہ جے پور
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ
۱۸/ اکتوبر ۲۰۲۴ء

بخدمت گرامی:
فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

JAMEA TUL HIDAYA: Ramgarh Road, Near Manpur Sadwa, P.O. Lallwas, Jaipur - 302027 (Rajasthan)
E-mail: jameatulhidaya@gmail.com | Web: www.jameatulhidaya.org

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
DR. MUFTI M. MUKARRAM AHMED
Ph.D
SHAHI IMAM
SHAHI MASJID FATEHPURI, Ch. Chowk, Delhi-6 (India)
Telephone : 23916322, E-mail : info@masjidfatehpuri.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احترامِ انسانیت

زندگی میں رشتے بہت سے ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑا اور سب سے مضبوط رشتہ انسانیت کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تو انسان کو اشرف الاخلاق بھی ہونا چاہیے۔ انسان کا رشتہ ہر انسان کے ساتھ محبت، ہمدردی، انصاف اور رواداری کا ہونا چاہیے تبھی وہ انسان کہلانے کا حقدار ہوگا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت بن کر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی اعلیٰ انسانی اقدار کا نمونہ رہی۔ آپ سب کے ساتھ شفقت، محبت اور حسن سلوک کے ساتھ ملتے تھے سب کی مدد فرماتے تھے بلا تفریق مذہب کے ہر طبقہ کا پورا پورا خیال فرماتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (مفہوم) اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک آپ اخلاق کے عظیم اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ یقیناً آپ کی سیرتِ طیبہ بنی نوع انسانی کے لئے مکمل نمونہ ہے۔ آج کچھ لوگ اپنے سیاسی فائدہ کے لئے مذہب اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج انسانیت کا احترام ناپید ہوتا جا رہا ہے، خود غرضی، مادیت پسندی اور سیاسی مفادات نے سارا ماحول خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ انسانیت کا احترام ہر حال میں ہونا چاہیے یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بندۂ ناچیز

محمد مکرم احمد غفرلہ
[illegible] ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
[illegible] اکتوبر ۲۰۲۴ء

ALL INDIA MUSLIM MAJLIS-E- MUSHAWARAT

(UMBRELLA BODY OF INDIAN MUSLIM ORGANISATIONS AND EMINENT PERSONALITIES)

ऑल इंडिया मुस्लिम मजलिसे मुशावरत آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت

2024/7/22

حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترمی!

گرامی نامہ موصول ہوا، یاد آوری کا بے حد شکریہ۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی [illegible] آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ 9-10 نومبر 2024ء مطابق 6-7 جمادی الاولیٰ 1446ھ کو منعقد ہو رہی ہے جس کا موضوع "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" ہے۔ دہلی کے رام لیلا میدان میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے ہم تہہ دل سے دعا کرتے ہیں [illegible] ملک و ملت اور دنیا [illegible] مسائل و مشکلات پر ان کے خطابات و مقالات اور اس موقع پر شائع کیے جانے والے رسائل و مجلات لوگوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہوں گے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند قرآن و حدیث اور اسلامی عقائد کی ترویج و اشاعت کی ایک بڑی وسیع اور ہمہ گیر تنظیم ہے [illegible] مسلمانوں میں دینی شعور و آگاہی [illegible] معاشرے میں امن و سکون قائم ہے۔

[illegible]

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اسلامی تعلیمات کے فروغ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے [illegible]

توقع ہے کہ یہ کانفرنس بھی اس راہ میں ایک سنگ میل ثابت ہوگی [illegible]

ہماری دعا ہے کہ آپ کی یہ کانفرنس [illegible]

آپ کا

فیروز احمد ایڈووکیٹ

نوید حامد

سابق صدر، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت

D-250, Abul Fazal Enclave Part-1, Jamia Nagar, New Delhi-110025 ● Tel.: 011-26946780, 26941341, Mob.: +91-9811843929
E-mail : aimmm.delhi@gmail.com | Website : www.mushawarat.org

Maulana Zahid Raza Rizvi

مولانا زاہد رضا رضوی

Ex Chairman
• Madarsa Board Uttarakhand
• State Haj Committee, Uttarakhand
• Ameer-E-Shariat, Uttarakhand
• President Uttarakhand Ulama Council
• Founder Madarsa Jamiatul Hasnaat

• امیر شریعت، اتراکھنڈ
• سابق چیئرمین ـــــ مدرسہ تعلیمی بورڈ، اتراکھنڈ
• سابق چیئرمین ـــــ اسٹیٹ حج کمیٹی، اتراکھنڈ
• سربراہ اعلیٰ ـــــ مدرسہ جامعۃ الحسنات، رودرپور

گرامی قدر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب / مدظلہ العالی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے قدیم دینی و اصلاحی، تعلیمی و ترقی اور سماجی و رفاہی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان ۳۶ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ ۹-۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء، مطابق ۶-۷ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ واتوار بعنوان: "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دہلی کے رام لیلا میدان میں منعقد ہو رہی ہے، جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علمائے کرام و دانشوران ملک وملت اور اہم مذہبی و سماجی شخصیات شریک ہوں گی، جو ملک وملت اور انسانیت کو درپیش اہم مسائل و مشکلات کے تناظر میں مذکورہ مرکزی موضوع کے مختلف پہلوؤں پر چشم کشا، بصیرت افروز، ایمان افروز خطابات، تقاریر، مقالات اور منظوم کلام پیش کریں گی، نیز یہ کہ اس کانفرنس کے موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے جرائد و رسائل کے خصوصی نمبرات کا اجرا بھی عمل میں آئے گا۔ اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے لیے ہم صمیم قلب سے آپ کے مشکور ہیں اور کانفرنس کی کامیابی کے متمنی اور دعاگو۔

آج ملکی و عالمی سطح پر جو بے چینی، اضطراب، بے اعتمادی، حسد و کینہ، کشمکش، خونریز تصادم اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ ان اعلیٰ قدروں سے ناواقفیت یا ان کی دانستہ و نادانستہ پامالی ہے، جو تمام مذاہب عالم میں مسلمات کی حیثیت رکھتے ہیں اور بطور خاص جن کا علمبردار اور نقیب مذہب اسلام ہے۔ مقام شکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان مسلمہ اقدار و تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے ہمیشہ مساعی صرف کی ہے اور اپنی تمام تر سرگرمیوں اور خدمات اور ہر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، قومی سیمینار اور سمپوزیم کا مرکزی محور انہیں اقدار و تعلیمات کے فروغ و تحفظ کو بنایا ہے اور امن و شانتی کے قیام، انسانیت کی تعمیر، اخوت کا فروغ، رواداری اور قومی یکجہتی کے استحکام، حقوق نسواں و اطفال کے تحفظ، محروم طبقات کی فلاح و بہبود، دہشت گردی کی بیخ کنی اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی نہ صرف بات کی ہے، بلکہ ان کی ناسوروں کو مٹانے کے لیے بھی پہل کی ہے۔ اور یہ ۳۶ ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بھی اسی مبارک سلسلے کی اہم کڑی ہے۔

توقع ہے کہ یہ کانفرنس بھی دیگر کانفرنسوں کی طرح اپنے موضوع و مشمولات اور زمان و مکان کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور مذاہب عالم خصوصا اسلام کے پیغام امن و انسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف و ہراس، تشدد، دہشت گردی، شراب نوشی و دیگر منشیات، جہیز، جوا، رشوت، جہالت، خود غرضی، استحصال، صنفی و سماجی نابرابری وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کرے گی ان شاء اللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کانفرنس کو ہر اعتبار سے ملک وملت اور انسانیت کے لیے مفید بنائے، اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوں اور آپ کی تمام قومی، ملی اور انسانی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخلص

زاہد رضا رضوی
صدر علماء کونسل اتراکھنڈ

[illegible]

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.) INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2659912
e-mail : jamiamazahir@gmail.com

مدرسہ
مظاہر علوم
سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ   امابعد

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس میں ہر عام و خاص کو داخلے کی اجازت ملتی ہے، اور یہ آفاقیت اسلام کا ایک خاص امتیازی وصف ہے، مذہب اسلام میں نہ علاقہ کا حصار ہے اور نہ سلطنت کی تحدید، نہ قومیت کی وبا ہے نہ نسل پرستی کا مرض، دراصل مذہب اسلام اپنی ذات میں بے پناہ وسعت رکھتا ہے، اس لئے تمام انسانوں کو احترام انسانیت کی تلقین وترغیب دیتا ہے، اسی وجہ سے دین اسلام، دین رحمت قرار پایا لیکن ملکی وقومی انارکی، غیر فطری سماجی تقسیم اس پر مستزاد اسلام مخالف طبقات کی تخریبی ریشہ دوانیاں، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی استحصال یہ ایسے اسباب ہیں جن سے انسانیت کی تحقیر وتذلیل ہوتی ہے اور صحیح معنوں میں اسلام مجروح ہوتا ہے، اس لئے ہر دور اور ہر زمانہ میں صحیح اسلامی فکر کے حامل داعیان اسلام و بزرگان دین نے ان تمام غیر اسلامی اور غیر فطری امور کی بیخ کنی کی محمود کوششیں کی ہیں اور اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کر کے انسانیت کے وقار کو بحال کیا ہے۔

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کی جانب سے منعقدہ پینتیسویں آل انڈیا کانفرنس کا بنیادی موضوع بھی "احترام انسانیت" ہے اور اسی موضوع کے تعلق سے اس کی جانب سے اس موقع پر متعدد رسائل وجرائد کی اشاعت اور پھر ان رسائل ومجلات کا اجراء کیا جارہا ہے، صحیح دینی اصولوں کی پاسداری اگر کی جائے تو یہ مستحسن اقدام ہے اور دعوت دین واشاعت اسلام کی ایک بہتر صورت سامنے آنے کی امید ہے، جس سے تعمیر ملک وملت کی نمایاں خدمات انجام پاسکتی ہیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے اکابر واسلاف کے دینی وعلمی افکار کو اپنانے اور ان کو مشعل راہ بنا کر اشاعتِ دین واحترام انسانیت کی مخلصانہ خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سکریٹری مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

بندہ محمد صالح الحسنی

۱۱/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ/ ۱۵/ اکتوبر ۲۰۲۴ء

दारुल मुसन्नेफिन शिब्ली एकेडमी

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY

P.O. Box 19, Shibli Road, Azamgarh 276001 (U.P.) India Tel: +91-5462-265017, 265080
Email: info@shibliacademy.org Website www.shibliacademy.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۰؍اکتوبر ۲۰۲۴

پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مسلمانان ہند کی ایک اہم تنظیم ہے جس نے ماضی اور حاضر میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہے کہ جمعیت اپنی آل انڈیا کانفرنس اگلے ۹۔۱۰ نومبر کو دہلی میں منعقد کر رہی ہے جس میں ملک بھر سے اہم علماء اور شخصیات کی شرکت ہوگی اور ملک وملت وانسانیت کو درپیش اہم مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ یہ کانفرنس اہم ملی وعلمی مسائل پر گفتگو کے ساتھ ساتھ ہمارے سماج میں پھیلی ہوئی بہت سی برائیوں، کمیوں اور جہالتوں کے بارے میں بھی آواز بلند کرے گی اور ان کے سدباب کے لئے مؤثر طریقوں کی نشاندہی کرے گی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے میری پرخلوص اور نیک خواہشات قبول فرمائیں۔

والسلام

ڈاکٹر ظفر الاسلام خان
ناظم دارالمصنفین، اعظم گڑھ

بخدمت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث

SHAH WALIULLAH INSTITUTE
شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ
SWI
Off. Masjid Kaka Nagar, Dr. Zakir Husain Marg, Kaka Nagar, New Delhi-110003
Ph.: 011-26953430 Mob.: 9811740661 Email: shahwaliullah_institute@yahoo.in

Ref. No. ....   Date..................

پیغام

مکرمی المحترم حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ تعالی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج عالی!

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پینتیسویں دوروزہ عظیم الشان آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بعنوان ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' بتاریخ ۹-۱۰/نومبر ۲۰۲۴ء بروز سنیچر واتوار بمقام رام لیلا میدان، نئی دہلی کا دعوت نامہ موصول ہوا، جس کے لیے میں آپ کا صمیم قلب سے ممنون ومشکور ہوں۔ حسب روایت ومعمول اس موقر اجلاس میں حاضری کا شرف حاصل کروں گا۔ ان شاء اللہ

بلاشک وشبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دیگر آل انڈیا کانفرنسوں کی طرح اس کانفرنس کے ذیلی عنوانات بھی بڑے اہم اور عصری تقاضے کے عین مطابق ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ ان متنوع موضوعات سے اسلام، اسلامی تعلیمات واحکام اور مقاصد شریعت پر مستشرقین یوروپ اور ملک کے مخصوص طبقہ کی جانب سے اٹھائے گئے شکوک وشبہات اور بے بنیاد وبے اساس اعتراضات والزامات کا یقیناً دفع وازالہ ہوگا اور اسلام اور سلف صالحین کی شاندار مذہبی رواداری، وسطیت ومیانہ روی، معروضیت اور مثبت سوچ وروش دنیا کے سامنے آئے گی اور ان کی لاعلمی وناواقفیت کی بنیاد پر پیدا شدہ غلط فہمیاں وبدگمانیاں بھی دور ہوں گی۔ مزید برآں میری محدود معلومات کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند فکرولی اللہی اور منہج حضرت شہیدینؒ پر قائم جماعت وجمعیت ہے، جو اپنے قیام وتاسیس کے روز اول سے قرآن وحدیث کی خالص تعلیمات اور صحیح عقائد ونظریات بالخصوص عقیدۂ توحید کے علم بردار رہی ہے، جس کا جہاں ایک طرف تحریک آزادی اور حریت واستخلاص وطن میں نمایاں حصہ رہا ہے، وہاں دوسری طرف انسانی اقدار وروایات کے فروغ وارتقاء میں اہم کردار رہا ہے، جس کی موجودہ محافظ وپاسبان اور قائد ورہنما آپ کی معتدل ومتوازن شخصیت ہے، جو جماعتی وگروہی حد بندیوں اور انتہا پسندیوں سے بہت بلند وبالا اور اعتدال وتوازن کی علامت واستعارہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ملی وقومی مفادات اور اجتماعیت کی خاطر جماعتی تعبیروں کو سن لیتی ہے لیکن الحمد للہ ملت کو بے آبرو اور رسوا ہونے سے بچا لیتی ہے۔

آخر میں اس باوقار کانفرنس کے انعقاد پر آپ اور آپ کے رفقاء کار کو دلی مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس کانفرنس کا مثبت اور اہم پیغام دور دور تک پہنچے گا اور انسانوں کی سوچ وفکر میں تبدیلی لانے کا باعث ہوگا۔ والسلام

اخوکم فی الاسلام

عطاء الرحمٰن قاسمی

چیئرمین شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی

JAMIA IMAM IBN TAIMIYA

MADANATUSSALAM, E.CHAMPARAN, BIHAR, INDIA- 845304

جامعة الإمام ابن تيمية

مدينة السلام، چمپارن الشرقية، بيهار، الهند

الرقم رس: 24/138

التاريخ: 24 ربيع الآخر 1446هـ الموافق: 27 أكتوبر 2024م

فضيلة الشيخ أصغر علي إمام مهدي السلفي حفظه الله

أمير جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد:

فأسأل الله لفضيلتكم العون ودوام التوفيق. ويطيب لي أن أتقدم إلى فضيلتكم وإلى كافة منسوبي جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند بخالص الشكر والتقدير على دعوتكم الكريمة للمشاركة في المؤتمر العالمي المزمع عقده في مدينة نيودلهي بالهند تحت عنوان: "دور الأديان العالمية في صيانة كرامة الإنسانية"؛ إذ تأتي هذه الدعوة في إطار جهد مشكور يهدف إلى إعلاء قيمة من أسمى القيم التي أجمعت عليها الأديان والشعوب، وهي كرامة الإنسان.

ولا يخفى أن موضوع كرامة الإنسان يأتي في وقت حرج تتزايد فيه التحديات التي تواجه المجتمعات الإنسانية، بما في ذلك التمييز العنصري، وانتهاكات حقوق الإنسان. وهنا يظهر دور الأديان العالمية التي لم توجد لتكون مصدراً للقيم الروحية فحسب، بل كانت دائماً ركيزة أخلاقية أساسية في وضع معايير السلوك الإنساني القويم، في الدعوة إلى احترام حقوق الإنسان وصيانة كرامته.

إن كرامة الإنسان، كما عرّفتها الشرائع السماوية والقوانين الوضعية، هي القيمة الجوهرية التي تمنح الإنسان حق الاحترام والتقدير لمجرد كونه إنساناً، بغض النظر عن عرقه أو لونه أو دينه أو جنسه. وقد جاءت الأديان كافة لترسيخ هذا المفهوم العظيم، مؤكدةً على أن صون كرامة الإنسان أساس بناء المجتمعات المتحضرة، وشرط من شروط العدالة والمساواة. وهنا أسلط الضوء على ديني دين الإسلام، الذي شدد على تكريم بني آدم، وصان له هذه الكرامة من جميع الجوانب من أن تُمس أو تخدش، حيث أخبرنا الله سبحانه وتعالى في كتابه الكريم عن هذا التكريم لابن آدم، قال تعالى: "ولقد كرّمنا بني آدم" [الإسراء: 70]. فكرامة ابن آدم أمر واقع لا جدال فيه، ثم جعل التفاضل بين الناس قائماً على التقوى والعمل الصالح، لا على أي معيار آخر من معايير الدنيا.

وقد أكد الإسلام بشكل خاص على المساواة بين البشر، ورفض كافة أشكال التفرقة، إذ قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا فضل لعربي على عجمي، ولا لأحمر على أسود، إلا بالتقوى". إن هذا التوجيه النبوي يوضح بجلاء كيف أن الإسلام يرفض التمييز العنصري بكافة أشكاله وأوجهه، ويؤكد على أن كرامة الإنسان ليست مقتصرة على فئة أو شعب، بل هي حق لكل إنسان على وجه الأرض.

Add: Jamia Imam Ibn Taimiya, At & P.o:Chandanbara, Dist: E. Champaran, Bihar - 845304
E-mail: jamiaimamibntaimiya@rediffmail.com, jitbihar@gmail.com

JAMIA IMAM IBN TAIMIYA
MADAINATUSSALAM, E.CHAMPARAN, BIHAR, INDIA- 845304

جامعة الإمام ابن تيمية
مدينة السلام، چمپارن الشرقية، بيهار، الهند

وفي ضوء هذه المبادئ الراسخة، يأتي انعقاد هذا المؤتمر ليكون منصةً مهمةً لإعادة التأكيد على القيم الإنسانية المشتركة بين الأديان، ومناقشة السبل العملية التي يمكن من خلالها للأديان أن تسهم في مواجهة التحديات الإنسانية المعاصرة. إن الحوار بين العلماء والمفكرين من مختلف الأديان يشكل فرصة ثمينة لصياغة رؤى جديدة تعمل على تعزيز السلام العالمي، وتحقيق العدالة الاجتماعية، وضمان حياة كريمة لكل إنسان.

ختامًا، أجدد شكري وتقديري لفضيلة أمير جمعية أهل الحديث المركزية على الجهود المتميزة للجمعية في تنظيم هذا المؤتمر المهم، وأدعو الله أن يبارك في أعماله، ويجعل هذا المؤتمر نقطة مضيئة في مسيرة تعزيز كرامة الإنسان وصيانتها.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته،،

رئيس جامعة الإمام ابن تيمية

د. عبدالله بن محمد السلفي

Add: Jamia Imam Ibn Taimiya, At & P.o:Chandanbara, Dist: E. Champaran, Bihar - 845304
E-mail: jamiaimamibntaimiya@rediffmail.com, jiitbihar@gmail.com

Tasmia

All India Educational And Social Welfare Society

1, Inder Road, Dehra Dun - 248001 (Uttarakhand) Ph.: 0135 -2982845

بتاریخ: ۱۷/ اکتوبر ۲۰۲۴ء باسمہ تعالیٰ شانہ

جناب حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں شائع ہونے والے سووینیر کے لئے پیغام لکھنے کا حکم دیا جس کی تعمیل میں یہ مختصر پیغام حاضر خدمت ہے۔

پیغام

میں مبارکباد دیتا ہوں کہ "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" کے عنوان سے ایک عظیم کانفرنس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مورخہ ۹، ۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء میں منعقد کر رہی ہے۔

انسانیت انسان کے لئے پہلا پیغام ہے۔ ہر طبقہ مذہب وملت ہر انسان کی جان ومال، عزت وآبرو اور بنیادی انسانی حقوق کو تحفظ فراہم ہونا چاہئے۔ ہر انسان کو ایک دوسرے کا احترام کرنے اور باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے پر زور دینا چاہئے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کا احترام واکرام کرنا چاہئے، جیسا کہ ایک بار غیر مسلم کا جنازہ گزر رہا تھا سرکار دو عالم ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت ایک خوفناک چیز ہے، پس تم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔

آج انسان چاند پر پہنچ گیا لیکن زندگی دنیا کے علاوہ کہیں اور نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے اور امن پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

بہر حال آخر میں ایک بار پھر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

والسلام

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر سید فاروق

بخدمت حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

Head Office : 321-D, Okhla Village, New Delhi - 110025

Website : www.tasmia.in E-mail : dr.sfarooq.him@gmail.com

حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

امید کہ آں حضرت خیریت سے ہوں گے

دہلی کے تاریخی رام لیلا میدان میں 910/نومبر 2024ء کو مرکزی جمعیت اہلحدیث حدیث ہند کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بعنوان" احترام انسانیت اور مذاہب"کا دعوت نامہ موصول ہوا جس کے لیے میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں ،میری دعا ہے کہ یہ کانفرنس ہر طرح سے کامیابیوں سے ہمکنار ہو اور اس کا پیغام انسانیت ہر فرد بشر تک پہنچے ،مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ،اس کے ذمہ داران وکارکنان خصوصا آپ دلی مبارکباد کے مستحق ہیں جو نفرت ، عداوت، تشدد، عدم برداشت ،نابرابری، ظلم، استحصال،قانون شکنی ،جان ومال کی ارزانی اور مسلمہ اقدار واخلاق کی پامالی اور دین بیزاری کے ماحول میں احترام انسانیت ،بھائی چارہ ،محبت ویگانگت ،رواداری، خیر سگالی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا پیغام عام کرنے کے لیے قومی راجدھانی میں آل انڈیا کانفرنس منعقد کررہی ہے،یقینا مذہبی اور مسلکی سطح سے اٹھ کر ایک قومی اور انسانی خدمت ہے ،جس میں بحیثیت انسان ،مسلمان اور ذمہ دار شہری شامل ہوتا ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے،بلاشبہ کانفرنس کا موضوع وقت کی ضرورت اور آواز ہے اور ہمارے علماء ، مشائخ، بزرگوں ،پیروں،ولیوں،دھرم گرؤوں اور فقیروں نے مساجد ،مدارس، خانقاہوں،درگاہوں،تکیوں اور زاویوں سے ہمیشہ اسی پیام احترام انسانیت اور امن واخوت کو پھیلانے اور عام کرنے کی مبارک اور کامیاب کوشش کی ہیں اور ملک میں گنگا جمنی تہذیب وتمدن کی خوش نما روایت کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا ہے،آج اسی پیام احترام انسانیت کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

اس حوالے سے سووینیر کے لیے ایک مضمون پیش خدمت ہے ۔

ایک بار پھر کانفرنس کے انعقاد کے لیے دلی مبارکباد اور نیک تمنائیں ۔

والسلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

خواجہ صوفی سید اجمل نظامی

سجادہ نشین

درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء

بستی حضرت نظام الدین

HEMANT SOREN
CHIEF MINISTER

MESSAGE

It is with great pleasure and honor that I extend my warm greetings to all participants of the Conference being organized under the aegis of Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind. The theme, **"World Religions and Respect for Humanity,"** could not be more timely and relevant in the world we live in today.

Our world is rich in its diversity of cultures, faiths, and traditions. This conference, with the participation of renowned religious scholars, noted speakers, social scientists, eminent academicians, and distinguished guests from both India and abroad, offers a unique platform to discuss the values that bind humanity across all religions. Such gatherings are a powerful reminder of the universal truths that lie at the core of every faith—love, compassion, tolerance, and the dignity of human life.

India, known for its pluralism, is a land where multiple religions have coexisted for centuries in harmony and respect. It is through dialogue and mutual understanding that we continue to strengthen this heritage. Today, more than ever, it is essential to uphold and promote these values in every corner of the globe. Respect for humanity, irrespective of caste, creed, or color, is the cornerstone of a peaceful and prosperous society.

I commend the organizers for their efforts in fostering such meaningful discussions. Let us use this opportunity to deepen our understanding of one another, reflect on our commonalities, and work together towards building a world where respect for humanity reigns supreme.

I wish all the participants success in their deliberations and hope that this conference will inspire constructive dialogue and enduring unity.

(Hemant Soren)

Kanke Road, Ranchi - 834 008 (Jharkhand)
Tel.: 0651-2280886, 2280996, 2400233 Fax.: 0651-2280717, 2400232
E-mail: chiefminister.jharkhand19@gmail.com

Lalduhoma
Chief Minister
Mizoram

Off : (0389) 2342150/2322517
Fax : (0389) 2342245/(R)2342425
E-mail : cm@mizoram.gov.in
cmmizoram@hotmail.com

ITUWTSA

MESSAGE

It is with great admiration and respect that I extend my heartfelt greetings to all the participants of the esteemed 35th All India Ahle Hadees Conference on the topic of "World Religions and Respect for Humanity," organized by Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind. It is a profound opportunity to promote the shared values that bind us as human beings—peace and tranquility, understanding, universal brotherhood and respect for diversity.

In a world often marked by division, the unifying wisdom of world religions can serve as a guiding light, reminding us that humanity is our common bond. By fostering dialogue and building bridges across faiths and cultures, we not only enrich our own lives but also contribute to a more peaceful and just society.

May this conference inspire us to recognize the beauty in our differences and encourage us to work together for the greater good of all. I commend the efforts of Markazi Jamiat in organizing such an important event, and I am confident that the insights shared here will leave a lasting impact on promoting unity and respect for humanity.

Wishing you a successful and enlightening conference.

With regards.

(LALDUHOMA)

Dated Aizawl,
the 24th September, 2024

Mohibbullah Nadwi
Member of Parliament
Lok Sabha - Rampur

001, Western Court Annexe
Janpath, New Delhi-110 001
Mobile: 9499100410, 9971826809
E-mail: mohibbullah.nadwi@sansad.nic.in

MMP/LS/322

Dated: 24-10-2024

[illegible]

सत्यमेव जयते

Dr Fauzia Khan
Member of Parliament
(Rajya Sabha)

MP/Pbn/message/2024/234
18.10.2024

Mr Asghar Ali Imam Mahadi Salafi
President Markazi Jamat Ahle Hadees Hind
Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar,
Jama Masjid, New Delhi 110006

Subject: Message on the eve of conference organized on the topic of WORLD RELIGIONS AND RESPECT FOR HUMANITY

Respected sir

Assalamo Alaikum Wa Rahmatullah wa Barakatuhu

I am honoured to have recieved a letter from your organization. The Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind holds the distinction of being one of the oldest organizations of its kind. The work you do promoting peace and harmony between communities and the emphasis you put on brotherhood and national intergration is exactly the sentiment we need in these divisive times.

I am certain that the scheduled summit will fulfil its objective of fighting the evil of terrorism and championing the cause of humanity at large as you have beautifully put, inshallah.

My warmest regards and best wishes!

Yours sincerely

Dr Fauzia Khan

Address: Nandkheda Road Parbhani (Maharashtra) 431401 Mobile: 9823144575 E-mail: fauziakhan.53@rediffmail.com
Delhi Address: Bungalow Number C-1/5 Humayun Road New Delhi 110003 Phone: 011-24641501 E-mail: pbncamp11@gmail.com

दिल्ली स्टेट हज कमेटी
राष्ट्रीय राजधानी क्षेत्र दिल्ली सरकार
(संसद के अधिनियम 35/2002 के अंतर्गत स्थापित)

دہلی اسٹیٹ حج کمیٹی
Delhi State Haj Committee
Government of NCT of Delhi
(Constituted under the Act of Parliament No. 35 of 2002)

KAUSAR JAHAN
Chairperson

It gives me immense pleasure to know that the Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind is going to organize its 35th All India Ahle Hadees Conference on the Theme **'Word Religions and Respect for Humanity'**. As I am well aware, the Markaz has always been engaged in campaigning and establishing Human respect, Love to mankind and Fraternity through its multi-dimensioned program and activities since its inception. Irrespective of the different religious philosophy regarding creations of the universe and mankind, its core and central purpose is Love to mankind and human beings. The ultimate thrust of all religious preaching is only to love mankind and teach humanity.

Here I would like to draw the attention of all concerned that specially in pluralistic society like India, the role and responsibilities of the institution and organization such as the **Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees** is manifold towards the establishment and nurturing of a human-loving society which ensures a favorable environment for all-round development and progress of the Nation, Society as well as the mankind ultimately.

I wish my all the best for a great success and achievements on this occasion.

With Love and Respect for Mankind and Humanity

Kausar Jahan
(Kausar Jahan) 14/10/24
Chairperson

To
Janab Maulana Asghar Ali Imam Mehdi Salfi Sahab,
President,
Markazi Jamat Ahle Hadees Hind,
New Delhi.

Office: Haj Manzil, Asaf Ali Road, New Delhi-110002, Phone: **011-23216730**, 011-23230507, Fax: 011-23234041
Mobile : **7042169999**, Email: delhistatehajcommittee@gmail.com

SALMAN KHURSHID
PRESIDENT
BA (Hons) Delhi, MA (Oxon), BCL,
Senior Advocate
Former Minister of Law & Justice and
External Affairs, Govt. of India
Hon. Fellow, St. Edmund Hall, Oxford

India Islamic Cultural Centre

IICC/PO/MSG/24-25/D-

Date: 17.10.2024

Message

Dear Hazrat Maulana Asghar
Ali Imam Mahdi Salafi Sahib,
Central Amir of Jamiat-e-Ahl-e-Hadith Hind
New Delhi

It is a pleasure to acknowledge the invitation to the 35th All India Ahl-e-Hadith Conference, scheduled for November 9-10, 2024, at Ramlila Maidan, Delhi, under the theme "Respect for Humanity and Religions of the World." We commend the Central Jamiat Ahl-e-Hadith for consistently addressing vital issues concerning humanity and promoting peace, tolerance, and social harmony through its events and activities.

The recognition of human dignity, the sanctity of life, and the rights of all individuals has been upheld by all religions, with Islam championing these values. At a time when social unrest and violence pose significant challenges globally, it is heartening to see efforts made to foster national unity, eliminate social evils, and ensure the welfare of the underprivileged.

We pray for the success of this important conference and hope it will continue to inspire and advance the cause of peace, humanity, and social justice.

May Allah bless these endeavors.

Peace and blessings be upon you.

(SALAMAN KHURSHID)

87-88, Lodhi Road, New Delhi-110003 (India) | Tel : +91-11-43535353, +91-11-43535350
Email : iiccdelhi@gmail.com, president@iiccentre.com | Website : www.iiccentre.com

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(केन्द्रीय विश्वविद्यालय)
मौलाना मोहम्मद अली जौहर मार्ग, नई दिल्ली - 110025

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(Central University)
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg, New Delhi-110025
(NAAC Accredited A++ Grade)

جامعہ ملیہ اسلامیہ
(مرکزی یونیورسٹی)
مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی

Tel.: 011 - 26984650, 26985180, Fax : 0091-11-26981232 | Email: vc@jmi.ac.in | Web: jmi.ac.in

कुलपति कार्यालय　　Office of the Vice Chancellor　　دفتر شیخ الجامعہ

گرامی قدر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب / مدظلہ العالی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے قدیم مذہبی و اصلاحی، تعلیمی و تبلیغی اور سماجی و رفاہی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان ۳۵ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ ۹-۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء مطابق ۹-۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ و اتوار بعنوان "احترام انسانیت اور قیام امن عالم" بڑے تزک و احتشام کے ساتھ دہلی کے رام لیلا میدان میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علمائے کرام، دانشوران قوم و ملت اور اہم مذہبی و سماجی شخصیات شریک ہوں گی۔ مزید یہ کہ اس کانفرنس کے موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے جرائد و رسائل کے خصوصی نمبرات کا اجرا بھی عمل میں آئے گا۔ اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے لیے میں تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔

آج ملکی و عالمی سطح پر جو بے چینی، اضطراب، بے اعتمادی، منافرت، تشدد اور ظلم و تعدی کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ ایک دوسرے کے معتقدات، ثقافت اور مذہبی تعلیمات سے ناواقفیت یا ان کی دانستہ و نادانستہ پامالی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان مقاصد و مصالح کے فروغ، تحفظ اور حصول کو ترجیحی طور پر یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ اپنی تمام تر سرگرمیوں اور خدمات اور بالخصوص آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، قومی یکجہتی کانفرنس کے ذریعہ انہیں بنیادوں اور اصولوں کو پیام امن و آشتی کے قیام، انسانیت کی تعمیر، اخوت کا فروغ، رواداری اور قومی یکجہتی کے استحکام، حقوق نسواں و اطفال کے تحفظ، محترم مقامات کی حفاظت اور دہشت گردی کی بیخ کنی اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی بھرپور وکالت کی ہے۔ بلکہ ان کی دوسروں کو دعوت دینے کے لیے بھی پہل کی ہے۔ زیر نظر ۳۵ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔

توقع ہے کہ یہ کانفرنس بھی دیگر کانفرنسوں کی طرح اپنے موضوع و مشتملات اور زمان و مکان کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور مذاہب عالم بالخصوص اسلام کے پیغام امن و انسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف و ہراس، تشدد و دہشت گردی، شراب نوشی و دیگر منشیات، جہیز، رشوت خوری، قرض، استحصال، جنسی و سماجی بے راہ روی وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر اعتبار سے ملک و ملت اور انسانیت کے لیے مفید بنائے، اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوں اور آپ کی تمام قومی، ملی اور انسانی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخلص
پروفیسر مظہر آصف
وائس چانسلر
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

PROF. NAIMA KHATOON
M.Phil, Ph.D. (Psychology)
Vice-Chancellor

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

Aligarh - 202 002, UP., India.
A Central University (NAAC ACCREDITED "A+" GRADE)

Phone: (Off) +91-571-2700994/2702167
(Res) +91-571-2700443
Fax: (Off) +91-571-2702607
Email: vcamu@amu.ac.in

October 24th, 2024

Message

It is heartening to note that the *Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind*, is organising a conference entitled "World Religions and Respect for Humanity", at New Delhi.

World religions, while diverse in their practices and beliefs, converge on the fundamental principle of respect for humanity. In a world that often seems divided along religious and cultural lines, it is crucial to recognise the shared values that bind us together and reiterate the values of kindness, mutual respect and harmony among people of different religious backgrounds.

In multicultural societies like ours, people of various religious traditions often live, work, and interact with one another. This presents both opportunities and challenges for promoting mutual respect. On one hand, it offers the chance to learn about and appreciate diverse belief systems. On the other hand, it can also lead to misunderstandings, prejudice, and conflict; however, true respect means valuing the dignity and humanity of all individuals, regardless of their religious or cultural background.

The *Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees*, being an old organisation, has a role to play in national integration. I hope this conference will provide an opportunity to engage in conversations that explore the similarities between religious traditions and foster a deeper sense of mutual respect among different faith communities.

I congratulate the organisers and wish the conference a great success.

Prof. Naima Khatoon

Prof. Shehpar Rasool
Vice-Chairman, Urdu Academy (Govt. of Delhi)
C.P.O. Building, Kashmere Gate, Delhi-110006

پروفیسر شہپر رسول
وائس چیئرمین، اردو اکادمی، دہلی
سی۔پی۔او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی ۱۱۰۰۰۶

اردو اکادمی، دہلی

प्रो० शहपर रसूल
उपाध्यक्ष, उर्दू अकादमी, दिल्ली
सी.पी.ओ. बिल्डिंग, कश्मीरी गेट, दिल्ली-110006
Tel: (O) 011-23863858,23863596, 23863697, 23865436, Extn. 26
Website: http:// urduacademydelhi.com E-mail: urduacademydelhi@gmail.com

پیغام

محترم و مکرم اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم ہو کر حد درجہ مسرت ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، پینتیسویں دو روزہ آل انڈیا کانفرنس بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کر رہی ہے۔

آپ کا موضوع پڑھ کر مزید مسرت اور اطمینان ہوا۔ آج کی دنیا کے معاشرتی رویوں کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ فی الوقت حیات انسانی میں انسان، انسانیت نیز علوم انسانیات کو کم نگاہی اور کج فہمی کے سبب جس انداز میں دیکھا جا رہا ہے اور مذکورہ الفاظ و تصورات جس بے توقیری اور ناقدری کے شکار ہو گئے ہیں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ جس سماج میں انسانیت پر مادیت کو فوقیت ملنے لگتی ہے اور مذہب کی اصل روح کو سمجھے بغیر مذہبی ہونے کی نمائش کو اہمیت حاصل ہو جاتی ہے یا مذہب کے پردے میں حصول دنیا کے حربوں کی کارفرمائی شروع ہو جاتی ہے، وہاں نہ صرف احترام انسانیت کا جذبہ مکمل مفقود ہو جاتا ہے بلکہ پست کرداری، باطل پرستی، ظلم و جبر اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت ایسے اہم موضوع پر گفتگو کا دروازہ کھول کر آپ نے قابل تحسین اقدام کیا ہے۔ میں اس کے لیے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ گزشتہ برسوں میں بھی آپ کی مساعی امن و آشتی، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، انسانی مساوات اور مذہبی رواداری کے تعلق سے بہت اہم رہی ہیں۔ اس کانفرنس سے بھی ان شاء اللہ ایک مثبت اور نتیجہ خیز پیغام انسانی معاشرے میں عام ہوگا اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامرانی میسر آئے گی۔ آمین

دعاگو

پروفیسر شہپر رسول
وائس چیئرمین، اردو اکادمی، دہلی
سابق صدر شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

Res: B-33, Mujeeb Bagh, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Mobile: 9891721187, [redacted] E-mail: rasoolshehpar@gmail.com

مركز الدراسات العربية والإفريقية
Centre of Arabic and African Studies
School of Language, Literature and Culture Studies
Jawaharlal Nehru University, New Delhi - 110 067
जवाहरलाल नेहरू विश्वविद्यालय, नई दिल्ली - 110067

٢١ أكتوبر ٢٠٢٤

إلى سعادة الأستاذ الفاضل فضيلة الشيخ أصغر علي إمام مهدي سلفي   حفظه الله ورعاه
أمير جمعية أهل الحديث المركزية، الهند
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد،

فأود أن أعبر لكم عن عميق امتناني وشكري على دعوتكم الكريمة لي للمشاركة في المؤتمر السنوي الخامس والثلاثين على مستوى عموم الهند، المقرر انعقاده في ٩-١٠ نوفمبر، ٢٠٢٤ في نيو دلهي تحت عنوان "احترام الإنسانية وأديان العالم" من قبل جمعية أهل الحديث المركزية. إنني أعتبر هذه الدعوة شرفًا كبيرًا لي، إذ سيجمع المؤتمر تحت سقف واحد كبار العلماء والمشائخ والمفكرين والشخصيات الدينية الموقرة من مختلف أنحاء الهند وخارجها، مما يسهل تبادل الآراء والتجارب حول أبرز القضايا التي تواجه بلدنا والإنسانية جمعاء.

تتجلى أهمية هذا المؤتمر في الفكرة الجوهرية المتمثلة في التأكيد على أن جميع الأديان السماوية تدعو بلا استثناء إلى حماية وصيانة كرامة الإنسان وعرضه وحياته ودينه وعقيدته. لا تستند هذه القيم إلى الشرائع الدينية فحسب، بل هي أيضًا موثقة في المعاهدات والمواثيق العالمية التي تسعى جميعها إلى تحقيق العدالة والمساواة بين البشر وضمان الكرامة لكل فرد. ومع ذلك، فإن البشرية لا تزال تعاني من أزمات سياسية واجتماعية وأخلاقية شديدة، حيث تظل الحروب والصراعات تهدد السلام والأمن في العالم.

إننا اليوم في أمس الحاجة إلى تحقيق سلام شامل ومستدام في المجتمعات كلها. ولن يتحقق ذلك إلا من خلال تعزيز الاحترام المتبادل بين جميع الأفراد والشعوب، والعمل الجاد على نشر قيم الوئام الطائفي والتسامح. من الضروري أيضًا القضاء على خطاب الحقد والكراهية والتطرف الفكري الذي تنشره بعض الجماعات خدمة مصالحها الشخصية، ولا بد من التصدي لكل ما يسهم في تعزيز الاستغلال والعنف واللامساواة الاقتصادية والاجتماعية. لذلك، فإنني على يقين بأن هذا المؤتمر، مثل المؤتمرات السابقة التي عقدتها الجمعية المركزية لأهل الحديث، سيكون بمثابة منارة لنشر السلام وتعزيز التفاهم بين المجتمعات، وتعزيز الوئام الطائفي، وبث التواد والتراحم فيما بين مختلف طوائف المجتمع، وهو أمر نحن في أمس الحاجة إليه في ظل الظروف الراهنة.

أشكركم مرة أخرى على هذه الدعوة الكريمة، وإن شاء الله أحاول للمشاركة في هذا المؤتمر المهم، الذي سيقدم منصة قيمة لتبادل الأفكار والخبرات، ويعزز الجهود الرامية إلى تحقيق التعايش السلمي بين مختلف الأديان والثقافات.

مع خالص الشكر والتقدير،
أ.د. مجيب الرحمن
رئيس مركز الدراسات العربية والإفريقية
جامعة جواهر لال نهرو، نيو دلهي

Prof. Mujeebur Rahman
Centre of Arabic & African Studies
School of Language, Literature and Culture Studies
Jawaharlal Nehru University
New Delhi - 110067

شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی
DEPARTMENT OF URDU, University of Delhi, Delhi-110007
150 YEARS OF CELEBRATING THE MAHATMA

۱۵/اکتوبر ۲۰۲۲ء

مکرمی اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

سلام مسنون!

آپ کا دعوت نامہ ملا۔ بے حد شکریہ، جزاک اللہ۔

یہ جان کر از حد خوشی ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ۳۶ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" بتاریخ ۹-۱۰ نومبر ۲۰۲۲ء، بمقام رام لیلا میدان نئی دہلی میں منعقد ہو رہا ہے جس کا مقصد مذاہب عالم بالخصوص اسلام کے پیغام امن وانسانیت کو دنیا میں عام کرنا ہے۔

یقین ہے کہ اس دو روزہ عظیم الشان کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالوں، تقریروں اور پاس کی جانے والی تجویزوں کے نتیجے میں قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، ہر طرح کے انسانی حقوق کی بحالی اور بشر دوستی کو فروغ ملے گا۔ نفرت، استحصال، خوف و ہراس، ظلم و جبر اور کسی بھی نوع کے تشدد کو ختم کرنے میں یہ کانفرنس اور اس کے پیغامات اہم رول ادا کریں گے۔

آپ کے مجوزہ منصوبوں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ خوشگوار ماحول خلق کرتے، گنگا جمنی تہذیب کی روایت کو زندہ رکھتے، ایک بہتر سماج تشکیل دیتے اور ملک کے امن و آشتی کو مزید مستحکم بنانے میں حتی الامکان اپنے وسائل و ذرائع کا استعمال کریں گے۔

کانفرنس کی کامیابی، اس کے پیغام کو عام کرنے کے خیال اور آپ کے عمدہ جذبات کے لیے نیک خواہشات۔

(پروفیسر ابوبکر عباد)
صدر شعبۂ اردو
دہلی یونیورسٹی، دہلی

E-mail : departmentofurdu.du@gmail.com

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(A Central University by an Act of Parliament)
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg, New Delhi - 110025
Website: jmi.ac.in/islamicstudies

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(संसदीय अधिनियम द्वारा केन्द्रीय विश्वविद्यालय)
मौलाना मुहम्मद अली जौहर मार्ग, नई दिल्ली-११००२५

جامعہ ملیہ اسلامیہ

Department of Islamic Studies
डिपार्टमेंट ऑफ इस्लामिक स्टडीज़
شعبہ اسلامک اسٹڈیز

گرامی قدر حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب، مدظلہ العالی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے قدیم دینی واصلاحی، تعلیمی وتربیتی اور سماجی ورفاہی تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان چھتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بتاریخ ۹-۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء مطابق ۷-۸ جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ واتوار بعنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم کی تعلیمات" [illegible] کے ساتھ رام لیلا میدان دہلی میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک وبیرون ملک کے مشاہیر علمائے کرام، دانشوران ملک وملت اور اہم مذہبی وسماجی شخصیات شریک ہوں گی۔ مزید برآں اس کانفرنس کے موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے ترجمان ورسائل کے خصوصی شماروں کا اجرا بھی عمل میں آئے گا۔ اس اہم کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے لیے ہم تہہ دل سے آپ کے مشکور ہیں اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔

آج ملکی وعالمی سطح پر بے چینی، اضطراب، بے اعتمادی، اسلاموفوبیا، تشدد اور خونریز تصادم کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ ایک دوسرے کے معتقدات، ثقافت اور مذہبی شخصیات سے عدم واقفیت اور ان کی رواداری وبرداشت [illegible] ہے۔ مقام شکر ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان مقاصد ومصالح کے فروغ وتحفظ اور حصول کو ترجیحی طور پر یقینی بنانے کی کوشش کی ہے۔ [illegible] کانفرنس، قومی سیمینار اور سمپوزیم [illegible] اور امن وشانتی کے قیام، انسانیت کی تعمیر، اخوت کا فروغ، رواداری وہم آہنگی، [illegible] حقوق نسواں واطفال کے تحفظ [illegible] دہشت گردی کی بیخ کنی اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی نہ صرف بات کی ہے [illegible] اور یہ چھتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس بھی اسی مبارک سلسلے کی اہم کڑی ہے۔

توقع ہے کہ یہ کانفرنس بھی دیگر کانفرنسوں کی طرح اپنے موضوع، مشمولات اور زمان ومکان کے لحاظ سے منفرد ومثالی ثابت ہوگی اور مذاہب عالم خصوصاً اسلام کے پیغام امن وانسانیت، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف وہراس، تشدد، دہشت گردی، شراب نوشی ودیگر منشیات، جہیز، جوا، رشوت، جہالت، خود کشی، [illegible] وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات [illegible] کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کرے گی ان شاء اللہ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر اعتبار سے ملک وملت اور انسانیت کے لیے مفید بنائے، اس کے نیک اثرات ظاہر ہوں اور آپ کی تمام قومی، ملی اور انسانی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخلص

پروفیسر اقتدار محمد خان
صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Dr. Suhaib Hasan

- Chairman, Al-Quran Society, London (1978)
- Secretary General, Islamic Sharia Council UK (1982)
- Founder, Masjid Al-Tawhid London-UK (1984)
- Founder Trustee, Muslim Aid (1985)

الدكتور / **صهيب حسن عبد الغفار**

- رئيس جمعية القرآن (لندن) (١٩٧٨)
- الأمين العام لمجلس الشريعة الإسلامية (بريطانيا) (١٩٨٢)
- مؤسس مسجد التوحيد لندن - بريطانيا (١٩٨٤)
- عضو تأسيسي للعون الإسلامي (١٩٨٥)

مکرمی جناب اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سب سے پہلے تو میں جناب جمیل احمد شیر خان کے توسط سے آپ کے خطاب دعوت ارسال کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور پھر آپ کے سالانہ اجتماع اور شوریٰ کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں کہ آپ سرزمین ہند میں اسلام کی سچی اور کھری دعوت کو پیش کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

میں تو ہمیشہ خواہشمند رہا ہوں کہ کم از کم ایک مرتبہ اپنی زندگی میں اپنی جائے ولادت (مالیر کوٹلہ) اور اپنے والد کی جائے تعلیم (رحمانیہ، دہلی) کا دیدار کر سکوں لیکن ویزا کے عدم حصول کی بنا پر ایسا نہ ہو سکا۔

آپ کی حالیہ دعوت ویزا کے حصول کی ایک اور کوشش کا سبب بن سکتی تھی لیکن فی الحال اس کا موقع نہیں دیکھ رہا ہوں اور وہ اس لئے کہ آپ کی کانفرنس کا وقت بہت قریب ہے اور اسی دوران ہمارے اپنی (یورپین کونسل برائے فتویٰ اور تحقیق) کہ جس کا میں صدر بھی ہوں، کا سالانہ اجلاس نومبر میں ہی ترکی کے شہر قونیہ میں ہو رہا ہے جس میں نہ صرف مجھے شرکت کرنا ہے بلکہ اس میں ایک تحقیقی مقالہ بھی پیش کرنا ہے جس کی تحریر میں میرا اچھا خاصا وقت صرف ہو رہا ہے۔ آپ کا اپنا مطلوبہ مقالہ لکھنا بھی اس وقت میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کے لئے مناسب وقت درکار ہے۔

فی الحال میری معذرت قبول فرمائیں لیکن آئندہ کسی اجلاس کی حاضری مطلوب ہو تو کم از کم چھ ماہ قبل دعوت ارسال کریں تاکہ ویزا کا حصول یقینی بنایا جا سکے۔

ایک مرتبہ پھر آپ کے اور آپ کے معاونین کے شکریہ کے ساتھ، والسلام

لندن: تاریخ ۲۳ ستمبر ۲۰۲۴ء

المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة
The World Muslim Communities Council

بسم الله الرحمن الرحيم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

يسرني في البداية أن أتوجه بالشكر الجزيل إلى الإخوة في جمعية أهل الحديث المركزية بجمهورية الهند ممثلة بفضيلة الشيخ أصغر علي إمام مهدي السلفي، على دعوتهم لي للمشاركة في المؤتمر الخامس والثلاثين لعموم الهند والذي يحمل عنوان: "دور الأديان العالمية في صيانة الكرامة الإنسانية"، إن هذا المؤتمر الذي يأتي في وقت يمثل لنا جميعا فرصة عظيمة للتأكيد على أهمية دور القيادات الدينية في ترسيخ قيم التعايش السلمي والحوار البناء بين كافة أتباع الأديان وإعلاء الكرامة الإنسانية، ما هو إلا تأكيد على الدور الرئيسي والفعال للقيادات الدينية في تعزيز أمن واستقرار وازدهار الأوطان وتنميتها.

ولا يخفى علينا جميعا أن الأديان على مر العصور والأزمنة لعبت دورًا محوريًا في تعزيز التعايش والتسامح بين أتباعها، حيث تستند في نصوصها المقدسة وتعاليمها الدينية على إرساء مبادئ ومفاهيم المحبة، والسلام، والاحترام المتبادل، وحفظ كرامة الإنسان وتقديس حقه في حياة آمنة مطمئنة، ولنا في ديننا الإسلامي الحنيف أسوة حسنة، حيث يقول المولى عز وجل في كتابه الكريم: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا" (الإسراء، 70)، حيث شملت الكرامة الإنسانية جميع بني آدم بغض النظر عن أديانهم وأعراقهم وثقافاتهم، وهي رسالة عظيمة علينا أن نتلقفها وندرك مقاصدها من خلال تطبيقها

ص.ب 769688 أبوظبي، الإمارات العربية المتحدة | P.O.Box 769688 Abu Dhabi, UAE
info@twmcc.com | www.twmcc.com

المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة
The World Muslim Communities Council

في إدارة شؤون مجتمعاتنا عبر التأكيد على احترام الإنسان وإعلاء كرامته التي ذكرها سبحانه وتعالى في محكم تنزيله، وأوصى بها نبيه الكريم صلى الله عليه وسلم.

واليوم ونحن نجتمع في مدينة نيودلهي عاصمة جمهورية الهند، فإننا لابد وأن ندرك أن التعددية الدينية كانت ولا تزال من أبرز السمات التي تتميز بها الهند دون غيرها من البلدان، حيث يُعد هذا التنوع الديني مصدر القوة لهذا البلد وصمام أمان لشعبه، ومنارة للتعايش السلمي بينهم بكل ود واحترام وولاء للوطن جنبًا إلى جنب في مجتمع يغلب عليه روح التسامح وقبول الآخر.

إن الهند هذا البلد العظيم، يضم على أرضه أكثر من مليار وأربعمائة مليون نسمة، يتحدثون لغات متعددة وأعراق مختلفة ويمارسون طقوسًا دينية متنوعة، تكمن قوة التعايش فيه بقدرة أبناء شعبه على احتضان هذا التنوع والعيش بكل ود ووئام بغض النظر عن الاختلافات الدينية والتباينات العقدية، فالهندوس والمسلمون والمسيحيون والسيخ والبوذيون وغيرهم يتشاركون شؤون الحياة اليومية على مستوياتها الاقتصادية والاجتماعية والسياسية والرياضية والفنية كافة، ويتعاونون فيما بينهم في تنظيم الفعاليات الوطنية ومهرجاناتهم الثقافية واحتفالاتهم الدينية، مدركين في الوقت ذاته حرية الإيمان بالمعتقد ووجوب احترام المقدسات، وهو ما جعل من الهند أنموذجا عالميا يحتذى به في التعايش والتسامح واحترام الآخر.

إن تمسك الهند بروح التسامح والتعايش لا يمنحها فقط الاستقرار الاجتماعي والنمو الاقتصادي، بل يقدم للعالم نموذجًا إيجابيًا يمكن الاحتذاء به. يبرز التعايش السلمي

ص.ب 769688، أبوظبي، الإمارات العربية المتحدة | P.O.Box 769688 Abu Dhabi, UAE
info@twmcc.com | www.twmcc.com

المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة
The World Muslim Communities Council

بين أتباع الأديان كمبدأ أساسي لبناء مجتمع أكثر عدلاً وازدهارًا، يُتاح فيه للجميع فرصة الإبداع، والإسهام في مسيرة التقدم، والازدهار.

وإننا من خلال هذا الجمع الكريم في مؤتمر **"دور الأديان العالمية في صيانة الكرامة الإنسانية"**، علينا أن نستذكر جميعا الدور التاريخي والمهم الذي لعبه علماء الهند المسلمين في ترسيخ قيم المواطنة والتعايش بين مختلف أتباع الأديان في هذا البلد، ويشهد التاريخ وتراث الهند كيف ساهم العلماء المسلمون في تعزيز التناغم الاجتماعي والاحترام المتبادل بين جميع مكونات المجتمع، واليوم فإن المسلمين في الهند عليهم مسؤولية عظيمة في الحفاظ على خصوصية المجتمع الهندي، وإحياء تراثه الإسلامي من خلال التعريف بالدور الكبير الذي لعبه أسلافهم في بناء هذا الوطن، وتربية الأجيال الناشئة على قيم الولاء لوطنهم وإدراكهم لواجباتهم وحقوقهم كمواطنين هنود يفخرون بانتمائهم لدينهم ووطنهم ومجتمعهم، ويكنّون كل الاحترام والتقدير لشركائهم في الوطن على اختلاف أديانهم ومعتقداتهم وثقافاتهم.

لقد أدرك علماء الهند المسلمون قبل استقلال الهند وبعده أهمية السلام والعدل والتسامح، مسترشدين بالنصوص الدينية والسيرة النبوية التي تشجع على الرفق والعدالة والعيش السلمي وإعلاء الكرامة الإنسانية، من خلال الخطب والمحاضرات والمؤلفات والمناقشات العلمية، ودعوا إلى نبذ التعصب والكراهية واعتماد الحوار كوسيلة لحل الخلافات، كما آمنوا بالمشاركة الفعّالة في الحياة العامة والسياسية لتحقيق المساواة وضمان حقوق الجميع في الوطن، مؤكدين على إعلاء قيم المواطنة

ص.ب 769688 أبوظبي الإمارات العربية المتحدة | P.O.Box 769688 Abu Dhabi, UAE
info@twmcc.com | www.twmcc.com

المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة
The World Muslim Communities Council

والالتزام بواجباتها، إن هذه الجهود المستمرة ساهمت ولا تزال في بناء مجتمع هندي متماسك ينعم بالتعايش السلمي واحترام الاختلافات، مما أسهم في تعزيز الاستقرار والتقدم للبلاد.

إن المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة وإذ يبارك لجمعية أهل الحديث المركزية بجمهورية الهند حسن اختيارها لموضوع المؤتمر، بما يسهم في تعزيز الحوار البناء وقيم العيش المشترك وإعلاء قيم المواطنة والكرامة الإنسانية، ودعم مشاركة المسلمين في مجتمعاتهم وتعايشهم بطريقة فعّالة مع شركائهم في الوطن، بما يعزز بناء جسور التواصل والتفاهم مع الثقافات والأديان الأخرى.

فإنه كذلك يؤكد على أن المؤتمر يتوافق مع الأهداف التي يسعى المجلس لتحقيقها في كافة المجتمعات المسلمة في العالم عبر تعزيز الحوار بين الأديان والثقافات، وإعلاء حق الإنسان بالعيش الكريم والحياة الآمنة، وتعزيز الفهم المتبادل وتقديم النظرة الصحيحة للإسلام والمسلمين، تلك النظرة المبنية على نشر قيم التسامح والسلام والاحترام المتبادل.

كما أن المجلس يشجع المسلمين وغيرهم على الانخراط الإيجابي في المجتمعات التي يعيشون فيها، مشدداعلى أهمية أن يكون الفرد المسلم مواطنًا صالحًا يسهم في رفاهية وتقدم بلده، دون تمييز أو تحزب، ويُشجع المجلس أيضا على المشاركة الفعّالة في الحياة المدنية والسياسية، والتأكيد على أن المواطنة ليست مجرد هوية، بل هي مسؤولية تتطلب العمل من أجل الصالح العام، عبر تنفيذ مبادرات تسهم في تعزيز

ص.ب.769688 أبوظبي، الإمارات العربية المتحدة | P.O.Box 769688 Abu Dhabi, UAE
info@twmcc.com | www.twmcc.com

المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة
The World Muslim Communities Council

التفاعلات البناءة مع الشركاء في الوطن، مما يساهم في نزع أي مخاوف أو سوء فهم يمكن أن تنشأ بسبب الاختلافات الثقافية أو الدينية.

إن المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة وإذ يُشجع على احترام التعددية والاعتراف بأهميتها لبناء مجتمعات قوية ومستقرة، فإنه وفي الوقت ذاته يؤكد على أهمية هذا المؤتمر وغيره من الفعاليات في ترسيخ قيمة العمل المستدام الهادف إلى خلق مناخ يتيح للمسلمين ولغيرهم من شركاء الوطن على حد سواء، الاستفادة من التنوع الثقافي والديني في وطنهم، والعمل سوياً نحو مستقبل مشرق للجميع، مع تمنياتنا الخالصة الصادقة للمؤتمر والقائمين عليه النجاح والتوفيق.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته...

الدكتور علي راشد النعيمي

رئيس المجلس العالمي للمجتمعات المسلمة

دولة الإمارات العربية المتحدة

ص.ب 769688 أبوظبي، الإمارات العربية المتحدة | P.O.Box 769688 Abu Dhabi, UAE
info@twmcc.com | www.twmcc.com

بسم الله الرحمن الرحيم

رابطة العالم الإسلامي
MUSLIM WORLD LEAGUE
مكتب نائب الأمين العام
Office of the Deputy Secretary General

رابطة العالم الإسلامي
نائب الأمين العام

فضيلة الشيخ أصغر علي إمام مهدي السلفي

أمير جمعية أهل الحديث المركزية بالهند **وفقه الله**

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد : فقد تلقيت خطابكم برقم 24/ E/ MJA/ 830 ، وتاريخ ١/ ١٠/ ٢٠٢٤م ، المتضمن دعوتي للمشاركة في المؤتمر الخامس والثلاثين للجمعية بعنوان : دور الأديان العالمية في صيانة كرامة الإنسانية ، المزمع عقده بالعاصمة نيودلهي ، في الفترة ٧-٨ جمادى الأولى ١٤٤٦هـ الموافق ٩-١٠ نوفمبر ٢٠٢٤م .

ويطيب لي أن أتقدم لفضيلتكم بخالص الشكر وصادق التقدير على دعوتكم الكريمة ، ويشرفني حضور المؤتمر بعون الله تعالى .

وأسأل الله عز وجل أن يوفقنا وإياكم لمحبته ومرضاته، وأن يحفظكم ويرعاكم، ويسدد على طريق الحق خطاكم.

والله يحفظكم.

أ عبدالرحمن

نائب الأمين العام لرابطة العالم الإسلامي

د. عبدالرحمن بن عبدالله الزيد

www.themwl.org info@themwl.org @mwlorg

الندوة العالمية للشباب الإسلامي
wamy
World Assembly of Muslim Youth

الرقم: 1C04661
التاريخ: 16-10-2024

الأخ الفاضل الشيخ / أصغر علي إمام مهدي سلفي حفظه الله
الأمير لجمعية أهل الحديث المركزية بالهند

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

أرجو أن يصلكم خطابي هذا وأنتم في صحة جيدة وحال طيبة، وبعد،

أشير إلى خطابكم الكريم رقم (736/MJAC/24) في 2024/9/25م، بشأن دعوتي لحضور المؤتمر الخامس والثلاثين لعموم الهند في يومي السبت والأحد الموافق 9-2024/11/10م، بنيودلهي عاصمة الهند بعنوان (دور الأديان العالمية في صيانة كرامة الإنسانية).

أشكركم جزيل الشكر للدعوة، وسوف ينوب عني في الحضور سعادة أ.د. سليمان بن قاسم العيد، في الموعد المحدد بعون الله تعالى.

والله تعالى يحفظكم ويرعاكم،

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

الأمين العام

د. صالح بن سليمان الوهيبي

WAMY

صورة مع التحية لإدارة المكاتب والعلاقات الدولية.

عضو المنظمات غير الحكومية - هيئة الأمم المتحدة
هاتف: 2050000 11 966+ - فاكس: 2050011 11 966+ - wamy.org
ص.ب 10845 الرياض 11443 - رقم المبنى 1079 - طريق الملك فهد - حي ... - المملكة العربية السعودية
920011000
8001244400
info@wamy.org

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فقد تلقيت دعوة كريمة من صاحب الفضيلة الشيخ أصغر علي بن إمام مهدي السلفي -حفظه الله- أمير جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند: للمشاركة في مؤتمر الجمعية الخامس والثلاثين لعموم الهند في يومي السبت والأحد (٦-٧) جمادى الأول ١٤٤٦هـ الموافق لـ (٩-١٠) نوفمبر ٢٠٢٤م: عن حفظ الدين الإسلامي لكرامة الإنسانية وواجب الأديان تجاه ذلك. فألفيته موضوعا مهما للغاية للدفاع عن الإسلام وإبراز محاسنه في ظل الهجمات الإعلامية التي تحاول النيل منه كذبا وزورا، مثمنا دور جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند في خدمة الإسلام والمسلمين والدعوة إلى الله بالحكمة والموعظة الحسنة، وسعيها لجمع الكلمة، وتعزيز الأمن والسلم، ونبذ العنف والتطرف والظلم، وترسيخ مبادئ الكرامة الإنسانية التي جاءت بها الشريعة الغراء هدى ورحمة للعالمين.

وإني في هذا المقام أتقدم بالشكر الجزيل إلى فضيلة أمير الجمعية الشيخ أصغر علي السلفي والقائمين عليها: لما يقومون به من جهود جبارة في الدفاع عن الإسلام والمسلمين ونشر العقيدة الصحيحة. كما أشيد بدور الجمعية على مر التاريخ في الدفاع عن المملكة العربية السعودية وقيادتها الرشيدة وتأييد مواقفها السياسية ورسالتها السامية لتعزيز الأمن والسلم العالميين ومبادئ الإنسانية الحقة.

وأدعو الله -جل وعلا- أن يوفق القائمين على الجمعية الموقرة وعلى هذا المؤتمر المهم في موضوعه ومضامينه وتوقيته، راجيا من المولى العلي القدير أن يحظى هذا المؤتمر بالقبول وأن يثري الساحة الإعلامية والدعوية والفكرية والثقافية بمخرجاته الثمينة لإبراز محاسن الإسلام ودحض الشبهات المثارة حوله، وكما يحب ربنا ويرضى.

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

وكتبه

د/ عبدالمحسن بن عبدالرحمن القريواني

٣٠/ ٤/ ١٤٤٦هـ- مدينة الرياض

حضرة المكرم فضيلة الشيخ أصغر علي إمام مهدي السلفي/ حفظه الله وبارك في سعيه

أمير جمعية أهل الحديث المركزية، بالهند.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد:

فأتشرف بتقديم التحيات المباركات لشخصكم الكريم ولجميع منسوبي جمعية أهل الحديث بالهند، سائلاً الله تبارك وتعالى الصحة والعافية لفضيلتكم، والتوفيق والسداد في خطواتكم، والحفظ والأمان لكم وللجمعية ومنسوبيها.

ثم إني قد تشرفت بدعوة مباركة وصلتني من جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند، للمشاركة في «المؤتمر الخامس والثلاثين لعموم الهند» الذي تعقده الجمعية في يومي السبت والأحد، بتاريخ ٦و٧ من جمادى الأولى ١٤٤٦هـ الموافق: ٩ و ١٠ من شهر نوفمبر ٢٠٢٤م، بنيو دلهي عاصمة الهند، وتعتبر هذه فرصة سعيدة للقاء العلماء الأجلاء، والدعاة الفضلاء، وكبار الشخصيات من داخل الهند وخارجها، وبخاصة أنّ موضوع المؤتمر: «دور الأديان العالمية في صيانة كرامة الإنسانية» موضوع مهم، ونافع لأهل الإسلام، ويعطي للداعية فرصة سعيدة لإبراز محاسن الإسلام من خلال المشاركة فيه.

وبمقدار سعادتي بهذه الدعوة الكريمة، كان أسفي الشديد لعدم تمكني من المشاركة في المؤتمر، وتلبية دعوتكم في ذلك؛ لأن وقت المؤتمر يوافق وقت عقد «دورة علمية في نجران»، وقد سبقوا في الدعوة، وقبلت دعوتهم قبل أن تصلني الدعوة للمشاركة في مؤتمركم المبارك، وأسعد وأتشرف لو حصلت الفرصة مرة أخرى في مستقبل الأيام.

أسأل الله تبارك وتعالى أن يحفظ جمعية أهل الحديث ومنسوبيها، ويسددها في خطواتها، وأن يبارك في المؤتمر، ويحقق أهدافه ورسالته، ويجعله نافعًا للأمة الإسلامية.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أ.د. عمر مصلح الحسيني

رقم الجوال والواتس: ٠٥٩٦٦٥٠٣٣١٩٩٧٦+

البريد الالكتروني: ohosyni@gmail.com

☎ 06182 - 242134

Madrasa Ahmadia Salafia
Milki Mohallah, Arrah, Dist. Bhoj Pur
(Bihar) India - 802301
Founded by : Late Allamah Abu Mohd. Ibraheem Arvi

المدرسة الأحمدية السلفية
ملکی محلہ، آرہ، مديرية : بهوجفور
بيهار، الهند ٨٠٢٣٠١
المؤسس : العلامة ابو محمد ابراهيم الآروي رحمه الله

Ref. No. Regd No: 515 الرقم — Date ٣ جمادی الاولیٰ ١٤٤٦ھ = 06-11-2024 التاریخ

گرامی قدر محترم **جناب مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی صاحب** حفظہ اللہ ورعاہ
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دہلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

عرض ہے کہ ۳۵ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقدہ ۹، ۱۰ نومبر ۲۰۲۴ء کے لیے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی دعوت موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلہ آرہ کے بیچ بڑا گہرا اور تاریخی تعلق ہے۔ خادم قوم و ملت حضرت علامہ ابو محمد ابراہیم آروی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلہ آرہ کے مذاکرہ علمیہ کے موقع پر سالانہ اجلاس ۲۲، ۲۳ دسمبر ۱۹۰۶ء میں منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ نے کی اور اسی اجلاس میں جمعیت اہل حدیث کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے پہلے ناظم مولانا ثناء اللہ امرتسری مقرر کیے گئے جبکہ علامہ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ جمعیت کے صدر منتخب کیے گئے اور الحمد للہ مدرسہ احمدیہ سلفیہ آرہ میں جمعیت اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا، جس کی وجہ سے جماعت کے بزرگان اور مخلصین اسلاف علم دین نے بڑا کام کیا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جمعیت اپنے مقاصد میں سرگرم عمل ہے۔ مرکزی جمعیت کی دینی و ملی، رفاہی اور سماجی خدمات قابل رشک ہیں۔ موجودہ منعقدہ کانفرنس کے لیے منتخب عنوان "احترام انسانیت اور مذاہب عالم" ملکی اور عالمی حالات اور ضرورت کے عین مطابق ہے۔ شرکت کی آرزو تھی لیکن بروقت بیماری عذر کے باعث کانفرنس میں شرکت سے معذرت خواہ ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ ذمہ داران مرکزی جمعیت کو حوصلہ اور ہمت عطا کرے۔ کانفرنس بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچے اور برادران اسلام کی ہدایت و فلاح کا ذریعہ بنے۔ آمین

ان شاء اللہ پھر کبھی ملاقات ہوگی۔ میری صحت کے لیے اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلہ آرہ کی ترقی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیر اندیش

انور علی آروی
ناظم اعلیٰ
مدرسہ احمدیہ سلفیہ ملکی محلہ آرہ بہار
رابطہ کے لیے: 09934247576
Email: ahmadiasalafiaara@gmail.com

دین اسلام اور مذاہب عالم کے پیغام انسانیت ومحبت کو عام کرنا وقت کی اہم ضرورت: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران کی دو روزہ جائزہ میٹنگ اختتام پذیر''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' کے عنوان پر پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تیاریاں شباب پر، پورے ملک میں کافی جوش وخروش

دہلی: ۹؍اکتوبر ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام تاریخی دو روزہ عظیم الشان پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۹-۱۰؍نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی کے تاریخی رام لیلا میدان میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہورہی ہے۔جس میں ملک وبیرون ملک کے مشاہیر علمائے کرام و دانشوران ملک وملت اور اہم مذہبی وسماجی شخصیات شریک ہوں گی۔ جو ملک وملت اور انسانیت کو درپیش اہم مسائل ومشکلات کے تناظر میں مذکورہ مرکزی موضوع کے مختلف پہلوؤں پر چشم کشا، بصیرت آمیز، ایمان افروز خطابات، تقاریر، مقالات اور منظوم کلام پیش کریں گی اور جن سے ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے شرکائے کانفرنس فیضیاب ہوں گے۔ کانفرنس کی تیاریاں شباب پر ہیں، کانفرنس کے موضوع اور مقام کی اہمیت وضرورت اور معنویت کے پیش نظر ملک کے طول وعرض کے اندر کانفرنس کے تئیں کافی جوش وخروش پایا جارہا ہے۔صوبائی، ضلعی اور شہری ومقامی جمعیات اہل حدیث کانفرنس کو کامیابیوں سے ہمکنار کرنے اور اس کے پیغام انسانیت کو عام کرنے کیلئے میٹنگیں کررہی ہیں اور اس کے تئیں بیداری پروگرام منعقد ہورہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی جائزہ نشستوں کا سلسلہ زیر صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند گزشتہ کل کی صبح سے آج شام تک اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں جاری رہا۔جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران و دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی جس میں اب تک کی تیاریوں کا جائزہ لیا گیا۔کانفرنس کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں پورے ملک سے موصول ہونے والی اہم تجاویز پر غور وخوض کیا گیا۔ان کی روشنی میں متعدد اہم فیصلے کیے گئے اور تیاریوں کو آخری شکل دی گئی۔ یہ اطلاع مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے ذرائع ابلاغ کے نام جاری ایک بیان میں دی گئی۔

اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کانفرنس کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ دین اسلام احترام انسانیت کا ضامن وعلمبردار ہے، تاہم دنیا کے تمام مذاہب بھی احترام انسانیت، امن وشانتی، الفت ومحبت، بھائی چارہ، رواداری، خیر سگالی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی تعلیمات دیتے ہیں۔ تمام مذاہب میں یہ قدریں مشترک ومسلمہ ہیں اور سارے مذاہب میں بلاتفریق رنگ ونسل، جنس، ذات پات، امیر وغریب سب کی جان ومال، عزت وآبرو، دین وعقیدہ اور عقل وشعور کی حرمت وحفاظت مسلم ہے۔لہذا کسی بھی انسان، مذہب اور گروہ کے ساتھ کسی بھی بنیاد پر امتیازی سلوک اور بھید بھاو اور کسی بھی سطح پر تفریق درست نہیں ہے۔ دنیا کے سارے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں، سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، سب محترم ہیں، صالحیت اور تقویٰ ہی شرافت وکرامت کا معیار ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ہمیشہ ان مقاصد ومصالح کے فروغ و تحفظ اور حصول کو ترجیحی طور پر یقینی بنانے کی کوشش کی ہے، اپنی تمام تر سرگرمیوں اور خدمات اور ہر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، قومی سیمینار اور سمپوزیم کا مرکز ومحور انہیں بنیادوں اور اصولوں کو بنایا ہے اور امن وشانتی کے قیام، انسانیت کی تعمیر، اخوت کا فروغ، رواداری اور قومی یکجہتی کے استحکام، حقوق نسواں واطفال کے تحفظ، محروم طبقات کی فلاح و بہبود، دہشت گردی کی بیخ کنی اور سماجی برائیوں کے خاتمے کی بات کی ہے اور اس پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا مرکزی موضوع بھی یہی قرار پایا ہے۔ آج کے ناگفتہ بہ حالات میں ضرورت ہے کہ مذاہب کے اندر مشترک اقدار وتعلیمات کو وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے اور پیغام امن وانسانیت کو عام کیا جائے تاکہ ملک وملت ہی نہیں بلکہ عالمی وانسانی سطح پر نفرت وعداوت، بغض وحسد، بے اعتمادی، شکوک وشبہات، غلط فہمی، تشدد اور خوف ودہشت کا خاتمہ اور امن وانسانیت، الفت ومحبت، بھائی چارہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور تحفظ حقوق کی بالادستی قائم ہو۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں توقع ظاہر کی ہے کہ یہ کانفرنس اپنے موضوع و مشتملات اور زمان ومکان کے لحاظ سے سنگ میل ثابت ہوگی اور مذاہب عالم خصوصا اسلام کے پیغام امن وانسانیت، باہمی احترام، تحفظ حقوق، رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ، خوف وہراس، تشدد، دہشت گردی، شراب نوشی ودیگر منشیات، جہیز، جوا، رشوت، جہالت، خودغرضی، استحصال، صنفی وسماجی نابرابری وغیرہ کے خاتمے اور ماحولیات اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کرے گی۔ ان شاءاللہ

پینتیسویں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی دوسری جائزہ کمیٹی کا انعقاد پورے ملک میں کافی جوش وخروش۔ میٹنگوں کا سلسلہ جاری

دہلی: ۲۰/اکتوبر ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ۹-۱۰/نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی کے رام لیلا میدان میں ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' کے عنوان پر منعقد ہونے والی دوروزہ عظیم الشان پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے کامیاب انعقاد اور اب تک کی تیاریوں کا جائزہ لینے کے لیے کانفرنس کی انتظامی کمیٹیوں کے کنویزوں کی ایک اہم نشست آج دوپہر اہلحدیث منزل جامع مسجد دہلی میں زیر صدارت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اہل حدیث منزل میں منعقد ہوئی جس میں اب تک کی تیاریوں کا جائزہ لیا گیا اور کاموں کو آخری شکل دینے کی کوشش کی گئی۔

اس موقع پر امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے حاضرین کا گرمجوشی سے استقبال کیا اوران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے جذبۂ خدمت اور ایثار وقربانی کی ستائش کی اور نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں۔ کسی بھی مرحلہ میں نفسانیت وجذباتیت کو درآنے نہ دیں کیوں کہ اس سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔ آپس میں مشورہ کریں اور دوسروں کی رائے کو اہمیت دیں اور انفرادی و اجتماعی کاموں میں صحابہ کرام اور سلف صالحین کی مبارک زندگی کو نمونہ بنائیں اور اپنے قول وکردار اور عمل واخلاق سے اسلام کے پیغام انسانیت کو عام کریں۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ آج کے حالات میں انسانی ہمدردی، آپسی بھائی چارہ، احترام باہمی، خیر خواہی، تحمل و برداشت، الفت ومحبت، رواداری اور جذبہ خیر سگالی کی بڑی ضرورت ہے اور یہ مبارک جذبات مذہبی تعلیمات میں یقین اوران پر عمل سے پیدا ہوتے ہیں۔ آج پوری دنیا میں نفرت وعداوت، تشدد، خوف ودہشت، عدم احترام، اور بے اعتمادی کی کیفیت اس وجہ سے ہے کہ لوگوں نے مذہب کو عملی زندگی سے الگ کردیا ہے۔ ورنہ یہ کہاں کی دین داری ہے کہ مذہب کے نام پر خون خرابہ کیا جائے۔ بدامنی پھیلائی جائے اور انسانیت سے محبت اور اس کے احترام کو بالائے طاق رکھ کر ابنائے نوع کو دھوکہ دیا جائے۔ ان کی غیبت کی جائے۔ ان سے حسد روا رکھا جائے۔ ان کی جان ومال، عزت وآبرو اور دین ومذہب سے کھلواڑ کیا جائے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند نے مذاہب عالم کے مابین مشترک قدروں کے فروغ اور بطور خاص اسلام کے پیغام امن وانسانیت اور احترام آدمیت کا لوگوں کے اندر جوت جگانے کے لیے یہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی ابتدا بھی اپنی عملی زندگی سے کرنی ہے۔ پریس ریلیز کے مطابق میٹنگ کا آغاز گیارہ بجے حافظ شکیل احمد میرٹھی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے توجیہی کلمات پیش کیے اور کانفرنس کے کنویز مولانا محمد اقبال محمدی نے بھی اظہار خیال فرمایا اور اپنی طرف سے اور صدر مجلس استقبالیہ ڈاکٹر عبدالعزیز مبارکپوری اور جملہ ذمہ داران کی طرف سے سب کا شکریہ ادا کیا۔

۳۵/ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تیاریاں آخری مرحلے میں تیسری جائزہ میٹنگ کا انعقاد، کارکنان میں کافی جوش وخروش، پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں وفود کی آمد کی اطلاع

دہلی: ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۴ء

''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' کے عنوان پر ۹-۱۰/نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی کے رام لیلا میدان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی دوروزہ عظیم الشان پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے حوالہ سے پورے ملک میں کافی جوش وخروش پایا جارہا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں وفود کی آمد کی مسلسل خبریں موصول ہورہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلے میں جائزہ میٹنگوں کا سلسلہ جاری ہے اور کاموں کو آخری شکل دینے کی کوششیں شباب پر ہیں۔ چنانچہ آج مورخہ ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۴ء بروز اتوار جمعیت کے مرکزی دفتر اہلحدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد دہلی میں کانفرنس کی متعدد انتظامی کمیٹیوں کے کنویزس اور رضا کاروں کی تیسری جائزہ میٹنگ زیر صدارت مولانا محمد ہارون سنابلی ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوئی جس میں کنویزس حضرات نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں جن کا بڑی باریکی سے جائزہ لیا گیا۔ نیز تیاریوں کو آخری شکل دینے کی کوشش کی گئی۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں دی گئی۔

اس موقع پر ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے دہلی واطراف سے آئے ہوئے کنویزس اور رضا کاروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مہمانوں کی خدمت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کانفرنس کے ذریعہ آپ کو مہمانوں کی خدمت کا زریں موقع عنایت فرمایا ہے، آپ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اپنے اندر خدمت کا جذبہ پیدا کریں اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، لوگوں کو کانفرنس کے اغراض و اہداف سے روشناس کرائیں اور بتائیں کہ یہ کانفرنس وقت کی بڑی ضرورت ہے۔

معروف عالم دین مولانا خورشید عالم مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث بہار نے کنویزس اور رضا کاران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مہمانوازی اہل ایمان کا

شیوہ ہے اور رسول اللہ ﷺ اس خصلت حمیدہ سے متصف تھے جس کا حوالہ دیتے ہوئے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ یہ نیک خصلتیں آپ کے اندر پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے آپ کبھی بھی خائب وخاسر نہیں ہو سکتے بلکہ آپ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے موقع پر آپ پورے ہندوستان کے علمائے کرام، ائمہ عظام اور عوام وخواص کی ضیافت کرنے جارہے ہیں تو آپ اس عمل کی عظمت وفضیلت کو جانیں اور مہمانان کی راحت کے لئے حتی الامکان کوششیں صرف کریں۔

اس میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے حافظ شکیل احمد میرٹھی سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی نے کہا کہ اہلحدیث کا منہج کتاب وسنت کی عملی تفسیر ہے، آپ ایک بڑی تحریک سے وابستہ ہیں، اللہ کا بہت بڑا شکر واحسان ہے کہ آپ کی مرکزی جمعیت ایک تاریخی کانفرنس منعقد کررہی ہے۔ آپ کو مختلف شعبہ جات کے کنوینز بننے کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اس نعمت کے شکرانے میں آپ کو چاہئے کہ آپ کتاب و سنت کے فروغ اور ملک وملت اور انسانیت کی خدمت کے لئے اسلاف کرام کی قربانیوں کو یاد کریں اور اسی جذبہ وہمت سے سرشار ہوکر اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہوجائیں۔

اس تیسری جائزہ میٹنگ کے کنوینز ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے اپنے تمہیدی خطاب میں تمام شرکاء کا استقبال کیا، ان کی شبانہ روز مساعی کو سراہا، ان کا شکریہ ادا کیا، کانفرنس کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان شاء اللہ اس کانفرنس سے ملک وبیرون ملک الفت ومحبت، اخوت و بھائی چارہ، احترام انسانیت، فرقہ ہم آہنگی، امن وشانتی اور مذہبی رواداری کے کاز کو تقویت ملے گی۔

مولانا محمد اظہر مدنی ڈائریکٹر اقراء انٹرنیشنل اسکول، جیت پور نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ دہلی سے ہماری گہری تاریخ وابستہ ہے، جس میں یہ تاریخی کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے دامے درمے سخنے قدمے تعاون پیش کرنا ملک وملت، جماعت اور انسانیت کے مفاد میں ہے۔ آپ کے آباواجداد نے رضاکارانہ طور پر ملک وملت کی اور انسانیت کی خدمت کرکے تاریخ رقم کی تھی یہ تاریخ مجید ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے۔

پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تیاریاں تقریباً مکمل، چوتھی جائزہ میٹنگ کا انعقاد، دہلی علمائے کرام اور معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے تیار

نئی دہلی: ۳؍نومبر ۲۰۲۴ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' کے عنوان پر ۹-۱۰؍نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی کے رام لیلا میدان میں منعقد ہونے والی دو روزہ عظیم الشان پینتیسویں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی تیاریاں تقریباً مکمل ہوچکی ہیں۔ ایک دو دن میں ملک کے طول وعرض سے وفود کی آمد کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ شعبۂ استقبالیہ ان وفود اور ملک وبیرون ملک سے مشاہیر علمائے کرام، دانشوران عظام، معزز شعراء اور مہمانان ذی وقار کے استقبال کے لئے تیار ہے۔ اس لئے باقیماندہ تیاریوں کو آخری شکل دینے کے لئے اور کارکنان ورضاکاران کے اندر جوش وخروش اور جذبۂ خدمت کو جلا بخشنے کے لئے مختلف شعبہ جات سے متعلق ذمہ داران کی میٹنگوں کا دور جاری ہے۔ اس سلسلے میں کانفرنس کے کنوینزوں اور رضاکاروں کی چوتھی میٹنگ آج بتاریخ ۳؍نومبر ۲۰۲۴ء بروز اتوار جمعیت کے مرکزی دفتر اردو بازار میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کے زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں کانفرنس کی تیاریوں سے متعلق پیش رفت کو اطمینان بخش قرار دیا گیا اور رضاکاروں کو مفید مشوروں سے نوازا گیا۔

جائزہ میٹنگ کی ابتداء حافظ محمد عمیر سلفی کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ بعد ازاں، امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے پرجوش رضاکاران وکنوینز حضرات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کے تعلق سے پیش رفت خوش کن ہے۔ آج کی جائزہ رپورٹ سن کر دل باغ باغ ہوگیا، توقع ہے کہ یہ کانفرنس جمعیت و جماعت کی تاریخ کی کامیاب ترین کانفرنسوں میں شمار ہوگی اور اس کے لئے آپ دہلی والے بھرپور تعاون پیش کریں گے۔

امیر محترم نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ پینتیسویں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس اپنے اغراض ومقاصد اور عنوان کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور پورے ہندوستان کی نظریں آپ کی جماعت پر ٹکی ہوئی ہے کیونکہ ہر زمانے میں آپ کی جماعت نے ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے راہ دکھانے کا کام کیا ہے اور امید ہے کہ اس کانفرنس کے بھی نیک اثرات ملک وملت اور جماعت پر مرتب ہوگی۔

امیر محترم نے کہا کہ قوموں کی زندگی میں کانفرنسوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس طرح کے اجتماعات میں اپنوں اور غیروں سب کو بلایا تھا، یوں تو ہر روز کہیں نہ کہیں جلسہ واجتماعات منعقد ہوتے ہیں لیکن حج کے عظیم الشان اجتماع کی بات ہی دیگر ہے اور اس کی اہمیت وضرورت اور معنویت ہر دور میں مسلم رہے گی۔ خاص طور سے تنظیمی اور دعوتی حوالوں سے ان کانفرنسوں کی ضرورت واہمیت دوچند ہے۔

امیر محترم نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ آپ اپنے اسلاف کو یاد کریں کہ انہوں نے بڑی قربانیاں دے کر ہمیں جمعیت و جماعت اور ملک وملت کی یہ وراثت سونپی ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس امانت کے حقیقی پاسبان بنیں اور اپنے عمل وکردار اور خلوص سے بے لوث خدمات انجام دیں۔ اس تاریخی موقع پر عزم بالجزم کریں کہ ہمارے ملک وبیرون ملک سے تشریف لانے والے مہمانان اچھا تاثر لے کر جائیں گیا ور ہم عوام، برادران وطن اور انتظامیہ کے اذہان وقلوب پر ہم اچھا اثر چھوڑ سکیں گے۔

اس میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم

عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے کنویزوں اور رضا کاروں کے لئے کچھ راہ نما اصول و ضوابط بتائے اور کہا کہ جس شخص کو جو ذمہ داری دی ہے، اسےچاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پورے لگن اور اخلاص سے ادا کرے کیونکہ اگر ہر شخص اس سوچ کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کوادا کرے گا تو یہ کانفرنس یقینی طور پر تاریخی کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔

مولانا نے کہا کہ اس کانفرنس میں پورے ہندوستان سے علمائے کرام، دانشوران، دھرم گرو اور مذہبی رہنما تشریف لا رہے ہیں۔آپ ان کے استقبال ان کی ضیافت کے لئے خود کو تیار رکھیں۔

اس میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ہندی ترجمان ماہنامہ اصلاح سماج کے ایڈیٹر حافظ محمد طاہر سلفی نے کہا کہ ہماری مایہ ناز جمعیت یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے جارہی ہے، ہم مہمانان کے استقبال کے لئے اپنی پلکیں بچھائے ہوئے ہیں اور ہم ذمہ داران کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

اس موقع پر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے دلی کے کونے کونے سے تشریف لائے کنویزس اور رضا کاروں کا تہہ دل سے استقبال کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جماعت اہل حدیث کا ہر فرد ایک جماعت کے برابر ہوتا ہے۔ ہمارے اسلاف نام ونمود اور عہدہ ومنصب کے بجائے کام اور خدمت میں یقین رکھتے تھے۔ آزادی سے قبل آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے آل انڈیا اجلاسوں کا جو تسلسل تھا جو آزادی کے بعد تقریباً رک سا گیا تھا لیکن موجودہ قائدین جماعت نے مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کی قیادت میں اس توانا روایت کو باوقار رفتار دی اور کورونا کے وقفہ کے باوجود ان کے عہد کی یہ آٹھویں کانفرنس ہے۔ بلاشبہ ان کانفرنسوں نے ہماری قومی، ملی اور جماعتی زندگی میں اہم رول ادا کیا ہے اور دعوتِ توحید اور ترویج کتاب وسنت کے باب میں سنگ میل ثابت ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ کانفرنس کے دوش بدوش ''احترام انسانیت اور مذاہب عالم'' کے عنوان پر منعقد ہونے والے آل انڈیا سیمینار کے لئے موصول ہوئے تقریباً ڈیڑھ سو علمی مقالات کی تصحیح وایڈیٹنگ کے لئے آج اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں تقریباً ایک درجن اہل علم وتحقیق کا ایک روزہ ورکشاپ منعقد ہوا جس میں ان مقالات پر نظر ثانی اور تصحیح وایڈیٹنگ کو آخری شکل دی گئی۔

....

معروف بزنس مین اور مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے فاضل مولانا غفران صاحب کا انتقال

پُرملال: نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ماسٹر حمید اللہ صاحب سابق مطبخ انچارج جامعہ سلفیہ بنارس وجامعہ رحمانیہ کے صاحبزادے، جامعہ سلفیہ بنارس کے ہونہار شاگرد اور جامعہ رحمانیہ بنارس کے سابق استاذ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن صاحب کے برادر مولانا غفران سلفی جون پوری صاحب کا بتاریخ 21 اکتوبر 24ء، بروز سنیچر طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا غفران صاحب صوم وصلاۃ کے پابند، خلیق وملنسار، متواضع اور متدین تھے، کار خیر میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔آپ ایک اچھے بزنس مین تھے، جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد دہلی مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کی، آپ نے سب سے پہلے جوشی کالونی میں مکان بنایا، بہت دنوں سے دوارکا میں بس گئے تھے، آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز روزنامہ قومی آواز دہلی میں پروف ریڈر کی حیثیت سے کیا، پھر رئیل اسٹیٹ کی لائن میں آگئے، بہت دنوں سے دوارکا، دہلی میں رہائش پذیر تھے، 2019ء میں حادثے کے شکار ہوکر زخمی ہوگئے تھے، تب سے صاحب فراش تھے۔ بتاریخ 13 اکتوبر 2024ء بروز اتوار دوارکا دہلی میں ڈیڑھ بجے 1:30 دوپہر) تجہیز اور تکفین ہوئی۔

ہم مولانا کے جملہ پسماندگان بیوہ، بھائیوں، بہنوں، صاحبزدگان اور بیٹیوں اور دیگر وابستگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو، اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق ناظم مالیات جناب اظہر وزیری صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال پُرملال

انتقال پُرملال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق ناظم مالیات اور دہلی ہائی کورٹ کے سابق جج جناب نجمی وزیری صاحب کے بڑے بھائی جناب اظہر وزیری صاحب کی اہلیہ محترمہ کا طویل علالت کے بعد آج صبح 4/ بجے صبح بعمر تقریبا 53/ سال دہلی کے ہولی فیملی ہسپتال میں انتقال ہوگیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، مہمان نواز، پابند صوم وصلاۃ، صبر وشکر کی پیکر اور اعلی تعلیم یافتہ خاتون اور اترانچل کے معزز وذی وجاہت خانوادے کی چشم وچراغ تھیں۔ تقریبا پانچ سال سے سرطان کے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ ان کے جنازے کی نماز آج ہی بعد نمازِ عشاء(09:00/ بجے شب)اہل حدیث کمپلیکس، D-254 ،ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی-25 میں ادا کی گئی اور شاہین باغ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

پسماندگان میں دو صاحبزادے عمر وزیری، علی وزیری اور ایک صاحبزادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین خصوصا جناب اظہر وزیری صاحب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے

اور مکاتب میں تجوید وتعلیم قرآن کریم کا اہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اور دین وشریعت اور توحید و رسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اور حکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اور سعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اور قوموں کی عزت وذلت اور عروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پر عمل کا خصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اور سوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کو خصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہر میدان میں اوج کمال تک پہنچے۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خود برصغیر میں تعلیم وتفسیر قرآن کریم تو کجا تجوید وقرأت کا عرصہ تک کما حقہ اور مضبوط انتظام نہ ہوسکا اور نہ اس پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیر اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصود تھا اور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اور مکاتب ومساجد میں تجوید قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پر قائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیر اثر بچوں کی ذہنی طور پر نشو ونما ہونے لگی۔ لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظر عصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اور گاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا مکاتب کو بڑے اور عمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو دین کی بنیادی باتوں اور قرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اور اپنے گاؤں اور محلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں، اگر قائم ہیں تو ان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں، قدیم نظام کا احیاء کریں، ان میں تجوید وتعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کو دین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اور انھیں دین وعقیدہ پر قائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک ہوکر دین حنیف، جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہر طرح کے فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور عالمی مہلک وبا کورونا وغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و دیگر ذمہ داران

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"

JARIDA TARJUMAN

(FORTNIGHTLY)

AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR
JAMA MASJID DELHI - 110006
PH. 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No 39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licensed to Post Without
Pre-payment in
LPC. Delhi RMS Delhi-110006
Under ... (C) - 277/2023-25

November 16-30-2024

(Total Pages 108)

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-115, Gali No 8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor: Md Khurshid Alam

108